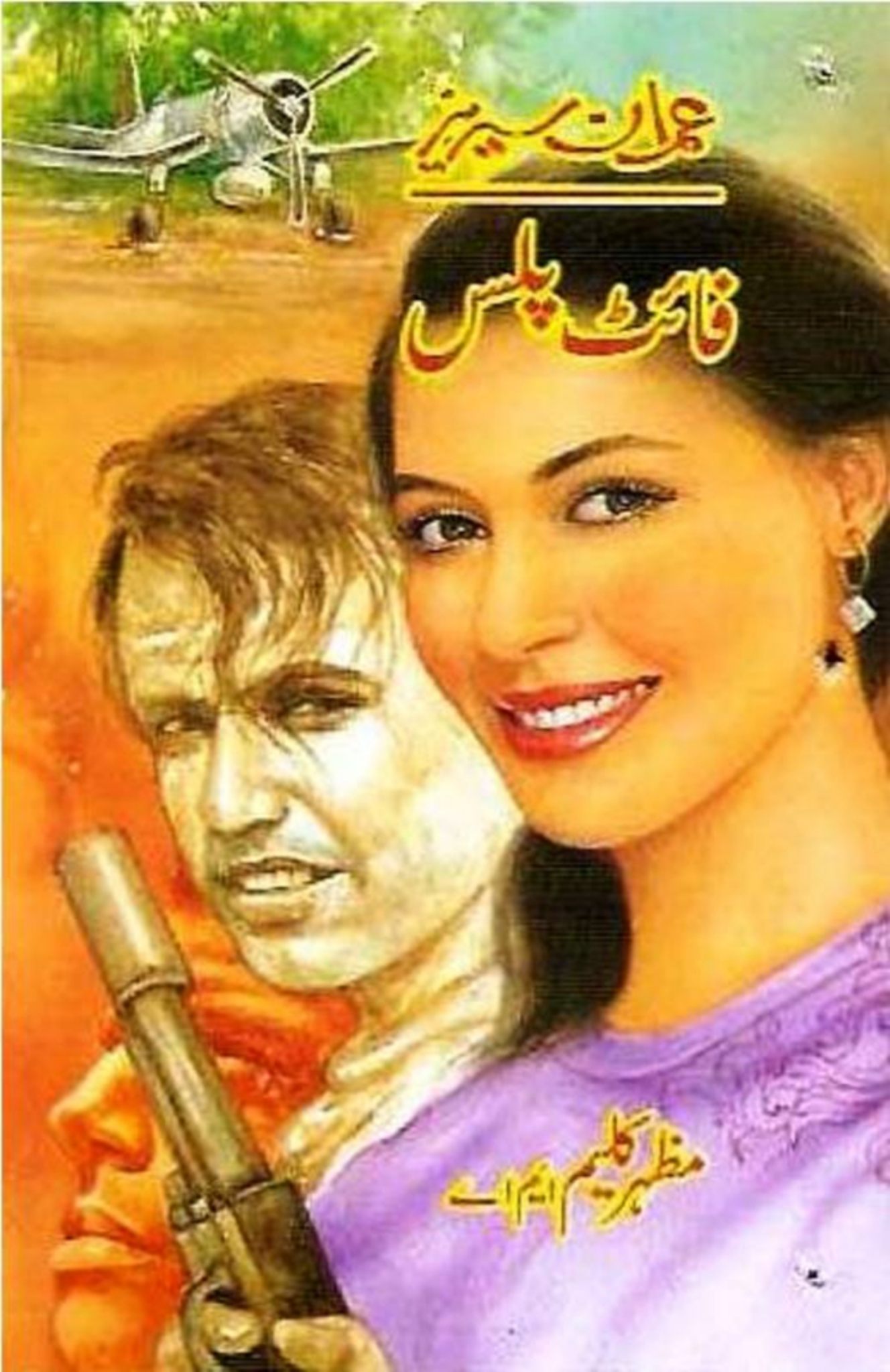


عمراتِ سبز

فانٹکس

مظہر کلیم ایم اے



## چند باتیں

محترم قارئین۔ سلام مسنون۔ "فائٹ پلس" کا دوسرا اور آخری حصہ آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ قارئین اکثر اپنے خطوط اور ای میلز میں عمران اور اس کے ساتھیوں کی جسمانی فائٹس کے نہ ہونے کی شکایت کرتے رہتے ہیں لیکن عمران اور اس کے ساتھیوں کی کوشش یہی ہوتی ہے کہ وہ جسمانی فائٹس سے بچ کر مشن مکمل کر لیں کیونکہ وہ عملی طور پر اس سطح پر پہنچ چکے ہیں کہ اب وہ جسمانی فائٹس کو بچگانہ پن سمجھنے لگ گئے ہیں لیکن اس ناول میں انہیں مسلسل ایسی جسمانی فائٹس کرنے پر مجبور ہونا پڑا ہے کہ یہ فائٹس شاید طویل عرصے تک ان کو یاد رہے گی۔

عمران کی سپر ایجنٹ اور ناقابل شکست فائٹر سے ہونے والی طویل اور خوفناک فائٹ۔ خاور اور سپر ہیروڈی ایجنٹ گرے کے درمیان ہونے والی خوفناک جسمانی فائٹ۔ صدیقی اور چار ٹرکیوں کے درمیان ہونے والی انتہائی خوفناک فائٹ اور اسی طرح اس ناول میں عمران اور اس کے ساتھیوں کو قدم قدم پر اور مسلسل خوفناک جسمانی فائٹس پر مجبور ہونا پڑا اور یہ فائٹس عام انداز کی بھی فائٹس نہ تھیں بلکہ ان میں سے ہر فائٹ اپنی اپنی جگہ موت اور زندگی کے درمیان فائٹ تھی۔

اس ناول کے تمام نام مقام کردار واقعات اور پیش کردہ پیرائے قطعاً فرضی ہیں۔ کسی قسم کی جڑی یا کئی مطابقت محض اتفاقی ہوگی۔ جس کے لئے پبلشرز مصنف پر قطعاً ذمہ دار نہیں ہوں گے۔

ناشر ————— مظہر کلیم ایم اے

اجتہاد ————— محمد ارسلان قریشی

ترجمہ ————— محمد علی قریشی

طابع ————— شہکار سعیدی پرنٹنگ پریس ملتان



کتاب سنگوانے کا پتہ

Ph 051-4018666

ارسلان پبلی کیشنز اوقاف بلڈنگ ملتان پاک گیٹ

Mob 0333-6106573



مجھے یقین ہے کہ جسمانی فائٹس نہ ہونے کا شکوہ کرنے والے قارئین کی تمام تفتیشی اس ناول کو پڑھنے کے بعد دور ہو جائے گی۔ اس ناول میں بھی کئی خوفناک میووی تھقیں عمران اور اس کے ساتھیوں کے مقابل آتی رہیں اور عمران اور اس کے ساتھیوں کے خلاف قدم قدم پر موت کے ایسے جال بچھائے گئے جن سے صحیح سلامت نکل جانا تقریباً ناممکن تھا لیکن عمران اور اس کے ساتھیوں نے اپنی ہمت، جدوجہد اور عزم و حوصلے سے موت کے ہر جال کا تاروپود یکسر کر رکھا دیا۔ مجھے یقین ہے کہ یہ ناول قارئین کو اپنے منفرد انداز کی وجہ سے بے حد پسند آئے گا۔ اپنی آراء سے مجھے بذریعہ خطوط یا ای میل ضرور مطلع کیجئے گا تاکہ آپ کے خطوط اور ای میل کی رہنمائی میں آپ کے لئے بہتر سے بہتر لکھا جاسکے۔

اب اجازت دیجئے۔

والسلام

مظہر کلیم ایم اے

E-Mail Address

mazharkaleem.ma@gmail.com

خاور اپنے فلیٹ کے کمرے میں بڑی بے چینی کے عالم میں ٹہل رہا تھا۔ ہسپتال میں عمران سے ملنے کے بعد وہ ڈاکٹر صدیقی سے ملا اور انہیں ڈسپارچ کرنے کے لئے کہا تو ڈاکٹر صدیقی نے اسے چند مخصوص ہدایات دینے کے بعد ڈسپارچ کر دیا اور خاور جیسی لے کر واپس اپنے فلیٹ پر آ گیا۔ لیکن فلیٹ پہنچ کر اس کی بے چینی مزید بڑھ گئی۔ وہ مسلسل یہی سوچ رہا تھا کہ اس کی وجہ سے یہ تمام حالات پیدا ہوئے ہیں۔ اسے اب اندازہ ہو گیا تھا کہ قرضہ نہ اس کی ملاقات جس ڈاکٹر اسٹیک سے کرائی تھی اسی ڈاکٹر اسٹیک نے اس کے ذہن میں گڑبڑ کی تھی اور شاید دانش منزل کے بارے میں تفصیلات اسی نے خاور کے ذہن سے ہی حاصل کی تھیں جس کی وجہ سے دانش منزل سے فائل اڑائی گئی اور اس وجہ سے وہ اپنے آپ کو مجرم محسوس کر رہا تھا۔ پھر اچانک اسے خیال آیا کہ وہ

صدیقی سے معلوم کرے کہ اس نے ہسپتال سے جانے کے بعد کیا کیا ہے۔ کیا وہ فائل واپس حاصل کرنے میں کامیاب بھی ہوا ہے یا نہیں۔ اس نے کرسی پر بیٹھ کر سامنے میز پر موجود فون کا رسور اٹھایا اور نمبر پر پریس کرنے شروع کر دیئے۔ دوسری طرف گھنٹی بجنے کی آواز سنائی دیتی رہی لیکن کسی نے فون نہیں اٹھایا تو خاور سمجھ گیا کہ صدیقی کا قلیٹ بند ہے۔ اس نے کریڈل دیا اور پھر فون آنے پر ایک بار پھر نمبر پر پریس کرنے شروع کر دیئے۔ اس بار دوسری گھنٹی پر رسور اٹھا لیا گیا۔

”لیں۔ میں احسن بول رہا ہوں“..... رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے فور سٹارز کے ہیڈ کوارٹر کے ملازم احسن کی آواز سنائی دی۔

”احسن۔ میں خاور بول رہا ہوں۔ صدیقی صاحب تو نہیں آئے یہاں“..... خاور نے کہا۔

”وہ آئے تھے اور انہوں نے چوہان اور نعمانی صاحب کو بھی یہاں کال کر لیا تھا اور ابھی تھوڑی دیر پہلے وہ تینوں کار میں بیٹھ کر گئے ہیں“..... احسن نے تفصیل سے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”اچھا ٹھیک ہے۔ شکریہ“..... خاور نے کہا اور رسور رکھ دیا۔

”مجھے خود ہی کچھ کرنا ہو گا“..... خاور نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور اس نے ساتھ ہی اس نے آنکھیں بند کر کے کرسی کی پشت سے کمر لگا دی۔ وہ تصویر ہی تصویر میں فرخندہ کے ساتھ اپنے آپ کو

ایک کار میں بیٹھے دیکھ رہا تھا۔ اسے صرف یہ یاد تھا کہ فرخندہ اس کے قلیٹ پر آئی تھی اور فرخندہ نے اسے بتایا کہ اس نے اس آدمی کو دیکھا ہے جس سے اس نے وہ مشین حاصل کیا تھا اور جس کے ذریعے اس نے خاور پر حملہ کرنے کی کوشش کی تھی۔ یہ سن کر خاور فوراً ہی اس کے ساتھ اس آدمی کے پاس جانے کے لئے تیار ہو گیا اور پھر وہ دونوں فرخندہ کی کار میں بیٹھ کر ایک رہائشی کالونی کی کوٹھی پہنچے۔ وہاں ایک بوڑھا آدمی موجود تھا۔ اس کے بعد اسے صرف اتنا یاد تھا کہ اس بوڑھے کا چہرہ اس کی نظروں کے سامنے جیسے فکس سا ہو کر رہ گیا تھا۔ مزید اسے کچھ یاد نہ تھا کہ اس کے بعد کیا ہوا۔ اس کے بعد جب اس کے ذہن نے کام شروع کیا تو وہ ہسپتال میں موجود تھا اور ڈاکٹر صدیقی اس کے سامنے کھڑے تھے اور پھر ڈاکٹر صدیقی نے اسے بتایا کہ کس طرح اسے ایک ویران جگہ پر بے ہوش پڑے پایا گیا اور کس طرح وہ یہاں پہنچا تھا اور آج دو روز بعد اسے ہوش آیا ہے۔ اس نے سوچا کہ وہ فرخندہ کو فون کر کے اس سے معلومات حاصل کرے کہ وہ اسے کس بوڑھے آدمی کے پاس لے گئی تھی اور اس کے ساتھ وہاں کیا ہوا تھا لیکن پھر اسے خیال آیا کہ ہسپتال میں اس نے فرخندہ سے پوچھا تھا تو فرخندہ نے اسے بتایا کہ اس بوڑھے کا نام ڈاکٹر اسٹیک ہے اور خاور نے خود اس سے ملنے پر اصرار کیا تھا اور فرخندہ اسے ڈاکٹر اسٹیک کے پاس چھوڑ کر واپس چلی گئی تھی جبکہ خاور کو ہرگز یہ یاد نہ



تھا کہ وہ ڈاکٹر اسٹیک سے ملنے گیا تھا یا اس نے اس سے ملاقات پر اصرار کیا تھا۔ اس کی یادداشت میں صرف اتنا موجود تھا کہ فرخندہ نے اسے مشین پائل کے بارے میں بتایا تھا اور وہ اس کے ساتھ اس آدمی سے ملنے گیا تھا جس نے اسے یہ مشین پائل دیا تھا اور وہاں اس کی ملاقات ایک بوڑھے سے ہوئی تھی۔ خاور کچھ دیر بیٹھا سوچتا رہا پھر اس نے فون کا ریسیور اٹھایا اور نمبر پر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

”ارباب بول رہا ہوں“..... رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے ارباب کی آواز سنائی دی۔

”خاور بول رہا ہوں ارباب صاحب۔ فرخندہ موجود ہے یہاں“..... خاور نے پوچھا۔

”وہ تو اپنے قلیٹ پر گئی ہوئی ہے۔ کبھی کبھار ہی آتی ہے ہمارے ہاں“..... ارباب نے جواب دیا۔

”وہاں کا فون نمبر بتا دیں۔ میں نے اس سے ایک ضروری بات کرنی ہے“..... خاور نے کہا تو ارباب نے نمبر بتا دیا۔

”شکریہ“..... خاور نے کہا اور کریڈل دبا کر اس نے ٹون آنے پر ارباب کے بتائے ہوئے نمبر پر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

”لیں“..... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی اور خاور فوراً پہچان گیا کہ یوں لگنے والی فرخندہ ہے۔

”خاور بول رہا ہوں“..... خاور نے کہا۔

”اوہ تم۔ تم نے مجھے فون کیا ہے۔ ویری گڈ۔ چلو پتھر میں جو تک تو گئی“..... دوسری طرف سے فرخندہ کی مسرت بھری آواز سنائی دی۔

”فرخندہ تم جس کالونی میں مجھے لے گئی تھیں اس بوڑھے سے ملوانے وہ کون سی کالونی ہے اور کوٹھی کا نمبر کیا ہے“..... خاور نے اس کی بات کا جواب دینے کی بجائے سپاٹ لیجے میں کہا۔

”روز کالونی۔ کوٹھی نمبر ایک سو ایک لیکن وہ کوٹھی تو اب خالی ہو چکی ہے۔ میں ہسپتال سے سیدھی وہاں گئی تھی لیکن وہاں گیٹ پر تالا لگا ہوا تھا اور کرائے کے لئے خالی ہے کا بورڈ بھی موجود تھا“۔

فرخندہ نے جواب دیا۔

”کیا تمہارے ذہن میں کوئی ایسی کالونی ہے جہاں انتہائی گھنے بیول کے درختوں کی ایک قطار ہے“..... ایک خیال کے تحت خاور نے چونک کر پوچھا۔

”بیول کے درخت۔ یہ بیول کیا ہوتا ہے“..... فرخندہ نے حیرت بھرے لہجے میں پوچھا۔

”انہیں کیکر کے درخت بھی کہتے ہیں۔ اس میں بڑے بڑے کانٹے ہوتے ہیں۔ نوکیلے کانٹے“..... خاور نے کہا۔

”سوری خاور۔ میں نے تو ایسے درخت دیکھے ہی نہیں۔ نجانے تم کن درختوں کے بارے میں کہہ رہے ہو۔ کانٹے دار صحرائی پودے تو ہوتے ہیں جنہیں کیکٹس کہا جاتا ہے اور آج کل تو کیکٹس

کے پودے ہر کونجی میں موجود ہوتے ہیں کیونکہ یہ دیکھنے میں بے حد خوبصورت ہوتے ہیں لیکن کیکٹس کے درخت تو نہیں ہوتے۔  
فرخندہ نے جواب دیتے ہوئے کہا تو خاور نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا۔

”او کے شکریہ“..... خاور نے منہ بناتے ہوئے کہا اور رسیور رکھ دیا۔ اس کے ذہن میں ایک دھندلا سا خیال تھا کہ وہ کسی ایسی جگہ لے جایا گیا تھا جہاں بھول کے درختوں کی پوری قطار تھی۔ یہ درخت طویل عرصہ پہلے تو ہر جگہ نظر آتا تھا لیکن اب یہ درخت بڑے بڑے شہروں میں تو قصہ پارینہ بن چکا تھا اور ظاہر ہے پاکیشیا کا دارالحکومت ایک جدید بلکہ جدید ترین شہر بن چکا ہے اس لئے اس کے ذہن میں ایسی کوئی جگہ نہ آ رہی تھی جہاں بھول کے درخت ہو سکتے ہوں۔ وہ بیٹھا سوچتا رہا لیکن باوجود سوچنے کے جب اسے کوئی ایسا مقام یاد نہ آیا تو اس نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا اور اٹھ کر اس نے فرنیچ سے جوس کا ایک ٹن نکالا اور اسے کھول کر منہ سے لگا لیا۔ ابھی اس نے جوس ختم ہی کیا تھا کہ فون کی تھنٹی بج اٹھی تو اس نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

”نہیں۔ خاور بول رہا ہوں“..... خاور نے کہا۔

”فرخندہ بول رہی ہوں خاور۔ میں نے معلوم کر لیا کہ وہ درخت کیا نام بتایا تھا تم نے باہول۔ ہاں۔ بھول۔ وہ کہاں موجود ہیں“..... فرخندہ کی مسرت بھری آواز سنائی دی تو خاور چونک پڑا۔

”کہاں ہیں یہ درخت“..... خاور نے بے چمن سے لہجہ میں پوچھا۔

”میں تمہارے قلیٹ پر آ رہی ہوں“..... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔

”یہ بھی بھول کے کانٹے سے کم ثابت نہیں ہو رہی۔ خواہ مخواہ گگے پڑ رہی ہے۔ نانسنس“..... خاور نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور پھر تقریباً نصف گھنٹے بعد کال نکل کی آواز سنائی دی تو وہ اٹھا اور بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ اسے یقین تھا کہ دروازے پر فرخندہ ہی ہوگی اس لئے اس نے پوچھے بغیر دروازہ کھول دیا۔ باہر واقعی فرخندہ موجود تھی۔ اس کے چہرے پر مسرت کے تاثرات واضح طور پر نمایاں تھے۔

”آؤ“..... خاور نے ایک طرف ہٹتے ہوئے کہا تو فرخندہ اندر داخل ہو گئی۔ خاور نے اس کے عقب میں دروازہ بند کیا اور پھر وہ اسے ساتھ لئے سنگ روم میں آ گیا۔ اس نے فرنیچ سے جوس کا ایک ٹن نکال کر اس کے سامنے رکھا اور خود دوسری کرسی پر بیٹھ گیا۔

”شکریہ۔ فرخندہ نے مسرت بھرے لہجہ میں کہا اور ٹن اٹھا کر اس میں موجود سٹرا کو منہ سے لگا لیا۔

”تم نے خواہ مخواہ یہاں آنے کی زحمت کی۔ فون پر ہی بتا دیتیں“..... خاور نے کہا تو فرخندہ چونک پڑی۔

”کیا مطلب۔ کیا تمہیں میرے آنے پر خوشی نہیں ہوئی“۔



گئے۔۔۔۔۔ فرخندہ نے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ وعدہ کہ میں تمہیں بتا کر جاؤں گا۔“ خاور نے کہا۔

”یہ درخت شہر کے مضائقہ میں واقع سب سے پرانی کالونی میں اب بھی موجود ہیں اور اس کالونی کا نام مہر آباد ہے۔“ فرخندہ نے کہا۔

”تمہیں کیسے معلوم ہوا ہے۔“ خاور نے چمک کر پوچھا کیونکہ شہری طور پر وہ آج تک اس جگہ نہیں گیا تھا۔ البتہ مہر آباد کا نام اس نے ضرور سنا ہوا تھا۔

”تمہارے فون کے بعد میں نے ارباب بھائی کو فون کیا اور ان سے اس بارے میں پوچھا تو انہوں نے یہ بتا دیا۔“ فرخندہ نے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ تمہارا شکریہ۔“ خاور نے کہا۔

”تو اب تم وہاں کب جاؤ گے۔“ فرخندہ نے بڑے اشتیاق میں لہجہ میں پوچھا۔

”میں نے تو ایسے ہی پوچھا تھا۔ ضروری تو نہیں کہ میں وہاں جاؤں۔“ خاور نے پہلو ہلاتے ہوئے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ لیکن تم نے وعدہ کیا ہے کہ جب تم وہاں جاؤ گے مجھے ساتھ لے جاؤ گے۔“ فرخندہ نے کہا۔

”ہاں۔ میں نے جو وعدہ کیا ہے وہ پورا کروں گا کہ تمہیں بتا کر

فرخندہ نے ایسے لہجہ میں کہا جیسے اسے یقین نہ آ رہا ہو کہ خاور کو اس کی آمد پر خوشی نہیں ہوگی۔

”میں خوشی یا خوشی کی بات نہیں کر رہا۔ صرف مقام ہی بتاتا تھا اور وہ فون پر بھی بتایا جاسکتا تھا۔“ خاور نے کہا تو فرخندہ نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا۔ اس کے چہرے پر موجود مسرت کے تاثرات غائب ہو گئے تھے۔

”سوری خاور۔ میں دراصل ضرورت سے زیادہ خوش فہم ٹائپ کی لڑکی ہوں اور خواہ مخواہ خیالوں میں گم ہوتا ہوں لیکن تم نے واقعی مجھے آئینہ دکھا دیا ہے۔ میں تو سمجھتی تھی کہ تم میرے آنے پر مسرت سے میرے سامنے بچھ جاؤ گے۔ میرا شکریہ ادا کرتے کرتے تمہاری زبان تھک جائے گی لیکن تم نے تو ایک فقرہ کہہ کر میری خوش فہمی کے غبارے سے ہوا ہی نکال دی ہے۔“ فرخندہ نے کہا تو خاور بے اختیار ہنس پڑا۔

”میرا خیال تھا کہ تم میچور ہو چکی ہو گی لیکن تمہارا ذہن تو ابھی بچوں جیسا ہے۔ بہر حال بتاؤ کہ وہ ببول کے درخت کہاں موجود ہیں۔“ خاور نے کہا۔

”ایک شرط پر بتا سکتی ہو کہ تم اگر وہاں جاؤ تو مجھے ساتھ لے کر جاؤ۔“ فرخندہ نے کہا۔

”یہ ضروری تو نہیں کہ میں وہاں جاؤں۔“ خاور نے کہا۔

”چلو یہ وعدہ کر لو کہ جب وہاں جاؤ گے تو مجھے ساتھ لے جاؤ۔“

وہاں جاؤں گا۔۔۔۔۔ خاور نے کہا۔

”او کے۔ اب مجھے اجازت۔۔۔۔۔ فرخندہ نے اٹھتے ہوئے کہا تو خاور بھی سر ہلاتا ہوا اٹھ کھڑا ہوا اور پھر جب وہ دروازے سے باہر چلی گئی تو خاور نے اس انداز میں طویل سانس لیا جیسے اس کے سر سے کوئی بھاری بوجھ اتر گیا ہو۔ دروازہ بند کر کے وہ واپس سنگ روم میں آیا اور اس نے وہاں موجود الماری کھول کر اس کے سب سے نچلے خانے میں موجود ایک دراز کو کھول کر اس میں سے ایک تہہ شدہ نقشہ نکالا اور اسے کھول کر اس نے میز پر بچھا دیا۔ یہ دارالحکومت کا تفصیلی نقشہ تھا۔ خاور مہر آباد کو چیک کرنا چاہتا تھا۔ اسے اب یقین ہو گیا تھا کہ اسے مہر آباد لے جایا گیا تھا کیونکہ اس کے ذہن میں ببول کے درختوں کا ایک دھندلا سا خاکہ موجود تھا۔ ببول کے درخت ان دنوں شہر میں کہیں نظر نہ آتے تھے اس لئے شاید یہ ببول کے درختوں کی طویل قطار دیکھ کر خاور کے ذہن میں حیرت کے تاثرات ابھرے تھے جو نقش ہو کر رہ گئے۔ باقی سب کچھ اندھیرے میں کھو چکا تھا لیکن ببول کے درختوں کا دھندلا خاکہ ابھی تک اس کے ذہن پر نقش تھا اس لئے اسے یقین تھا کہ جن لوگوں نے اس کے ساتھ کوئی کارروائی کی ہے وہ بہر حال مہر آباد میں رہتے تھے اور اب وہ خود ان کا کھوج لگانا چاہتا تھا۔ نقشہ دیکھ کر اس نے نہ صرف مہر آباد کو چیک کیا بلکہ اس کے راستوں کو بھی اچھی طرح چیک کر لیا۔ نقشے کے مطابق مہر آباد خاصی وسیع کالونی

تھی اور اب اس کے لئے مسئلہ یہ تھا کہ اسے یہ کیسے معلوم ہو سکتا تھا کہ مہر آباد میں اسے کس کوٹھی میں لے جایا گیا تھا۔

خاور نے ایک بار پھر کرسی کی عقبی سیٹ سے پشت لگائی اور آنکھیں بند کر لیں۔ اس نے اپنے ذہن کو آزاد چھوڑ دیا تھا۔ یہ اس کا ذاتی تجربہ تھا کہ جب ذہن کو آزاد چھوڑ دیا جائے تو ذہن خود بخود اس مسئلے کا حل نکال لیتا تھا جو درپیش ہوتا تھا اور اب بھی ایسا ہی ہوا تھا۔ آنکھیں بند کرنے کے تھوڑی دیر بعد ہی اس کے ذہن کے پردے ایک سرخ رنگ کے پردے سے جہازی سائز کے پھانک کی تصویر ابھری جو آہستہ آہستہ کھل رہا تھا۔ اس پھانک کے اوپر والے حصوں پر پرندوں کے ماڈل سے بنے ہوئے تھے جب پھانک بند ہوتا تھا تو یوں لگتا تھا جیسے کئی قسم کے پرندے پھانک کے اوپر آ کر بیٹھ گئے ہوں۔ اس کے ساتھ ہی اس نے آنکھیں کھول دیں اور پھر نقشہ بند کر کے اس نے الماری میں رکھا اور الماری سے ہی اس نے ایک مشین پتل نکال کر جیب میں ڈالا اور الماری بند کر کے بیرونی دروازے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ اسے اچانک خیال آ گیا تھا کہ جب وہ مہر آباد ان ببول کے درختوں کو دوبارہ دیکھے گا تو یقیناً اسے سب کچھ یاد آ جائے گا اس لئے اس نے فوری طور پر وہاں جانے کا فیصلہ کر لیا اور پھر تھوڑی دیر بعد اس کی کار تیزی سے مہر آباد کی طرف بڑھی چلی جا رہی تھی۔

چونکہ مہر آباد ایک متضاتی علاقہ تھا اس لئے شہر کو کراس کرنے



اور اس مصافقاتی علاقے تک پہنچنے میں اسے ڈیڑھ گھنٹہ لگ گیا اور پھر جب وہ مہر آباد میں داخل ہو کر ادھر ادھر کا گھمانے لگا تو سب سے آخری لائن میں اسے ببول کے درختوں کی طویل قطار نظر آ گئی۔ وہ اس قطار کے نیچے سے سڑک پر کار چلاتا ہوا آگے بڑھا چلا جا رہا تھا کہ اچانک وہ بے اختیار اچھل پڑا کیونکہ اس نے سرخ رنگ کا جہازی سائز پھانک دیکھ لیا تھا۔ پھانک بند تھا اور اس کے اوپر والے کنارے پر بنے ہوئے پرندے واقعی یوں دکھائی دے رہے تھے جیسے پھانک پر آ کر بیٹھ گئے ہوں۔ یہ ایک پرانی طرز کی خاصی بڑی اور وسیع حویلی نما کوٹھی تھی۔ خاور اسے غور سے دیکھتا ہوا آگے بڑھتا چلا گیا۔ حویلی کی چار دیواری کسی قلعے کی طرح خاصی اونچی بھی تھی اور اس پر خاردار تاروں کا باقاعدہ جال بھی تھا جہاں پر تقریباً ہر دس فٹ کے بعد ایک بلب بھی موجود تھا اور ان بلبوں کو دیکھ کر خاور فوراً سمجھ گیا کہ ان خاردار تاروں میں باقاعدہ الیکٹرک کرنٹ بھی موجود ہوگا۔

گو دن کے وقت بلب آف تھے لیکن ان بلبوں کی موجودگی بتا رہی تھی کہ ان تاروں میں الیکٹرک وائر بھی شامل ہوگی۔ خاور نے کار کافی آگے لے جا کر پارکنگ میں روکی اور پھر نیچے اتر کر وہ پیدل چلا ہوا اس حویلی نما کوٹھی کے عقب میں آ گیا۔ یہاں بھی دیواریں اتنی ہی اونچی تھیں اور ان پر خاردار تاریں اور الیکٹرک تار بھی موجود تھی۔ ایک لحاظ سے اس کوٹھی کے اندر جانے کا سوائے

پھانک کے اور کوئی راستہ نہ تھا اور ظاہر ہے وہ پھانک پر چڑھ کر اندر نہ کود سکتا تھا اور اگر وہ کال تیل بجا کر باقاعدہ پھانک کھلواتا تو پھر اس کا اندر جانا ہی بے کار تھا۔ وہ کافی دیر سوچتا رہا اور پھر اچانک اس کے ذہن میں ایک خیال آ گیا کہ اتنی بڑی حویلی نما کوٹھی کا گٹھو بھی خاصا چوڑا ہوگا اور گٹھو لائن کے ذریعے آسانی سے اس حویلی میں داخل ہوا جا سکتا ہے۔ اس نے اب گٹھو لائن چیک کرنا شروع کر دی اور پھر کوٹھی کے عقبی طرف کوٹھی سے کچھ فاصلے پر اسے گٹھو کا دہانہ نظر آ گیا۔ خاور نے آگے بڑھ کر ڈھکن ہٹایا اور اندر جھانک کر اس نے گٹھو لائن کو چیک کیا اور پھر وہ واپس اپنی کار کی طرف بڑھ گیا کیونکہ اسے خیال آیا تھا کہ تھانے کوٹھی میں کتنے افراد ہوں اس لئے اسے کار کی فرنٹ سیٹ کے نیچے بنے ہوئے پائکس میں سے گیس پمپل اٹھا لینا چاہئے۔ اس کا خیال تھا کہ گیس پمپل سے اسے کافی آسانی ہو جائے گی۔

چنانچہ کار کے قریب پہنچ کر اس نے فرنٹ سیٹ کو اٹھایا اور نیچے موجود پائکس میں سے گیس پمپل اٹھا کر اس نے سیٹ کو دوپاں ایڈجسٹ کیا اور پھر ہٹ کر کار کا دروازہ بند کرنے لگا تو اچانک اس کے سر کے عقبی طرف کسی نے زوردار ضرب لگائی اور خاور منہ کے بل دوپارہ سیٹ پر جا گرا۔ اس کے ساتھ ہی وہ جھٹکے سے اٹھا لیکن ساتھ ہی ایک اور زوردار ضرب لگی اور خاور کو یوں محسوس ہوا جیسے اس کے سر پر قیامت ٹوٹ پڑی ہو اور اس کا ذہن لیکھت

اندھیرے میں ڈوبتا چلا گیا۔ پھر جس طرح گھپ اندھیرے میں بجلی چمکتی ہے اسی طرح اس کے تاریک ذہن میں بجلی کی چمک سی ابھری اور پھر آہستہ آہستہ اس کے ذہن میں روشنی پھیلنے لگی۔ اس نے ہوش میں آتے ہی بے اختیار ادھر ادھر دیکھا تو اس نے اپنے آپ کو ایک خامسے بڑے کمرے میں کرسی پر بیٹھے ہوئے پایا۔ اس کا جسم ری کی مدد سے کرسی سے بندھا ہوا تھا۔ اس کی کرسی کے سامنے دو خالی کرسیاں موجود تھیں جبکہ اس کمرے میں دروازے کے قریب مشین گنوں سے مسلح دو غیر ملکی کھڑے تھے۔ دونوں ہی گریٹ لینڈ نژاد تھے۔ اسے ہوش میں آتا دیکھ کر ایک غیر ملکی جلدی سے دروازہ کھول کر باہر نکل گیا جبکہ دوسرا وہیں کھڑا اسے دیکھتا رہا جبکہ خاور بیٹھا سوچ رہا تھا کہ وہ کن لوگوں کے درمیان پہنچ گیا ہے اور پھر جیسے ہی دروازہ کھلا تو دو گریٹ لینڈ نژاد آدمی اندر داخل ہوئے۔ ان کے پیچھے وہ آدمی تھا جو خاور کو ہوش میں آتے دیکھ کر کمرے سے باہر چلا گیا تھا۔ یہ دونوں خاور کی کرسی کے سامنے کچھ فاصلے پر پڑی ہوئی کرسیوں پر بیٹھ گئے۔

”تمہارا نام خاور ہے اور تمہارا تعلق پاکیشیا سیکرٹ سروس سے ہے۔“ ایک آدمی انتہائی سخت اور سرد لہجے میں خاور سے مخاطب ہو کر کہا۔

”میرا نام واقعی خاور ہے لیکن میرا تعلق فورسٹرز سے ہے۔“ خاور نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ ہمیں تمہارے بارے میں سب کچھ معلوم ہے لیکن تم یہ بتاؤ کہ تم یہاں تک پہنچے کیسے۔ تمہیں اس کوٹھی کے بارے میں کس نے بتایا ہے۔“ اس آدمی نے کہا۔

”پہلے تم بتاؤ کہ تم کون ہو اور تم نے مجھے اس انداز میں کیوں بائیکاٹ کر بیٹھایا ہے۔“ خاور نے کہا۔

”اگر میں تمہیں اپنا تعارف کرا دوں تو تم خوف کی وجہ سے بچ نہیں بولو گے۔“ اس آدمی نے منہ بناتے ہوئے کہا تو خاور بے اختیار ہنس پڑا۔

”تم ایسی بات کر رہے ہو۔ کہا تو یہی جاتا ہے کہ خوف کی وجہ سے خود بخود منہ سے بچ نکل جاتا ہے لیکن تم بے فکر ہو اگر تم بچ بولو گے تو میں بھی بچ بولوں گا۔“ خاور نے ہنستے ہوئے کہا۔

”تم ضرورت سے کچھ زیادہ ہی بہادر بننے کی کوشش کر رہے ہو۔ میرا نام گرے ہے اور یہ میرا نائب مارک ہے۔ تمہارے ذہن سے ڈاکٹر اسٹیک نے سیکرٹ سروس کے ہیڈ کوارٹر کا ایڈریس معلوم کیا اور پھر ہم نے اس عمارت پر ریڈ کر کے اپنی مطلوبہ فائل وہاں سے حاصل کر لی۔ اس کے بعد ہم نے وہ فائل کا سامانہ کلب کے جنرل منجر کے حوالے کر دی لیکن پھر ہمیں معلوم ہوا کہ کارسانہ کلب کے جنرل منجر کو ہلاک کر کے فائل واپس حاصل کر لی گئی ہے۔ ہمیں کچھ مشینری کی آمد کا اظہار ہے۔ جیسے ہی وہ مشینری ہمارے پاس پہنچے گی تو ہم نہ صرف اس عمارت پر دوبارہ ریڈ کر کے نہ صرف





باتی ہیں۔ ان کا جواب دے دو پھر جو چاہے کرتے رہنا۔ کم از کم مرنے سے پہلے میں ذہنی طور پر مطمئن تو ہو جاؤں گا۔۔۔۔۔ خاور نے کہا۔ اس کی پشت پر موجود ہاتھوں کی انگلیاں مسلسل سانپوں کے پھنوں کی طرح حرکت کر رہی تھیں لیکن اسے اپنے مقصد میں کامیابی نہ ہو رہی تھی اس لئے اب اس نے بازوؤں کو آہستہ آہستہ اوپر نیچے حرکت دینا شروع کر دی تھی تاکہ اس طرح گانٹھ تک اس کی انگلیاں پہنچ سکیں۔ اسے معلوم تھا کہ اس کمرے میں جٹالوں کی تعداد چار ہے اور باہر نبھانے اور کتنے افراد موجود ہوں گے اور یہ سب انتہائی تربیت یافتہ ایجنٹ تھے اور ان کے پاس یقیناً اسلحہ بھی ہو گا جبکہ اسے یقین تھا کہ تلاشی کے دوران اس کی جیبوں سے مشین پستل اور گیس پستل دونوں نکال لئے گئے ہوں گے لیکن ان سب باتوں کے باوجود وہ انتہائی مطمئن انداز میں بیٹھا ہوا تھا کیونکہ ان کی ٹریننگ ہی اس انداز میں کی گئی تھی کہ وہ نازک سے نازک حالات میں بھی پریشان نہ ہوتے تھے۔ ان کا یقین کامل تھا کہ موت اور زندگی اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے۔ وہ اس بات پر مکمل یقین رکھتے تھے کہ بظاہر سامنے موت کھڑی نظر آنے کے باوجود ضروری نہیں کہ وہ موت کا شکار ہوں۔ اس کے ساتھ ساتھ زندگی کے آخری لمحے تک جدوجہد کرنا ان کی فطرت کا حصہ بن چکی تھی اس لئے خاور انتہائی اطمینان بھرے انداز میں بیٹھا ہوا تھا۔

”جو سوالات ہیں ایک ہی بار کر لو“۔۔۔۔۔ گھرے نے گہری سانس

لیتے ہوئے کہا۔ اس کے چہرے پر ابھرنے والے تاثرات بتا رہے تھے کہ اسے خاور کے اس طرح اطمینان بھرے انداز میں بات کرنے پر دل ہی دل میں بے حد حیرت ہو رہی ہے۔

”جھپٹیں میکرٹ سروں کے ہیڈ کوارٹر کے بارے میں کس نے بتایا تھا اور تم کیسے امداد آ گئے اور وہاں تمہاری کس سے ملاقات ہوئی“۔۔۔۔۔ خاور نے کہا۔

”ہمیں میکرٹ سروں کے ہیڈ کوارٹر کے بارے میں علم تم سے ہوا تھا“۔۔۔۔۔ گھرے نے مسکراتے ہوئے کہا تو خاور بے اختیار اچھل پڑا۔ اس کے چہرے پر حیرت کے ساتھ ساتھ کرب کے تاثرات بھی ابھر آئے تھے۔

”مجھ سے یہ کیسے ممکن ہے“۔۔۔۔۔ خاور نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا تو گھرے ہنس پڑا۔

”تمہاری حیرت اپنی جگہ بجا ہے کیونکہ جھپٹیں معلوم ہی نہیں کہ تمہارے ساتھ کیا ہو چکا ہے۔ چلو۔ میں جھپٹیں بتا دیتا ہوں تاکہ مرنے سے پہلے تمہارے ذہن کو مکمل اطمینان ہو جائے۔ فرخندہ گریٹ لینڈ کی ایک ایجنسی سالوں کے ذریعے اس مشن میں شامل کی گئی اور تمہارے ذہن سے سب کچھ معلوم کرنے کے لئے گریٹ لینڈ کے معروف ڈاکٹر اسٹیک کو یہاں بھجوایا گیا۔ فرخندہ جھپٹیں ساتھ لے کر ڈاکٹر اسٹیک کے پاس پہنچی اور پھر اسے واپس بھجو دیا گیا اور ڈاکٹر اسٹیک نے تمہارے لاشعور کو کنٹرول میں لے کر جو



معلومات تمہیں حاصل تھیں خود حاصل کر لیں اور تمہیں اس کا علم تک نہ ہو سکا۔ چونکہ ہم نہیں چاہتے تھے کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس الٹ ہو اس لئے تمہیں زندہ واپس بھجوا دیا گیا اور تم ہسپتال پہنچ گئے۔ تم سے اس عمارت جس کا نام دانش منزل تھا، کا مکمل وقوع معلوم کر لیا گیا تھا۔ لہذا ہم نے انتہائی جدید ترین مشینری کی مدد سے وہاں کے حفاظتی انتظامات کو زیر و کیا اور وہاں سے مطلوبہ فائل حاصل کر لی۔ ریڈ کے وقت وہ عمارت دانش منزل مکمل طور پر خالی تھی۔ وہاں کوئی آدمی موجود نہ تھا۔ فائل حاصل کر کے گریٹ لینڈ بھجوانے کے لئے کارسانہ کلب پہنچا دی گئی لیکن کارسانہ کلب کے جنرل میجر اور اس کی پرسنل سیکرٹری لوسیا کو بلا کر کے فائل وہاں سے حاصل کر لی گئی اور یقیناً یہ فائل واپس دانش منزل پہنچا دی گئی ہو گی۔..... ”گرے نے لطف لے لے کر تفصیل بتاتے ہوئے کہا اور خاور کے ذہن میں یہ سن کر دھماکے سے ہونے لگے کہ دانش منزل کا ایڈریس اس سے معلوم کیا گیا تھا اور اس کو اس بات کا سرے سے علم تک نہ تھا۔ اس نے فیصلہ کر لیا تھا کہ اب ہر صورت میں ان سب کا خاتمہ ضروری ہو گیا ہے اور میں اسی لمحے قدرت نے بھی اس کی مدد کی اور گانٹھ کی خصوص ری اس کے ہاتھ میں آ گئی۔ ری اس کے جسم کے گرد بھی بندی ہوئی تھی اور اسے معلوم تھا کہ گانٹھ کھلنے سے صرف ری ڈمیلی ہو گی۔ اسے کھولنے اور اس کی گرفت سے مکمل طور پر آزاد ہونے کے لئے کافی وقت چاہیے تھا

جو ہٹا ہر اس کے پاس نہ تھا لیکن بہر حال اس نے کوشش تو کرنی ہی تھی۔ اب اس کا نتیجہ جو بھی نکلا اس کی خاطر کو پرواہ نہ تھی۔

”اب تم بتاؤ کہ تم یہاں کیسے پہنچے“..... گرے نے اسے خاموش دیکھ کر پوچھا۔

”میرے ذہن میں بھول کے درختوں کی ایک طویل قطار موجود تھی۔ یہ ایسے درخت ہیں جو پرانے دور میں تو عام پائے جاتے تھے لیکن اب اس جدید دور میں یہ خال خال ہی نظر آتے ہیں اور خاص طور پر کسی رہائشی کالونی میں ان کی موجودگی انتہائی حیرت انگیز ہے اس لئے یہ میرے ذہن میں رہ گئے۔ اس کے ساتھ ساتھ ایک سرخ رنگ کا بڑا سا چھانک بھی میرے ذہن میں موجود تھا۔ ان درختوں کے بارے میں، میں نے معلومات حاصل کیں تو مجھے بتایا گیا کہ ان درختوں کی قطار مضائقہ کی کالونی مہر آباد میں موجود ہے۔ چنانچہ میں یہاں آ گیا۔ یہاں واقعی بھول کے درخت بھی موجود تھے اور پھر مجھے حویلی نما کٹھنی کا بڑا سا سرخ چھانک بھی نظر آ گیا۔ میں کار روک کر نیچے اترا اور پھر میں نے اس کا عقبی طرف سے جائزہ لیا۔ تم لوگوں نے شاید یہاں گمرانی کرنے کے آلات نصب کئے ہوئے تھے اس لئے تم نے مجھے چپک کر کے بے ہوش کر دیا اور میں اب اس حالت میں موجود ہوں“..... خاور نے سب کچھ سچ سچ بتاتے ہوئے کہا۔

”تم ہمیں کیوں چیک کرنا چاہتے تھے۔ کیا تمہیں تمہارے چیف





سے لگا دی لیکن خاور نے منہ کو اس انداز میں جھٹکا دیا کہ بچل کا رخ خود بخود پیچے ہو گیا اور اس آدمی کی توجہ ایک لمحے کے لئے خاور سے ہٹی تو خاور یکفخت اچھلا اور دوسرے لمحے وہ آدمی ناک پر خاور کے سر کی زوردار ٹکرا کر ایک قدم پیچھے ہٹا۔ چونکہ نیچے دیکھنے کی وجہ سے اس کے سر کا رخ نیچے کی طرف ہو گیا تھا اس لئے خاور کے سر کی زوردار ٹکرا اس کی ناک پر پڑی تھی۔

”کیا ہوا۔ کیا ہوا۔“ گریے نے یکفخت چمک کر کہا۔ اس کے ساتھ ہی وہ اٹھ کر کھڑا ہوا ہی تھا کہ خاور نے بجلی کی سی تیزی سے دونوں بازو رسیوں سے نکالے اور پھر اس سے پہلے کہ وہ آدمی سنبھلا خاور نے کرسی سمیت اٹھتے ہوئے اسے بجلی کی سی تیزی سے پکڑا اور دوسرے لمحے وہ آدمی اڑتا ہوا اپنے عقب میں موجود گریے اور مارک سے جا ٹکرایا اور پھر وہ تینوں ہی الٹ کر نیچے گرے تو دروازے کے قریب کھڑا آدمی دوڑتا ہوا گریے کی طرف بڑھا۔ وہ شاید ان کی مدد کرنا چاہتا تھا اور خاور نے یہ سارا کھیل صرف وقت لینے کی خاطر کھیلا تھا۔ اس کے بازو بجلی کی سی تیزی سے حرکت کر رہے تھے اور چند لمحوں بعد ہی وہ رسیوں اور کرسی سے آزادی حاصل کر چکا تھا۔ اس کے ساتھ ہی اس نے یکفخت دائیں طرف چھلانگ لگا دی اور صرف ایک لمحے کے فرق سے گریے کے مشین پمپل کی گولیاں مین اس جگہ پڑیں جہاں ایک لمحہ پہلے خاور موجود تھا۔

خاور کے چھلانگ لگاتے ہی گریے جو اب اٹھ کر کھڑا ہو چکا

تھا، نے اپنے مشین پمپل کا رخ بدلا لیکن خاور تو بجلی بنا ہوا تھا۔ اسے معلوم تھا کہ گریے کے صرف ہاتھ گھمانے پر ہی وہ گولیوں کا ہڑکار ہو جائے گا اس لئے دائیں طرف چھلانگ لگاتے ہی اس کے دونوں ہتھ پیسے ہی فرش پر لگے اس کا جسم بجلی سے بھی زیادہ تیزی سے دوبارہ اپنی جگہ آ گیا۔ اس طرح گریے کی طرف سے چلائی گئی گولیاں اس بار بھی ایک لمحے کے وقفے کی وجہ سے خاور کو چھو نہ سکیں لیکن اس سے پہلے کہ گریے دوبارہ ہاتھ سیدھا کرتا خاور کے بازو گھومے اور گریے کے حلق سے یکفخت چیخ نکلی اور وہ اچھل کر پہلو کے بل نیچے جا گرا۔ خاور نے وہ کرسی جس پر وہ بیٹھا ہوا تھا ہاتھ کے ایک ہی جھٹکے سے گریے پر اچھال دی تھی اور یہ کرسی کی ضرب ہی تھی جس نے گریے کو پہلو کے بل گرنے پر مجبور کر دیا تھا لیکن اسی لمحے مشین گمن کی ترزاہٹ کے ساتھ ہی خاور چیخا ہوا گھوم کر نیچے فرش پر جا گرا۔ یہ فائرنگ اس آدمی کی طرف سے کی گئی تھی جو دروازے کے قریب کھڑا تھا اور خاور چونکہ گریے کی طرف متوجہ تھا اس لئے وہ اسے چیک نہ کر سکا تھا۔ خاور کو یوں محسوس ہوا تھا جیسے اس کے جسم میں بیک وقت کئی آتشیں سلاخیں اترتی چلی گئی ہوں اور پھر فوراً ہی اس کے ذہن پر سیاہ چادری پھیلتی چلی گئی۔ البتہ تاریک پڑتے ہوئے اس کے ذہن میں آخری آوازیں مسلسل فائرنگ اور انسانی چیخوں کی پڑی تھیں۔ شاید جینیں اس کے منہ سے نکل رہی تھیں اور پھر جیسے ہر چیز تاریکی کا حصہ بن کر ختم ہو گئی۔

فرخندہ اپنے قلیٹ پر پہنچی تو اس کے ذہن میں کھلبلی سی مچی ہوئی تھی۔ اسے محسوس ہو رہا تھا کہ خاور لازماً مہر آباد جائے گا لیکن پھر اسے خیال آ جاتا کہ خاور نے وعدہ کیا ہے کہ اگر وہ جائے گا تو اسے بتا کر جائے گا۔ اچانک اسے خیال آیا کہ وہ چپک کرے اگر تو خاور قلیٹ پر موجود ہے تو ٹھیک ہے پھر وہ واقعی فوری طور پر وہاں جانے کا ارادہ نہیں رکھتا اور پھر وہ لازماً اسے بتا کر ہی جائے گا لیکن اگر وہ قلیٹ پر نہیں ہے تو پھر وہ لامحالہ وہیں مہر آباد میں ہی ہو گا۔ اس نے فون کا رسیور اٹھایا اور تیزی سے نمبر پر پریس کرنے شروع کر دیئے لیکن جب دوسری طرف مسلسل گھنٹی بجتی رہی اور کسی نے رسیور نہ اٹھایا تو فرخندہ کے ذہن میں جیسے بگولے سے تاج اٹھے۔

”خاور نے وعدہ پورا نہیں کیا۔ اسے اس کے لئے بھگتنا ہو

گا۔“ فرخندہ نے خفیہ لہجے میں بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

”میں کیوں اس کے لئے پریشان ہو رہی ہوں۔“ اچانک اس نے ایک بار پھر بڑبڑاتے ہوئے کہا لیکن اس کے ساتھ اس کے ذہن میں ایک خیال برق کے کوندے کی طرح لپکا۔ اسے یاد آ گیا کہ ڈاکٹر اسٹیک نے اسے ایک بار مہر آباد کی ایک حویلی نما کوٹھی کے پھاٹک کی خوبصورت بناوٹ کے بارے میں بات کی تھی۔ ڈاکٹر اسٹیک نے کہا تھا کہ وہ یہاں مہر آباد کی ایک کوٹھی جس کا پھاٹک سرخ رنگ کا ہے، کی بناوٹ سے بے حد متاثر ہوا ہے۔ اس پر ایسا ڈیزائن بنایا گیا ہے کہ یوں لگتا ہے کہ جیسے پھاٹک پر مختلف رنگوں اور قسموں کے بہت سے پرندے بیٹھے ہوں اور یہ منظر دیکھنے میں انتہائی خوبصورت لگتا ہے۔ یہ خیال آتے ہی فرخندہ چونک پڑی۔ اس کا مطلب تھا کہ وہ پرندوں والے سرخ پھاٹک والی کوٹھی سالوں کے آدمیوں کی رہائش گاہ ہو گی اس لئے ڈاکٹر اسٹیک کو وہاں ٹھہرایا گیا ہو گا اور خاور بھی اس لئے اس کے بارے میں پوچھ رہا ہو گا اور اس کے ساتھ ہی اسے خیال آیا کہ خاور لازماً اسی کوٹھی میں گیا ہو گا اور وہ چونکہ ایک بار ڈاکٹر اسٹیک کے ساتھ وہاں جا چکی تھی اس لئے اسے معلوم تھا کہ وہاں اندر داخل ہونا بھی ناممکن ہے۔ وہاں کے حفاظتی انتظامات انتہائی سخت ہیں اس لئے خاور کو لامحالہ پکڑ کر موت کے گھاٹ اتار دیا جائے گا۔ یہ خیال آتے ہی فرخندہ نے بجلی کی سی تیزی سے ایک الماری کے سب



سے پچلے خانے سے مشین پسل اٹھایا اور اس کا میگزین چیک کر کے اس نے مشین پسل کو اپنی جیکٹ کی جیب میں رکھا اور پھر بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گئی۔ تھوڑی دیر بعد اس کی کار خاصی تیز رفتاری سے مہر آباد کی طرف بڑھی چلی جا رہی تھی۔

”خاور کو وہاں نہیں جانا چاہئے تھا۔ ایسا نہ ہو کہ اسے کوئی نقصان پہنچ جائے“..... فرخندہ نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور پھر وہ خود ہی اپنی اس کیفیت پر ہنس پڑی۔

”یہ مجھے کیا ہوتا چا رہا ہے۔ خاور کیوں میرے حواس پر چھا گیا ہے“..... فرخندہ نے ایک بار پھر بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ وہ طویل عرصہ گریٹ لینڈ میں گزار چکی تھی۔ سینکڑوں نہیں تو درجنوں مردوں سے اس کے تعلقات رہے تھے۔ یہ ٹھیک ہے کہ مشرقی لڑکی ہونے کی وجہ سے بہر حال یہ تعلقات ایک حد تک ہی رہے تھے لیکن جو کیفیت اس کی خاور کے ساتھ ہے ایسا پہلے کبھی نہیں ہوا تھا اور اس بات پر اسے بار بار حیرت ہوئی تھی کیونکہ یہ بات بھی وہ اچھی طرح جانتی تھی کہ خاور کی نظروں میں اس کے لئے پسندیدگی کی کوئی رشتہ تک نہ تھی۔ اس کے باوجود اس کا دل نبھانے خاور کے خیال سے ہی تیز دھڑکنے لگ جاتا تھا۔ یہی باتیں سوچتی ہوئی وہ مہر آباد پہنچ گئی اور پھر وہ جیسے ہی ایک سڑک سے گھوم کر اس جے میں پہنچی جہاں خاور کے بتائے ہوئے بھول کے درخت موجود تھے تو ایک پارکنگ میں کھڑی خاور کی کار اسے نظر آ گئی۔ اس نے اپنی کار اس

کے قریب لے جا کر روکی اور پھر وہ تیزی سے نیچے اتر آئی۔ اس کے ساتھ ہی وہ بے اختیار اچھل پڑی کیونکہ خاور کی کار کا ڈرائیونگ سیٹ کا دروازہ آدھا کھلا ہوا تھا۔ وہ تیزی سے آگے بڑھی اور اس نے خاور کی کار کا جائزہ لینا شروع کر دیا۔

”ضرور کوئی ایمر جنسی ہوئی ہے ورنہ خاور اس قدر لاپرواہ نہیں ہو سکتا کہ کار کا دروازہ ہی نہ بند کرے“..... فرخندہ نے ادھر ادھر دیکھ کر بڑبڑاتے ہوئے کہا اور پھر وہ گھوم کر اس حویلی نما کوٹھی کی طرف دیکھنے لگی جس کا مخصوص ساخت کا پھانک یہاں سے بخوبی نظر آ رہا تھا۔

”مجھے اندر جانا ہو گا۔ خاور یقیناً خطرے میں ہے۔ میرا دل کہہ رہا ہے کہ وہ خطرے میں ہے اور وہ یقیناً خطرے میں ہے کیونکہ میرا دل کہہ رہا ہے“..... فرخندہ نے ایک بار پھر بڑبڑاتے ہوئے کہا اور پھر وہ اس حویلی نما کوٹھی کے عقبی سمت کی طرف بڑھ گئی۔ عقبی طرف پہنچ کر اس کی نظریں ایک طرف موجود گٹو کے دہانے پر پڑیں تو وہ بے اختیار اچھل پڑی کیونکہ گٹو کے دہانے کا ڈھکن اپنی جگہ سے ہٹ کر ایک طرف ساتھ ہی پڑا ہوا تھا۔

”اوہ۔ اوہ۔ تو خاور اس گٹو لائن سے اندر داخل ہوا ہے۔ ویری گڈ۔ یہ تو بہت ڈین آدی ہے۔ ویری گڈ“..... فرخندہ نے اس انداز میں کہا جیسے خاور کی عقل مندی پر اسے ذہنی طور پر بے حد مسرت ہوئی ہو۔ وہ آگے بڑھی اور اس نے ڈھکن کو تھمیت کر

مزید ایک طرف کیا اور پھر نیچے جھانکنے لگی۔ گٹھ کی دیوار کے ساتھ  
لوہے کی سیرمی موجود تھی۔ اس نے فیصلہ کر لیا کہ وہ اسی راستے  
سے اندر جائے گی۔ یہ فیصلہ کرتے ہی وہ گٹھ میں اتر گئی اور پھر وہ  
گٹھ کی دیوار کے ساتھ ساتھ آگے بڑھتی چلی گئی۔ گٹھ میں زہریلی  
گیس کا اتنا دباؤ نہ تھا جتنا بند گٹھ میں ہونا چاہیے اور فرخندہ اس کی  
وجہ سمجھتی تھی کہ گٹھ کے دہانے کا ڈھکن چونکہ کافی دیر سے ہٹا ہوا تھا  
اس لئے گٹھ میں زہریلی گیس کا اتنا دباؤ نہ تھا۔ وہ آگے بڑھتی  
ہوئی ایک اور دہانے پر پہنچ گئی لیکن اس کا ڈھکن بند تھا۔ ایک لمبے  
کے لئے اس نے سوچا کہ اگر خاور اور سے گزرا تھا تو پھر یہ ڈھکن  
بھی ہٹا ہونا چاہیے تھا لیکن پھر اسے خیال آ گیا کہ چونکہ دہانہ  
کوٹھی کے اندر ہے اس لئے کسی ٹھک سے نیچے کے لئے خاور نے  
اسے دوبارہ بند کر دیا ہو گا۔ وہ سیرمی چڑھتی ہوئی اوپر پہنچی اور پھر  
دونوں ہاتھوں سے کئی جھٹکے دینے کے بعد وہ اس ڈھکن کو ہٹانے  
میں کامیاب ہو گئی۔ ڈھکن کو ایک طرف کر کے وہ مزید اوپر آئی  
اور سر باہر نکال کر دیکھنے لگی۔ یہ کوٹھی کا عقبی حصہ تھا اور یہاں ایک  
قاسما وسیع پارخ تھا۔ البتہ وہاں کوئی آدمی موجود نہ تھا۔ وہ اوپر چڑھ  
کر کٹر کے دہانے سے باہر آ گئی۔ سائینڈ سے چوڑی گئی فرنٹ کی  
طرف جا رہی تھی لیکن فرخندہ چونکہ تربیت یافتہ تھی اس لئے اسے  
معلوم تھا کہ سامنے کے رخ پر مسلح افراد موجود ہوں گے۔ کوٹھی میں  
خاموشی طاری تھی اس لئے وہ سب سے پہلے خاور کی پوزیشن چیک

کرنا چاہتی تھی۔ چنانچہ اس نے فوری طور پر فرنٹ سائینڈ سے اندر  
جانے کی بجائے پائپ کے ذریعے چھت پر جا کر سیرھیوں سے  
فرنٹ کی طرف جانے کا فیصلہ کیا۔ پائپوں پر چڑھنا اسے بخوبی آتا  
تھا اس لئے یہ اس کے لئے کوئی مسئلہ نہ تھا۔ وہ آگے بڑھی اور پھر  
چھت سے نیچے آنے والے پانی کے موٹے پائپ کے پاس پہنچ کر  
اس نے ایک لمحے کے لئے سر اٹھا کر اوپر کی طرف دیکھا اور پھر وہ  
کسی بندر کی طرح تیزی سے اوپر چڑھتی چلی گئی۔ اس کا انداز  
ماہرانہ تھا اور پھر قصوری سی جدوجہد کے بعد وہ اس دو منزلہ کوٹھی کی  
چھت پر پہنچ چکی تھی۔ چھت پر پہنچ کر وہ تیزی سے سیرھیوں کی  
طرف بڑھی اور پھر احتیاط سے سیرھیاں اترتی ہوئی دوسری منزل پر  
پہنچ گئی لیکن یہ منزل مکمل طور پر بند تھی۔ یہاں کوئی آدمی موجود نہ  
تھا لیکن نیچے جانے سے پہلے وہ یہاں کا مکمل جائزہ لیتا چاہتی تھی  
تاکہ عقب سے اس پر حملہ نہ کیا جاسکے۔

فرخندہ ایک گیلری کو چپک کر رہی تھی کہ اس کے کانوں میں  
خاور کی ہلکی سی آواز پڑی تو وہ چونک کر آگے بڑھی۔ اس گیلری نما  
راہداری میں چار بڑے بڑے روشن دان تھے جو روشن تھے۔ ایک  
روشن دان قدرے کھلا ہوا تھا اور آواز اسی روشن دان سے آرہی  
تھی۔ وہ تیزی سے آگے بڑھی اور اس نے کھلے ہوئے روشن دان  
کی سائینڈ سے نیچے جھانکا تو وہ بے اختیار اچھل پڑی کیونکہ نیچے  
بڑے ہال نما کمرے میں اس نے خاور کو کرسی پر بیٹھوں سے



بندھے بیٹھے ہوئے دیکھا جبکہ کمرے میں خاور کے علاوہ چار افراد موجود تھے جن میں سے دو اس کے سامنے کرسیوں پر بیٹھے ہوئے تھے۔ ایک مسلح آدمی دروازے کے قریب کھڑا تھا جبکہ ایک آدمی جس کے کاندھے سے مشین گن لٹک رہی تھی ہاتھ میں پانی کی بوتل پکڑے خاور کی طرف بڑھ رہا تھا۔ پھر اس آدمی نے بوتل کا دھکن ہٹا کر بوتل خاور کے منہ سے لگائی ہی تھی کہ وہ یکھٹ لڑکھڑا کر ایک قدم پیچھے ہٹا اور اس کے ساتھ ہی فرخندہ نے خاور کو تیزی سے رسیاں کھولتے دیکھا۔

”یہ کیا حماقت ہے چار مسلح افراد کے سامنے خاور کیا کرے گا“..... فرخندہ نے بے اختیار ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔ البتہ اس کی نظریں مسلسل خاور اور ان لوگوں پر جمی ہوئی تھیں اور پھر وہاں ہتھائی خونخاک جدوجہد شروع ہو گئی۔ فرخندہ نے تیزی سے جیکٹ کی جیب سے مشین پستل نکال لیا۔ اسی لمحے نیچے فائرنگ شروع ہو گئی اور فرخندہ نے تیزی سے مشین پستل کا رخ نیچے کیا۔ اسی لمحے اس نے خاور کو ہٹ ہو کر نیچے گرتے ہوئے دیکھا۔ اس پر مشین گن سے فائرنگ کی گئی تھی اور یہ دیکھتے ہی فرخندہ کا دماغ جیسے پھٹ سا گیا۔ اس نے ٹریگر دبا دیا اور پھر نیچے موجود مسلح افراد پر ایسے قیامت ٹوٹ پڑی۔ اوپر سے ہونے والی اچانک فائرنگ سے وہ فک نہ سکے اور دیکھتے ہی دیکھتے وہ چاروں گولیاں کھا کر نیچے گر گئے۔ فرخندہ اس وقت تک گولیاں چلاتی رہی جب تک وہ چاروں

ساکت نہ ہو گئے۔ ان کے ساکت ہوتے ہی اس نے ٹریگر سے انگلی ہٹائی ہی تھی کہ کمرے کا دروازہ ایک دھماکے سے کھلا اور اس کے ساتھ ہی مشین گنوں سے مسلح دو آدمی اندر داخل ہوئے تو فرخندہ نے ایک بار پھر ٹریگر دبا دیا اور وہ دونوں بھی سنبھلے سے پہلے چیختے ہوئے نیچے گرے اور ساکت ہو گئے۔

خاور بھی بے حس و حرکت پڑا ہوا تھا۔ فرخندہ نے بعد میں آنے والے ان دونوں آدمیوں کے ساکت ہوتے ہی ٹریگر سے انگلی ہٹائی اور پھر اٹھ کر واپس سیزھیوں کی طرف دوڑ پڑی۔ خاور کو ساکت پڑے دیکھ کر اس کے دماغ میں بگولے سے ناپنے لگ گئے تھے۔ اب اسے کسی کی پرواہ نہ تھی۔ وہ آندھی اور طوفان کی طرح دوڑتی ہوئی سیڑھیاں اتر کر بیرونی برآمدے میں پہنچی اور پھر چند لمحوں بعد وہ اس کمرے میں داخل ہو رہی تھی جہاں خاور کے ساتھ چھ غیر ملکی پڑے ہوئے تھے۔ وہ دوڑتی ہوئی خاور کے پاس گئی اور اس پر جھک گئی۔

”اوہ۔ اوہ۔ یہ تو زندہ ہے۔ اسے زندہ رہنا چاہئے“..... فرخندہ نے جھک کر خاور کے سینے پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا۔ خاور کے بازو اور پہلوؤں میں گولیاں لگی تھیں جن سے خون تیزی سے نکل رہا تھا۔

”یہ۔ یہ تو آخری سانسوں پر ہے۔ آخری سانسوں پر“۔ فرخندہ نے بوکھلائے ہوئے انداز میں چیختے ہوئے کہا اور پھر مڑ کر وہ دوڑتی

ہوئی اس کمرے سے باہر آگئی۔ چند لمحوں میں ہی اس نے دیوانگی کے سے انداز میں پوری عمارت گھوم لی اور پھر ایک کمرے کی الماری سے اسے ایک بڑا سا میڈیکل باکس مل گیا۔ اس نے میڈیکل باکس اٹھایا اور بجلی کی سی تیزی سے دوڑتی ہوئی وہ واپس اس کمرے میں آئی۔ اس نے میڈیکل باکس کو زمین پر رکھ کر اسے کھولا اور پھر تیزی سے اس میں سے سامان نکالنے لگی۔ اس نے ایسے مواقع پر طبی امداد دینے کی مکمل ٹریننگ لی ہوئی تھی اس لئے اس کے ہاتھ بے حد ماہرانہ انداز میں چل رہے تھے۔

فرخندہ نے سب سے پہلے تو فوری طور پر طاقت کا انجکشن خاور کے بازو میں لگایا اور پھر اس نے اس کے زخموں کی جن سے خون نکل رہا تھا پینڈ بنج کر دی تاکہ مزید خون نہ نکلے اور پھر یکے بعد دیگرے اس نے تین مختلف انجکشن خاور کو لگائے اور پھر اس کے سینے پر ہاتھ رکھ دیا۔ چند لمحوں بعد اس کے سنے ہوئے چہرے پر قدرے اطمینان کے تاثرات ابھر آئے کیونکہ خاور کی ڈوبتی ہوئی دل کی دھڑکن اب خاصی حد تک بحال ہو چکی تھی۔ وہ تیزی سے مزی اور پھر دوڑتی ہوئی وہ حویلی کا پھاٹک کھول کر باہر نکلی اور بغیر ادھر ادھر دیکھے وہ ایک بار پھر دوڑتی ہوئی پارکنگ میں موجود اپنی کار کی طرف بڑھ گئی۔ کار میں بیٹھ کر اس نے کار سٹارٹ کی اور چند لمحوں بعد وہ کار کو کھلے پھاٹک سے اندر لے آئی اور برآمدے کے قریب روک کر وہ کار سے نیچے اتری اور اس نے کار کا عقی

دروازہ کھولا اور ایک بار پھر دوڑتی ہوئی اس کمرے کی طرف بڑھ گئی جہاں خاور موجود تھا۔

فرخندہ نے ایک بار پھر جھک کر خاور کی نبض چیک کی اور پھر اطمینان ہو جانے پر اس نے اسے دونوں ہاتھوں سے پکڑ کر اٹھایا اور خود نیچے جھک کر اس نے خاور کو کاندھے پر ڈالا اور پھر ایک جھٹکے سے اٹھ کھڑی ہوئی۔ گو خاور کا وزن اس کے تصور سے کہیں زیادہ تھا لیکن اس وقت چونکہ خاور کی جان بچانے کا مسئلہ تھا اس لئے اسے اس کی پرواہ نہ رہی تھی۔ وہ ہر قیمت پر خاور کو ہسپتال پہنچانا چاہتی تھی تاکہ اس کی جان بچ جائے کیونکہ اسے معلوم تھا کہ چار گولیاں خاور کے جسم میں موجود ہیں اور جو کچھ اس نے کیا تھا وہ عارضی تھا۔ خاور کی حالت کسی وقت بھی بگڑ سکتی تھی۔

فرخندہ جھٹکے جھٹکے انداز میں چلتی ہوئی خاور کو اٹھائے بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گئی اور پھر برآمدے کی سیڑھیاں اتر کر اس نے بڑے محتاط انداز میں خاور کو کار کے عقبی دروازے سے دونوں سیٹوں کے درمیان لٹا دیا۔ گو اس میں اسے خاصی جدوجہد کرنا پڑی لیکن بہر حال وہ اپنے مقصد میں کامیاب ہو گئی۔ جب اس کی تسلی ہو گئی کہ خاور کو اس نے درست انداز میں سیٹوں کے درمیان ایڈجسٹ کر دیا ہے تو اس نے ایک بار پھر خاور کے سینے پر ہاتھ رکھ کر اس کی دھڑکنوں کو چیک کیا اور پھر دروازہ بند کر کے وہ ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھ گئی۔



چند لمحوں بعد اس کی کار کھلے پھانک کو کراس کر کے باہر آ گئی تو اس نے کار ایک سائیڈ پر کر کے روکی اور نیچے اتر کر دوڑتی ہوئی پھانک کراس کر کے اس نے پھانک کو اندر سے بند کیا اور پھر چھوٹے پھانک سے باہر آ کر اس نے اسے باہر سے بند کر دیا۔ گو اسے بظاہر اس کی ضرورت نہ تھی لیکن اس کے ذہن میں خیال آ گیا تھا کہ خاور کی کار یہاں موجود ہے اور اگر پولیس نے اندر موجود لاشیں چیک کر لیں تو لامحالہ وہ خاور کی کار کو بھی چیک کرے گی اور اس طرح خاور کے لئے کوئی مسئلہ پیدا ہو سکتا تھا۔ چند لمحوں بعد وہ خاصی تیز رفتاری سے کار دوڑاتی ہوئی آگے بڑھی چلی جا رہی تھی۔

صدیقی چونکہ اسے خاور سے ملانے کے لئے ایک بڑے ہسپتال میں لے گیا تھا اور صدیقی کے بقول یہ ہسپتال تھا اس لئے فرخندہ نے اسی ہسپتال میں خاور کو لے جانے کا فیصلہ کیا تھا۔ پھر تقریباً ایک گھنٹے کی ہموار لیکن تیز ڈرائیونگ کے بعد وہ ہسپتال پہنچ گئی۔ ڈاکٹر صدیقی کو جب خاور کی اس حالت کا پتہ چلا تو وہ دوڑتا ہوا باہر آیا اور تھوڑی دیر بعد خاور کو کار سے نکال کر سڑک پر ڈال کر آپریشن روم میں پہنچا دیا گیا جبکہ اس دوران فرخندہ نے ڈاکٹر صدیقی کو خاور کو دی جانے والی فرسٹ ایڈ کے بارے میں بتا دیا اور ڈاکٹر صدیقی نے اسے دعا کرنے کے لئے کہا اور خود وہ آپریشن روم میں چلا گیا۔ فرخندہ باہر برآمدے میں موجود بیچ پر بیٹھ گئی۔ اس

کا چہرہ ستا ہوا تھا۔ اسے اب یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے اس کا دل ڈوب رہا ہو۔ اس نے بے اختیار دونوں ہاتھ دعا کے لئے اٹھا دیئے اور چند لمحوں بعد اس کی آنکھوں سے آنسوؤں کی جھری سی لگ گئی۔

”حوصلہ کیجئے انشاء اللہ سب ٹھیک ہو جائے گا۔۔۔۔۔ وہاں سے گزرتی ہوئی ایک نرس نے فرخندہ کو روتے دیکھ کر اس کے کاندھے پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا تو فرخندہ نے بے اختیار جگ جگ کر رونا شروع ہو گئی۔

”ارے۔ ارے۔ یہ کیا ہوا۔ آپ تو بڑی ہمت والی ہیں کہ آپ مریض کو اس حالت میں بھی یہاں تک لے آئی ہیں اور اب جبکہ وہ باہر ڈاکٹروں تک پہنچ گیا ہے تو آپ رو رہی ہیں۔۔۔۔۔ نرس نے اسے گلے لگا کر اس کی پشت پر تھکیاں دیتے ہوئے کہا۔

”فن۔ نہانے کیوں میرا دل ڈوبا جا رہا ہے۔۔۔۔۔ فرخندہ نے علیحدہ ہوتے ہوئے کہا۔

”اللہ پر بھروسہ رکھیں۔ وہ بے حد رحیم و کریم ہے۔ مریض آپ کا کیا لگتا ہے۔۔۔۔۔ نرس نے اسے تسلی دیتے ہوئے کہا۔

”بظاہر تو کچھ نہیں لگتا لیکن درحقیقت سب کچھ لگتا ہے۔“ فرخندہ نے جواب دیا تو نرس مسکرا دی اور اسے چھکی دیتی ہوئی آگے بڑھ گئی۔ فرخندہ نے اپنے آپ کو سنبالا اور پھر تیزی سے اس طرف کو بڑھ گئی جدھر اس نے پبلک فون بوتھ دیکھا تھا۔ اس نے سوچا تھا

کہ وہ صدیقی کو اطلاع دے دے۔ فون بوتھ کے قریب ایک کاؤنٹر تھا۔ اس نے کاؤنٹر سے کارڈ خریدا اور پھر فون بوتھ میں داخل ہو کر اس نے مخصوص جگہ پر کارڈ ڈالا اور فون آن ہونے پر اس نے رسیور اٹھایا اور تیزی سے نمبر پرپس کرنے شروع کر دیئے۔

”نہیں۔ صدیقی بول رہا ہوں“..... رابطہ قائم ہوتے ہی صدیقی کی آواز سنائی دی۔

”صدیقی صاحب۔ میں فرخندہ بول رہی ہوں۔ اس ہسپتال سے جہاں آپ خاور سے مجھے ملوانے لے آئے تھے۔ خاور کو چار گولیاں لگی ہیں اور میں اسے ہسپتال لے آئی ہوں۔ وہ اس وقت آپریشن روم میں ہے اور میرا دل نجانے کیوں ڈوب رہا ہے۔ پلیز آپ جلدی آ جائیں“..... فرخندہ نے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ صدیقی کچھ کہتا اس نے رسیور رکھا اور کارڈ نکال کر وہ فون بوتھ سے باہر آ گئی۔ اس نے اس لئے صدیقی کی بات سننے بغیر رسیور رکھ دیا تھا کیونکہ اسے معلوم تھا کہ صدیقی اس سے تفصیل پوچھے گا اور اس سے بولا نہیں جا رہا تھا۔ ویسے بھی وہ آپریشن تھیمز کے سامنے سے ہٹا نہیں چاہتی تھی کہ نجانے کس وقت کیا ہو جائے۔

تھوڑی دیر بعد وہ ایک بار پھر آپریشن تھیمز کے سامنے برآمدے میں بیچ پر بیٹھی ہوئی تھی۔ تقریباً آدھے گھنٹے بعد تیز تیز قدموں کی آوازیں سن کر وہ بے اختیار چوکی اور پھر صدیقی اور اس کے ساتھ دو اور افراد کو آتے دیکھ کر وہ اٹھ کھڑی ہوئی۔

”کیا ہوا ہے فرخندہ۔ کیا ہوا ہے“..... صدیقی نے انتہائی بے چمن سے لہجے میں کہا تو فرخندہ نے ان دونوں افراد کو دیکھا جو اس کے لئے اجنبی تھے۔

”یہ میرے ساتھی ہیں نعمانی اور چوہان“..... صدیقی نے اس کی نظروں کا مطلب سمجھتے ہوئے کہا تو فرخندہ نے خاور کے فون سے لے کر اس کے فلیٹ پر جانے اور پھر واپس اپنے فلیٹ پر آ کر دوبارہ خاور کو فون کرنے سے لے کر مہر آباد جانے اور پھر وہاں پیش آنے والے تمام حالات سے لے کر خاور کو یہاں تک لے آنے کی پوری تفصیل بتا دی۔ وہ جب بولنے پر آئی تو اس طرح مسلسل بولتی چلی گئی جیسے اس کے دل کے اندر کا خیابان یا ہر نکل رہا ہو۔

”تم نے کمال کر دیا فرخندہ۔ ویل ڈن۔ تم تو ہماری محسن ہو ورنہ خاور کے ساتھ نجانے کیا ہو جاتا“..... صدیقی نے کہا تو فرخندہ کا منہ ہوا چہرہ بے اختیار کھل اٹھا۔

”کیا خاور کی حالت زیادہ خراب ہے کہ تم اس کے لئے روتی رہی ہو“..... نعمانی نے کہا تو صدیقی اور چوہان کے ساتھ ساتھ فرخندہ بھی چونک پڑی۔

”یہاں پہنچ کر اچانک میرا دل ڈوبنے لگا اور مجھے رونا آ گیا“۔ فرخندہ نے نظریں جھکاتے ہوئے کہا۔

”اللہ تعالیٰ اپنی رحمت کرے گا“..... صدیقی نے کہا اور پھر وہ



سب ہی اسی برآمدے میں بے چینی سے ٹپٹنے لگے۔ پھر تقریباً ڈیڑھ گھنٹے بعد آپریشن روم کا دروازہ کھلا اور ڈاکٹر صدیقی باہر آ گیا۔

”کیا ہوا ڈاکٹر صاحب“..... صدیقی سمیت سب نے بے چینی سے لہجے میں کہا جبکہ فرخندہ کا چہرہ چھریا سا ہو گیا تھا۔

”اللہ تعالیٰ نے اپنا خاص کرم کر دیا ہے۔ ویسے اس خاتون کی ہمت کی وجہ سے بھی اللہ تعالیٰ کی رحمت ہوئی ہے۔ اگر یہ خاور کو بدلے مہرمانہ انداز میں فوری طبی امداد نہ دیتی اور پھر اسے یہاں نہ لے آتی تو نجات نہ کیا ہو جاتا“..... ڈاکٹر صدیقی نے فرخندہ کی تعریف کرتے ہوئے کہا تو فرخندہ نے بے اختیار دونوں ہاتھ منہ پر رکھ لئے اور ایک بار پھر اس نے بچوں کی طرح ہلکے ہلکے رونا شروع کر دیا۔

”ارے۔ ارے۔ حوصلہ کرو۔ اب تو خاور ٹھیک ہے۔ اللہ تعالیٰ کا کرم ہو گیا ہے“..... صدیقی نے پریشان ہوتے ہوئے کہا۔

”یہ۔ یہ خوشی کے آنسو ہیں“..... فرخندہ نے رک رک کر کہا تو ڈاکٹر صدیقی سمیت سب بے اختیار ہنس پڑے۔

عمران ہسپتال کے کونسل روم میں بیٹھ رہا تھا۔ آٹھ بجے بند کئے لینا ہوا تھا۔ ڈاکٹر صدیقی نے اسے بتا دیا تھا کہ آج شام کو اسے ہسپتال سے ڈسچارج کر دیا جائے گا اس لئے وہ آنکھیں بند کئے ای بے قائل والے کیس پر غور کر رہا تھا۔ ہلکے ڈیرو نے اسے بتا دیا تھا کہ جن لوگوں نے دانش منزل پر بیٹھ کیا تھا ان کے بارے میں کچھ پتہ نہیں چل سکا۔ پوری سیکرٹ سروس انہیں تلاش کر رہی تھی لیکن ان کا کہیں اتنا پتہ نہیں مل رہا تھا اور وہ اسی بارے میں سوچ رہا تھا کہ اسے دروازہ کھلنے کی آواز سنائی دی تو اس نے آنکھیں کھول دیں اور اس کے ساتھ ہی وہ ایک جھٹکے سے اٹھ کر بیٹھ گیا کیونکہ کمرے میں صدیقی اور فرخندہ داخل ہو رہے تھے۔ فرخندہ کی آنکھیں سوچی ہوئی دکھائی دے رہی تھیں جیسے وہ کافی دیر تک روتی رہی ہو۔

”کیا ہوا ہے۔ کوئی بری خبر“..... عمران نے چٹک کر کہا۔

”اوہ نہیں عمران صاحب۔ اللہ تعالیٰ کا بے حد کرم ہو گیا ہے۔“  
صدیقی نے مسکراتے ہوئے کہا تو عمران نے بے اختیار ایک طویل  
سانس لیا۔ صدیقی اور فرخندہ اندر آ کر کرسیوں پر بیٹھ گئے۔  
”تو پھر فرخندہ کیوں رو رہی ہے؟“ عمران نے پوچھا تو صدیقی  
مسکرا دیا۔

”یہ خوشی کی شدت اسے رو رہی ہے۔“ صدیقی نے کہا تو  
فرخندہ نے بے اختیار نظریں جھکا لیں۔  
”اچھا۔ پھر تو مبارک ہو فرخندہ۔“ عمران نے مسکراتے ہوئے  
کہا۔

”آپ میرا مذاق نہ اڑائیں پلیز۔ بس میں مجبور ہو گئی تھی۔“  
فرخندہ نے آہستہ سے کہا تو عمران بے اختیار ہنس پڑا۔  
”عمران صاحب۔ خاور یہاں انتہائی تازک حالت میں پہنچایا  
گیا تھا۔ اسے چار گولیاں لگی تھیں۔ ڈاکٹر صدیقی نے اس کا  
آپریشن کیا اور اب اس کی حالت خطرے سے باہر ہے۔“ صدیقی  
نے کہا تو عمران کا چہرہ یکفخت ست سا گیا۔

”فرخندہ اسے یہاں لے آئی تھی اور میں اس لئے اسے آپ  
کے پاس لے آیا ہوں کہ آپ شاید اس بارے میں معلومات  
حاصل کرنا چاہیں۔“ صدیقی نے کہا۔

”کیا ہوا تھا فرخندہ۔ پوری تفصیل بتاؤ۔“ عمران نے کہا تو  
فرخندہ نے ایک بار پھر پوری تفصیل بتانا شروع کر دی اور عمران

خاموش بیٹھا سنتا رہا۔

”گڈ شو فرخندہ۔ تم نے واقعی ہمت اور حوصلے سے کام لیا ہے  
ورنہ خاور کا اس بار اس طرح بچ نکلتا ناممکن ہو جاتا۔ گڈ شو۔ کیا ان  
غیر ملکیوں کی لاشیں اب بھی وہیں ہیں؟“ عمران نے فرخندہ کو  
شاپاش دیتے ہوئے کہا تو فرخندہ کا چہرہ بے اختیار کھل اٹھا۔

”نعمانی اور چوہان گو میں نے وہاں بھجوا دیا ہے۔ نعمانی تو خاور  
کی کار وہاں سے لے کر آ جائے گا جبکہ چوہان وہیں رہے گا تاکہ  
اگر ان کے مزید ساتھی وہاں آئیں تو انہیں کور کیا جاسکے۔“ صدیقی  
نے کہا۔

”سکتے افراد کو تم نے ہلاک کیا ہے؟“ عمران نے فرخندہ سے  
مخاطب ہو کر پوچھا۔

”چھ آدمی تھے اور چھ کے چھ غیر ملکی تھے۔ پہلے چار افراد کمرے  
کے اندر تھے۔ پھر شاید فائرنگ کی آوازیں سن کر باہر موجود دو آدمی  
بھی اندر آ گئے تھے۔ اس وقت تو مجھے ہوش ہی نہ تھا۔ بس اتنا  
معلوم تھا کہ خاور فائرنگ سے نیچے گر گیا ہے۔“ فرخندہ نے  
جواب دیا۔

”خاور کو تم ڈاکٹر اسٹیک کے پاس لے گئی تھیں؟“ عمران نے  
پوچھا۔

”ہاں۔“ فرخندہ نے جواب دیا۔

”کس نے تمہیں اس کا حکم دیا تھا؟“ عمران نے پوچھا۔



”سالوس کے چیف ماسٹر بلاک نے“..... فرخندہ نے جواب دیا۔

”کیا تم اس ماسٹر بلاک سے کبھی ملی ہو؟“..... عمران نے پوچھا۔  
”ہاں وہ بار“..... فرخندہ نے جواب دیا اور پھر خود ہی اس نے تفصیل بتا دی۔

”تم اب اکیلی قلیت پر مت رہو بلکہ اپنی بہن کے گھر چلی جاؤ ورنہ وہ لوگ تمہیں بھی ہلاک کر دیں گے۔ اب بھی تمہارے کیوں انہوں نے تمہیں زندہ چھوڑ دیا ہے؟“..... عمران نے کہا۔

”میں یہیں ہسپتال میں رہوں گی۔ اس وقت تک جب تک خاور ٹھیک نہیں ہو جاتا“..... فرخندہ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”یہاں تمہاری ضرورت نہیں ہے اور تمہاری وجہ سے وہ لوگ یہاں بھی پہنچ سکتے ہیں اس لئے جیسا میں کہہ رہا ہوں ویسے کرو“..... عمران کا لہجہ قدرے سخت ہو گیا تھا۔

”عمران صاحب ٹھیک کہہ رہے ہیں فرخندہ۔ اس میں تمہارا ہی فائدہ ہے“..... صدیقی نے کہا۔

”نہیں۔ میں یہیں خاور کے پاس رہوں گی“..... فرخندہ نے ضد کرتے ہوئے کہا۔

”فرخندہ۔ تم نے خاور کی جان بچا کر اپنے جرم کا کفارہ ادا کر دیا ہے ورنہ جس طرح تم نے غیر ملکی تنظیموں کے ہاتھوں میں کھیل کر پاکیشیا کے مفادات کو نقصان پہنچایا ہے تمہیں گولی بھی ماری جا

سکتی تھی اس لئے جو میں کہہ رہا ہوں وہ کرو۔ میں نہیں چاہتا کہ ہمارے ہاتھوں قح جانے کے باوجود تم ان تنظیموں کے ہاتھوں ہلاک ہو جاؤ“..... عمران نے اس بار انتہائی سخت لہجہ میں کہا۔

”مم۔ میں نے جرم کیا ہے۔ یہ کیا کہہ رہے ہیں آپ۔ میں نے کبھی کوئی جرم نہیں کیا۔ کیا خاور سے ملنا جرم ہے یا خاور کو ڈاکٹر اسٹیک سے ملوانا جرم ہے؟“..... فرخندہ نے قدرے غصیلے لہجہ میں کہا۔

”تمہاری وجہ سے خاور اور پھر فورسٹرز کے دوسرے ممبران کے چلیے، نام اور ایڈریس غیر ملکی تنظیم تک پہنچے اور پھر تم خاور کو ڈاکٹر اسٹیک کے پاس لے گئیں جس نے خاور کے لاشعور سے سیکرٹ سروس کے تمام ممبران کے بارے میں تفصیلات معلوم کر لیں اور پھر خاور کے ذہن سے ڈاکٹر اسٹیک نے پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ہیڈ کوارٹر کا ایڈریس معلوم کر لیا اور وہاں ریڈ کر کے پاکیشیا کے مفادات کو نقصان پہنچایا گیا۔ ابھی سیکرٹ سروس کے چیف کو ان باتوں کی اطلاع نہیں ہوئی ورنہ تم اب تک قبر میں اتر چکی ہوتیں۔ پاکیشیا اور اس کے سترہ کروڑ عوام کے مفادات کے خلاف اگر میں بھی کوئی کام کروں گا تو چیف مجھے بھی گولی مروا سکتا ہے۔ وہ ان معاملات میں انتہائی سخت ہے اور اب جب اس تک یہ اطلاعات پہنچیں گی تو ساتھ ہی یہ اطلاع بھی اسے مل جائے گی کہ تم نے خاور کی جان بچانے میں مدد کی ہے اس لئے مجھے یقین ہے کہ وہ

تمہیں صرف وارنٹک دے گا لیکن اب تمہارا یہاں خاور کے پاس رہنا ٹھیک نہیں ہے اور نہ ہی تم نے اکیلی قیث میں رہنا ہے۔ تم نے دشمن ملک کی تنظیم کے چھ افراد ہلاک کر دیئے ہیں اس لئے وہ لازماً اب تمہارے پیچھے آئیں گے اور تمہاری وجہ سے وہ یہاں بھی پہنچ سکتے ہیں۔ اس طرح خاور کی جان کو بھی خطرہ لاحق ہو سکتا ہے۔۔۔۔۔ عمران نے تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا۔

”اوہ۔ اوہ۔ ویری بیڈ۔ مجھے تو کبھی اس بات کا خیال ہی نہیں آیا۔ اوہ۔ ویری بیڈ۔ اب مجھے کیا کرنا چاہئے۔ کیا میں گریٹ لینڈ جا کر اس پوری تنظیم کا خاتمہ کر دوں۔۔۔۔۔ فرخندہ نے چونک کر تیز لہجے میں کہا۔

”تمہیں اس کا موقع ملے گا لیکن ابھی نہیں۔ فی الحال تم خاموش رہو۔۔۔۔۔ عمران نے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ اب جیسے آپ کہیں گے میں کروں گی۔ آپ نے یہ سب کچھ بتا کر میری آنکھیں کھول دی ہیں۔ آئی ایم سوری۔“ فرخندہ نے اٹھتے ہوئے کہا۔

”صدیقی۔ تم جا کر اسے گیٹ پر چھوڑ آؤ اور واپس آتے دئے معلوم کر کے آؤ کہ کیا خاور ہوش میں ہے یا نہیں۔“ عمران نے کہا تو صدیقی سر ہلاتا ہوا اٹھ کھڑا ہوا۔

”اگر ان میں سے ایک بھی بچ جاتا تو اس سے بہت کام کی حلومات مل سکتی تھیں۔“ عمران نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ تھوڑی

دیر بعد صدیقی واپس آ گیا۔

”خاور کو ہوش آ گیا ہے عمران صاحب اور میری ڈاکٹر صدیقی سے بات ہوئی ہے۔ انہوں نے اس سے مختصر بات چیت کرنے کی اجازت دے دی ہے۔“ صدیقی نے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ آؤ اس سے بات کرنا ضروری ہو گیا ہے۔“ عمران نے بیڈ سے نیچے اترتے ہوئے کہا۔ اس کے جسم پر ہسپتال کا لباس تھا۔ چہل پہن کر وہ صدیقی کے ساتھ سرجیکل وارڈ کی طرف بڑھ گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ کمرے میں داخل ہوئے تو بیڈ پر خاور آنکھیں بند کئے لیٹا ہوا تھا جبکہ دو نرسیں اور ایک ڈاکٹر اس کے بیڈ کے ساتھ کھڑے تھے۔ اسے گلوکوز لگا ہوا تھا۔ سینے تک کمرے تھا۔

”نئی زندگی مبارک ہو۔“ عمران نے قریب جا کر مسکراتے ہوئے کہا۔

”شکریہ عمران صاحب۔“ خاور نے آنکھیں کھول کر مسکراتے ہوئے کہا۔

”صاحب۔ زیادہ دیر تک باتیں نہ کریں۔“ ڈاکٹر نے کہا اور پھر وہ نرسیں کو اپنے ساتھ آنے کا اشارہ کر کے بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ نرسیں بھی اس کے پیچھے باہر نکل گئیں۔

”ہمیں فرخندہ نے تفصیل تو بتا دی ہے۔ تم نے اپنی طرف سے واقعی بے پناہ جرات سے جدوجہد کی ہے لیکن ان کی تعداد بھی زیادہ



تھی اور وہ مسلح بھی تھے۔۔۔۔۔ عمران نے خاور کے کاندھے پر چھکی دیتے ہوئے کہا۔

”جدوجہد تو کرنی ہی تھی عمران صاحب ورنہ وہ مجھے دیسے ہی چاہے کی طرح مار ڈالتے۔۔۔۔۔ خاور نے آہستہ سے جواب دیا۔

”تمہاری ان سے کوئی بات چیت بھی ہوئی تھی یا نہیں۔ اگر ہوئی تھی تو کیا۔۔۔۔۔ عمران نے کہا تو خاور نے شروع سے آخر تک کے تمام حالات اور گرسے سے ہونے والی تمام بات چیت آہستہ آہستہ اور رک رک کر بتا دی۔

”کراس ونگز۔ تمہارا مطلب ہے کہ ان کا تعلق سالوس سے نہیں بلکہ کراس ونگز سے تھا۔۔۔۔۔ عمران نے کہا۔

”ہاں اور انہوں نے دانش منزل پر بھی ریڈ کیا تھا۔ ان کے بقول عمارت خالی تھی۔ وہاں کوئی آدمی نہیں تھا۔۔۔۔۔ خاور نے کہا۔

”یہ سب چیف کی باقاعدہ پلاننگ کے تحت ہوا۔ چیف معلوم کرنا چاہتا تھا کہ یہ لوگ دراصل کیا چاہتے ہیں اور یہاں ان کے کن سے تعلقات ہیں اور پھر چیف نے خود ہی اپنے دوسرے سیکشن کے ذریعے کارسانہ کلب پر ریڈ کرا کر وہاں سے فائل واپس منگوا لی لیکن کارسانہ کلب میں ریڈ کے دوران جزیل منیجر اور اس کی پرسنل میکرٹری دونوں ہلاک ہو گئے اور یہ لوگ غائب ہو گئے۔ سیکرٹس روس ابھی تک ان کو تلاش کر رہی ہے لیکن شاید انہوں نے میک اپ کر لئے اور پھر وہ مہر آباد جیسے مضائقہ علاقے میں چھپے ہوئے

تھے اس لئے ٹریس نہ ہو سکے اور تم نے نہ صرف انہیں ٹریس کر لیا بلکہ ان کا خاتمہ بھی کر دیا۔ ویری گلد۔۔۔۔۔ عمران نے کہا تو خاور کا زرد پڑا ہوا چہرہ یکفخت مسرت سے چمک اٹھا۔

”عمران صاحب۔ میں تو ہٹ ہو گیا تھا۔ یہ تو فرخندہ۔۔۔۔۔ کام دکھایا ہے کہ وہاں بروقت پہنچ بھی گئی اور مجھے وہاں سے یہاں بھی لے آئی۔ اصل کارنامہ تو اس نے سرانجام دیا ہے۔۔۔۔۔ خاور نے کہا۔

”جہیں کس نے بتایا ہے کہ وہ جہیں یہاں لے آئی تھی۔“ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”عمران صاحب۔ میں اور فرخندہ آپ کے پاس آنے سے پہلے یہاں آئے تھے۔۔۔۔۔ صدیقی نے جواب دیا اور اسی لمحے ڈاکٹر صدیقی اندر داخل ہوئے۔

”بس عمران صاحب۔ اتنا کافی ہے ورنہ اگر ان کی حالت بگڑ گئی تو سنبھالنا مشکل ہو جائے گا۔۔۔۔۔ ڈاکٹر صدیقی نے کہا۔

”ٹھیک ہے شکریہ۔ اوکے خاور اب ہم چلتے ہیں تم آرام کرو۔“ عمران نے خاور کے کاندھے پر چھکی دے کر اٹھتے ہوئے کہا تو خاور نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

”ڈاکٹر صاحب۔ آپ مجھے ڈسپارچ کر دیں۔ اب معاملات خاصے سمجیدہ ہو گئے ہیں۔“ عمران نے ڈاکٹر صدیقی سے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ میں سمجھتا ہوں۔ آپ اپنے روم میں جائیں میں

ڈسپارچ سلپ بھجوا دیتا ہوں۔۔۔۔ ڈاکٹر صدیقی نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا تو عمران صدیقی سمیت اپنے کمرے میں واپس آ گیا۔

”عمران صاحب۔ ان لاشوں کا کیا کرنا ہے۔۔۔۔ صدیقی نے پوچھا۔

”تم بھی وہاں جاؤ اور پھر چوبان کے ساتھ مل کر اس عمارت کی تفصیلی تلاشی لو۔ ان لوگوں کا سامان بھی چیک کرو۔ پھر فارغ ہونے کے بعد پولیس کو فون کر کے اطلاع دے دیتا۔۔۔۔ عمران نے کہا تو صدیقی نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

”آپ کو میں آپ کے فلیٹ پر ڈراپ کر کے آگے چلا جاؤں گا۔۔۔۔ صدیقی نے کہا۔

”نہیں۔ مجھے ابھی کافی دیر گئے گی۔ تم جاؤ میں ٹیکسی میں چلا جاؤں گا۔۔۔۔ عمران نے کہا تو صدیقی سر ہلاتا ہوا کمرے سے باہر چلا گیا۔ تھوڑی دیر بعد عمران کو ہسپتال سے باقاعدہ ڈسپارچ کر دیا گیا اور عمران اپنا لباس پہن کر ہسپتال سے باہر آیا اور اس نے ٹیکسی ہار کی اور پھر وہ دانش منزل کی طرف روانہ ہو گیا۔ دانش منزل سے کافی فاصلے پر اس نے ٹیکسی رکوائی اور پیچھے اتر کر کرایہ دینے کے بعد وہ ایک گلی کی طرف بڑھ گیا۔ جب ٹیکسی آگے بڑھ گئی تو عمران کچھ دیر بعد واپس سڑک پر آ کر دانش منزل کی طرف جانے والی سڑک کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ آپریشن

روم میں داخل ہوا۔

”صحت یابی مبارک ہو عمران صاحب۔۔۔۔ سلام دعا کے بعد بلیک زیرو نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”شکریہ۔ یہ سب اللہ تعالیٰ کا کرم ہے۔ ویسے ان دنوں سیکرٹ سروس کا ہسپتال آنے جانے کا دورانیہ بڑھ گیا ہے۔۔۔۔ عمران نے کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

”آپ کا اشارہ خاور کے دوسری بار وہاں پہنچ جانے کی طرف ہے۔ مجھے ڈاکٹر صدیقی نے رپورٹ دی تھی لیکن چونکہ آپ خود وہاں موجود تھے اس لئے میں نے مزید بات نہیں کی تھی۔ کیا ہوا تھا خاور کو؟۔۔۔۔ بلیک زیرو نے کہا تو عمران نے اسے ساری تفصیل بتا دی۔

”اوہ۔ تو خاور اکیلا ہی ان لوگوں سے نکرا گیا تھا۔ اسے چاہئے تھا کہ وہ صدیقی کو ضرور اطلاع دیتا۔۔۔۔ بلیک زیرو نے کہا۔

”اسے خود معلوم نہیں تھا کہ وہ کہاں جا رہا ہے۔ اس کے مطابق اس کے ذہن میں صرف ببول کے درخت تھے اور ایک سرخ رنگ کا بڑا سا پھانگ۔۔۔۔ عمران نے جواب دیا۔

”پھر وہ کہاں پہنچا اور کس طرح ہسپتال پہنچ گیا۔ تفصیل تو بتائیں۔“ بلیک زیرو نے کہا تو عمران نے اسے فرخندہ کی کارروائی سمیت تمام تفصیل بتا دی۔

”پھر تو فرخندہ، خاور کے لئے فرشتہ ثابت ہوئی ہے۔ اگر وہ



بروقت نہ پہنچتی تو خاور کا پختا مشکل تھا۔۔۔۔۔ بلیک زیرو نے کہا۔  
 ”میں نے جو محسوس کیا ہے اس کے مطابق فرخندہ خاور کے  
 لئے خاصی جذباتی ہے۔ ویسے جس طرح صالحہ اور مستدر میں صرف  
 ص مشترک ہے اسی طرح فرخندہ اور خاور میں صرف رخ مشترک  
 ہے۔۔۔۔۔ عمران نے جواب دیا تو بلیک زیرو بے اختیار ہنس پڑا۔  
 ”مجھے لگتا ہے کہ آپ نہ تو خود شادی کرنا چاہیں گے اور نہ کسی  
 ممبر کی شادی ہونے دیں گے لیکن قدرت شاید خود ہی حرکت میں آ  
 گئی ہے اس لئے ایک ایک کر کے جوڑے بننے جا رہے ہیں۔ لوسیا  
 جرجک ڈیم میں سامنے آئی تھی وہ بعد میں جولیا سے ملتی رہی اور پھر  
 اس نے کمپین فکیل سے ملاقاتیں شروع کر دیں۔۔۔۔۔ بلیک زیرو  
 نے مسکراتے ہوئے کہا۔  
 ”وہ تو سین شین والا معاملہ ہے جیسے سین شین ہوتی ہے۔“  
 عمران نے جواب دیا تو بلیک زیرو بے اختیار ہنس پڑا۔  
 ”اب اس فرخندہ نے خاور کو گھیر لیا ہے۔ لگتا ہے ایک ایک کر  
 کے سب کے ہی جوڑے اللہ تعالیٰ نے بنا دیئے ہیں۔۔۔۔۔ بلیک  
 زیرو نے کہا۔  
 ”تم بھی اب داخل منزل سے نکل کر کسی قلیٹ میں شفٹ ہو  
 جاؤ۔ شاید کوئی پری آ جائے۔“ عمران نے جواب دیا تو بلیک زیرو  
 بے اختیار کھٹکھٹا کر ہنس پڑا۔ عمران نے فون کا ریسیور اٹھایا اور نمبر  
 پرپس کرنے شروع کر دیئے۔

”اسکاٹ بول رہا ہوں۔۔۔۔۔ رابطہ ہوتے ہی دوسری طرف سے  
 آواز سنائی دی۔  
 ”علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) فرام پاکیشیا۔“  
 عمران نے اپنے مخصوص لہجہ میں کہا۔  
 ”عمران صاحب۔ جس انداز میں آپ اپنی ڈگریاں دوہراتے  
 ہیں لگتا ہے کہ اس پوری دنیا میں صرف آپ نے ہی یہ ڈگریاں  
 حاصل کی ہوئی ہیں۔“ اسکاٹ نے ہنستے ہوئے کہا۔  
 ”اودہ وہ بھی اتفاقاً۔۔۔۔۔ عمران نے بڑے معصوم سے لہجہ میں  
 جواب دیا تو دوسری طرف سے اسکاٹ کافی دیر تک ہنستا رہا۔  
 ”ہمارے ہاں فون کال کے رٹش دنیا بھر میں سب سے زیادہ  
 ہیں اس لئے تمہاری ہنسی سننے کے لئے بھی مجھے اپنی کار فروخت کرنا  
 پڑے گی۔“ عمران نے کہا تو اسکاٹ ایک بار پھر ہنس پڑا۔  
 ”عمران صاحب۔ کراس ڈگنز کے بارے میں آپ نے جو  
 معلومات حاصل کرنے کے لئے کہا تھا وہ تو میں نے حاصل کر لی  
 ہیں لیکن مجھے اس وقت اندازہ نہ تھا کہ یہ ایسی معلومات ہیں جن  
 کے حصول کے لئے مجھے عام حالات سے چار گنا معاوضہ ادا کرنا  
 پڑے گا۔“ اسکاٹ نے کہا۔  
 ”مطلب ہے کہ تم میری کار لازماً بکوانا چاہتے ہو۔“ عمران  
 نے کہا۔  
 ”یہ بات نہیں ہے عمران صاحب۔ میں آپ سے زائد

معاوضے کا کوئی مطالبہ نہیں کروں گا۔ یہ فطری میری ہے کہ میں اس بارے میں پہلے سے محتاط نہیں رہا اس لئے آپ وہی طے شدہ معاوضہ ہی دیں گے۔ میں تو صرف آپ کو اس کی اہمیت کے بارے میں بتا رہا تھا۔ اسکاٹ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”پریشان ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔ تمہیں میرے بارے میں اچھی طرح علم ہے کہ مجھے معلومات تفصیلی اور حتمی چاہئے ہوتی ہیں۔ معاوضے کی میں نے کبھی پرواہ نہیں کی اس لئے بے فکر رہو۔ تمہیں تمہاری توقع سے بھی زیادہ معاوضہ ملے گا۔“ عمران نے کہا۔

”آپ واقعی قدر شناس ہیں عمران صاحب۔ بہر حال آپ نے کہا تھا کہ کراس ونگز آپ کے ملک سے ایک فائل ای جے حاصل کرنا چاہتی ہے جس کا تمام تر تعلق پاکیشیائی اور شوگرانی سائنس دانوں سے ہے اس لئے میں یہ معلوم کروں کہ ان کا اس فائل کے حصول سے کیا مقصد ہے۔“ اسکاٹ نے اس بار انتہائی مضحکہ لہجے میں کہا۔

”ہاں تو پھر کیا معلوم ہوا؟“ عمران نے پوچھا۔

”عمران صاحب۔ کراس ونگز کے قیام کا مقصد ایسے سائنسی آلات تیار کرنا ہے جن کی مدد سے مسلم ممالک کو فتح کر کے وہاں یہودی سلطنت قائم کرنا ہے اور اس تنظیم کے تحت کاشا کے مغرب میں ایک شہر کاسکا میں ایک لیبارٹری قائم کی گئی ہے جہاں گزشتہ

آٹھ سالوں سے ایسے ہی آلات پر ریسرچ کی جا رہی ہے اور ان آلات میں سب سے اہم آلہ جو یہودی سائنس دانوں نے تیار کیا ہے اس کا نام ای جے ہے لیکن اس آلے کی تکمیل میں کوئی ایسی سائنسی رکاوٹ سامنے آگئی ہے جسے وہ لوگ از خود حل نہیں کر پا رہے۔ اسی سائنسی الجھن کو دور کرنے کے لئے جب انہوں نے معلومات حاصل کیں تو انہیں پتہ چلا کہ ایک پاکیشیائی سائنس دان نے شوگرانی سائنس دانوں کے ساتھ مل کر ای جے پر کام کیا ہے لیکن یہ سائنس دان طبی موت مر چکا ہے اس لئے اس ریسرچ پر کام بند کر دیا گیا اور اس کی فائل پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ہیڈ کوارٹر میں موجود ہے۔ اب وہ یہ فائل ہر صورت میں حاصل کرنا چاہتے ہیں تاکہ اپنے ای جے کو وسیع رینج میں مکمل کر کے دنیا کے تمام مسلم ممالک کا خاتمہ کر سکیں اور یہ بھی اس تنظیم کے بورڈ آف گورنرز نے طے کر رکھا ہے کہ اس آلے کا پہلا ہدف پاکیشیا ہو گا کیونکہ دنیا کی نظروں میں پاکیشیا تمام مسلم ممالک کا فوجی اور دفاعی اعتبار سے ماڈل ملک ہے۔ یہ تنظیم خفیہ ہے اس لئے خود سامنے آنے کی بجائے انہوں نے گریٹ لینڈ میں واقع یہودیوں کی ایک اور انتہائی خفیہ تنظیم سائنس دانوں کو آگے کر دیا لیکن سالوں کی کارکردگی بے حد ست تھی اس لئے کراس ونگز نے خود کام کرنے کا فیصلہ کیا اور اپنے ایکشن سیکشن کو پاکیشیا بھجوا دیا جس کا چیف ایجنٹ گرے ہے جو انتہائی تیز طرار اور شاطر ایجنٹ سمجھا جاتا ہے اور یہ بھی معلوم

ہوا ہے کہ گرے نے پاکیشیا سبکرت مردوں کے ہیڈ کوارٹر سے پاکیشیائی ای بے فائل حاصل بھی کر لی ہے لیکن یہ فائل ابھی تک کراس ونگز کے ہیڈ کوارٹر نہیں پہنچی۔ اسکاٹ نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

”تم نے بتایا تھا کہ کراس ونگز کا سپر چیف لارڈ ولیم ہے اور وہ گریٹ لینڈ میں رہتا ہے۔ کیا کراس ونگز کا ہیڈ کوارٹر بھی گریٹ لینڈ میں ہے؟“۔ عمران نے پوچھا۔

”نہیں۔ کراس ونگز کا ہیڈ کوارٹر کانڈا کے مغرب میں مشہور و معروف شہر جارج ٹاؤن میں ہے۔ یہ وہ شہر ہے جہاں ہالی وڈ کی بیشتر جنگی فلمیں شوٹ کی گئی ہیں کیونکہ جارج ٹاؤن مکمل طور پر پہاڑی علاقہ ہے اور یہاں شہر سے باہر کا ماحول ایسا ہے کہ وہاں پہنچنے ہی انسان اپنے آپ کو قدیم دور میں محسوس کرتا ہے۔“ اسکاٹ نے جواب دیا۔

”ہیڈ کوارٹر کے بارے میں کوئی خاص ٹپ؟“۔ عمران نے پوچھا۔

”نہیں عمران صاحب۔ کوئی ٹپ معلوم نہیں ہو سکی۔“۔ اسکاٹ نے جواب دیا۔

”جارج ٹاؤن اور کاسکا میں کتنا فاصلہ ہے؟“۔ عمران نے پوچھا۔

”کاسکا ایک ٹاؤن ہے۔ بڑا شہر نہیں ہے۔ وہاں معدنیات صاف کرنے کے کارخانے ہیں اور بس۔ دونوں کے درمیان تقریباً چار سو کلومیٹر کا فاصلہ ہے لیکن یہ سارا علاقہ خیر پہاڑی ہے۔“

اسکاٹ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”گریٹ لینڈ میں لارڈ ولیم کہاں رہتا ہے؟“۔ عمران نے پوچھا۔

”جارج ٹاؤن میں اس کا عالی شان اور قدیم دور کا بنا ہوا محل ہے جس کا نام ولیم مینشن ہے لیکن معلوم ہوا ہے کہ وہ وہاں کم ہی رہتا ہے۔ زیادہ عرصہ کہاں رہتا ہے اس کے بارے میں معلوم نہیں ہو سکا۔“۔ اسکاٹ نے جواب دیا۔

”تم نے اسے کبھی دیکھا ہے؟“۔ عمران نے پوچھا۔

”نہیں۔ وہ پبلک کے سامنے نہیں آئے۔ اس کا نام سامنے آتا ہے۔“۔ اسکاٹ نے جواب دیا۔

”اس کا فون نمبر معلوم ہے تمہیں؟“۔ عمران نے پوچھا۔

”معلوم تو نہیں لیکن انکوائری سے معلوم کیا جا سکتا ہے۔“۔ اسکاٹ نے جواب دیا۔

”گرے وغیرہ کے بارے میں معلومات حاصل کی ہیں تم نے کہ وہ کیا کر رہے ہیں؟“۔ عمران نے چند لمبے خاموش رہنے کے بعد کہا۔

”صرف اتنا معلوم ہوا ہے کہ وہ پاکیشیا میں ہے اور اس نے فائل بھی وہاں سے حاصل کر لی ہے۔“۔ اسکاٹ نے جواب دیا۔

”اوکے۔ بے حد شکریہ۔ اب تم اپنا اکاؤنٹ نمبر اور بینک کا نام وغیرہ تفصیل سے بتا دو تاکہ تمہاری توقع سے زیادہ معاوضہ بھجوا دیا جائے۔“۔ عمران نے کہا تو دوسری طرف سے تفصیل بتا دی گئی۔



”او کے گڈ بائی“۔۔۔۔۔ عمران نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔ بلیک زیرو پہلے ہی لاؤڈر پر بینک اور اکاؤنٹ کے بارے میں تفصیلات سن کر نوٹ کر چکا تھا۔

”اسے ایک لاکھ ڈالر بھجوا دینا۔ اس قدر اہم معلومات ہمیں اور کہیں سے نہیں مل سکتی تھیں“۔۔۔۔۔ عمران نے کہا تو بلیک زیرو نے اثبات میں سر ہلایا اور پھر فون کا رسیور اٹھا کر اس نے نمبر پر لیں کئے اور گریٹ لینڈ میں اپنے قارئین ایجنٹ کو اکاؤنٹ اور بینک کی تفصیل نوٹ کرا کر اسے اس اکاؤنٹ میں ایک لاکھ ڈالر جمع کرانے کا حکم دے کر اس نے رسیور رکھ دیا جبکہ عمران ہونٹ بیچنے خاموش بیٹھا ہوا تھا۔

”اب آپ کیا سوچ رہے ہیں“۔۔۔۔۔ بلیک زیرو نے رسیور رکھ کر عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

”ہمیں ہیڈ کوارٹر کی بجائے کاسکا کی لیبارٹری کو تباہ کرنا ہو گا“۔۔۔۔۔ عمران نے کہا۔

”لیکن ہیڈ کوارٹر قائم رہا تو وہ دوسری لیبارٹری بنالیں گے یا یہ بھی ہو سکتا ہے کہ دوسری کوئی لیبارٹری بھی کام کر رہی ہو“۔۔۔۔۔ بلیک زیرو نے کہا۔

”ہاں۔ یہ بھی ضروری نہیں ہے کہ یہ لوگ صرف ایک ہی آلے پر کام کر رہے ہوں۔ نجانے مسلم دشمنی میں ان لوگوں نے کہاں کہاں جال پھیلا رکھے ہوں۔ گرے اور اس کا سیکشن تو فرشتہ کے

ہاتھوں ہلاک ہو چکا ہے۔ اب اگر ہیڈ کوارٹر اور اس کے ساتھ ہی کاسکا کی لیبارٹری بھی تباہ کر دی جائے تو اس تنظیم سے ہمیشہ کے لئے جان چھوٹ سکتی ہے“۔۔۔۔۔ عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”عمران صاحب۔ اس سالوں کا بھی خاتمہ ہونا چاہئے“۔۔۔۔۔ بلیک زیرو نے کہا۔

”تمہارا مطلب ہے بیک وقت تین مشن مکمل کئے جائیں“۔۔۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”آپ تین مشن پر کام کریں جبکہ سالوں کے خلاف فورسٹارڈ کی ڈیوٹی لگا دیں۔ تیسرا مشن میرے حوالے کر دیں۔ اس طرح تینوں مشن مکمل ہو سکتے ہیں“۔۔۔۔۔ بلیک زیرو نے کہا۔

”نہیں۔ اس طرح کام نہیں ہو سکتا۔ ہمیں پہلے ایک مشن پر کام کرنا ہو گا۔ اس کے بعد دوسرے اور پھر تیسرے مشن پر کام ہو سکتا ہے“۔۔۔۔۔ عمران نے کہا۔

”لیکن عمران صاحب۔ ہم کو دو تین حصوں میں تقسیم کر کے بھی تمام مشن پر بیک وقت کام کیا جا سکتا ہے“۔۔۔۔۔ بلیک زیرو نے کہا۔

”نہیں۔ اس طرح طاقت بٹ جاتی ہے۔ ہمیں سب سے پہلے اس لیبارٹری کو تباہ کرنا ہو گا کیونکہ ضروری نہیں کہ وہ لوگ صرف پاکیشیائی فائل کے انتظار میں ہاتھ پر ہاتھ رکھے فارغ بیٹھے ہوں گے۔ دنیا میں قابل سائنس دانوں کی کمی نہیں ہے۔ کسی بھی وقت ان کا آلہ مکمل ہو سکتا ہے اور یہ درست ہے کہ یہودی سب سے

بھی وقت مکمل ہو سکتا ہے اس لئے میں نے پاکیشیا اور اس کے سترہ کروڑ عوام کی زندگیوں کے تحفظ کے لئے اس لیبارٹری کو تباہ کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔ اس مشن پر تمہارے ساتھ صفدر، کمپنیشن کلکیل، تنویر اور صدیقی جائیں گے۔ عمران تمہیں لیڈ کرے گا۔ خاور ہسپتال میں ہے اور چوہان اور نعمانی کو اس لئے یہاں چھوڑا جا رہا ہے کہ یہ تحقیق پاکیشیا میں دوبارہ کارروائی کر سکتی ہے۔ عمران نے کہا۔

”یہ وہی تحقیق ہے باس جس نے وائس منزل سے فائل حاصل کی تھی“..... جولیا نے پوچھا۔

”ہاں۔ اسی پلاننگ کی وجہ سے تو سارا معاملہ کھل کر سامنے آیا ہے۔ اس تحقیق کا ایکشن سیکشن جس کا انچارج گرے نام کا انتہائی خطرناک ایجنٹ تھا اپنے ساتھیوں سمیت یہاں موجود تھا جس کی تلاش تم اور تمہارے ساتھی کر رہے تھے لیکن پھر خاور ان تک پہنچ گیا اور اس کے پیچھے فرخندہ بھی وہاں پہنچی اور فرخندہ کی فائرنگ سے گرے اور اس کے باقی ساتھی سب ہلاک ہو گئے۔“..... عمران نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا اور پھر اس نے رسیور رکھ دیا۔

”ممبران کے کاغذات تیار کراؤ۔ میں کارسکا کے بارے میں تفصیلی معلومات حاصل کر لوں۔“..... عمران نے اٹھتے ہوئے کہا اور بلیک زید بھی اثبات میں سر ہلاتا ہوا اٹھ کھڑا ہوا۔

پہلے پاکیشیا کو ہی نشانہ بنائیں گے۔“..... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”آپ کی بات واقعی درست ہے۔ ہیڈ کوارٹر اور سالوں کی طرف سے ہمیں فوری خطرہ نہیں ہے اس لئے ہمیں تمام تر توجہ اس لیبارٹری کی طرف ہی رکھنی چاہئے۔“..... بلیک زید نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

”اس مشن پر اصل کام فورٹارڈ نے کیا ہے اس لئے میرا خیال ہے کہ اس مشن پر انہیں لے جایا جائے۔“..... عمران نے کہا۔

”اصل کام تو خاور نے کیا ہے اور خاور ہسپتال میں ہے۔“..... بلیک زید نے کہا۔

”ہاں۔ تمہاری یہ بات بھی درست ہے۔“..... عمران نے کہا اور پھر اس نے فون کا رسیور اٹھایا اور نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

”جولیا بول رہی ہوں۔“..... رابطہ قائم ہوتے ہی جولیا کی آواز سنائی دی۔

”ایکسٹو“..... عمران نے ایکسٹو کے مخصوص لہجے میں کہا۔

”نہیں باس۔“..... جولیا کا لہجہ یکثرت انتہائی مؤدبانہ ہو گیا۔

”کاٹا کے مغربی علاقے میں یہودیوں کی ایک خفیہ تنظیم کراس ونگز نے ایک خفیہ لیبارٹری قائم کی ہوئی ہے جس میں ایسا سائنسی آلہ تیار کیا جا رہا ہے جس کی مدد سے وہ پوری دنیا کے مسلم ممالک اور خصوصاً پاکیشیا کو آسانی سے تباہ و برباد کر سکتے ہیں۔ یہ آلہ کسی

لارڈ ولیم اپنے مخصوص آفس میں بیٹھا ایک فائل کے مطالعے میں مصروف تھا کہ پاس پڑے ہوئے فون کی تھنٹی بج اٹھی۔ اس نے فائل سے نظریں ہٹائیں اور پھر ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

”نہیں“۔۔۔ لارڈ ولیم نے اپنے مخصوص لیچے میں کہا۔

”ہیل کوارٹر سے ہمٹے بول رہا ہوں سپر چیف“۔۔۔ ایک مردانہ آواز سنائی دی۔ لیچر مود بانہ تھا۔

”نہیں۔ کوئی خاص رپورٹ“۔۔۔ لارڈ ولیم نے پوچھا۔

”سپر چیف۔ گرے کو اس کے پانچوں ساتھیوں سمیت پاکیشیا میں ہلاک کر دیا گیا ہے“۔۔۔ دوسری طرف سے کہا گیا تو لارڈ ولیم بے اختیار چتر کی طرح ساکت ہو گیا۔ اس کا ذہن جیسے ایکٹنٹ نمند سا ہو گیا تھا۔ یہ خبر ہی ایسی تھی کہ جس نے اس کے اعصاب کو نمند کر دیا تھا۔

”ویلو سپر چیف“۔۔۔ چند لمحوں کی خاموشی کے بعد دوسری طرف سے کہا گیا تو لارڈ ولیم بے اختیار اچھل پڑا۔

”یہ۔ یہ۔ کیا یہ خبر درست ہے“۔۔۔ لارڈ ولیم نے بڑی مشکل سے اپنے آپ پر قابو پاتے ہوئے کہا۔

”نہیں سپر چیف۔ آپ کے حکم پر میں نے سپر ایکس ڈیرو مشین گرے کو بھجوائی تھی۔ مشین کا انتظام کرنے کے بعد میں نے گرے سے فون پر رابطہ کیا لیکن جب فون انٹرنڈ نہ کیا گیا تو میں نے کوشش فون پر رابطہ کیا لیکن کوشش فون بھی انٹرنڈ نہ کیا گیا تو میں بے حد حیران ہوا۔ پھر میں نے پاکیشیائی دارالحکومت میں موجود کارلس کو کال کر کے حکم دیا کہ وہ گرے اور اس کے ساتھیوں کے بارے میں معلومات حاصل کرے اور مجھے بتائے کہ گرے فون کیوں انٹرنڈ نہیں کر رہا۔ پھر کارلس کا فون آیا کہ گرے اور اس کے پانچوں ساتھیوں کو ان کی رہائش گاہ پر گولیاں مار کر ہلاک کر دیا گیا ہے اور لاشیں پولیس کے ہیڈ آفس میں موجود ہیں۔ اس نے خود وہاں جا کر تصدیق کی ہے۔ گرے اور اس کے پانچوں ساتھی سیکنڈ میک اپ میں تھے جنہیں کارلس بچاتا ہے۔ اس پر میں نے کارلس سے اس بارے میں مزید انکوائری کرنے کا کہا تاکہ معلوم ہو سکے کہ اصل واقعات کیسے پیش آئے ہیں پھر آپ کو تفصیلی رپورٹ دی جا سکے۔ کارلس نے انکوائری کے بعد جو رپورٹ دی ہے اس کے مطابق پولیس کو صرف اتنا معلوم ہو سکا ہے کہ کوشی کا چھانک کھول



کر ایک لڑکی پیدل باہر گئی اور قریب ہی پارکنگ سے کار لے کر واپس کوشی میں چلی گئی اور پھر تھوڑی دیر بعد کار واپس چلی گئی اور پچانک بھی اس لڑکی نے ہی بند کیا۔ اس لڑکی کا جو حلیہ معلوم ہوا ہے اس نے مجھے حیران کر دیا ہے کیونکہ یہ حلیہ سو فیصد اس پاکیشیائی لڑکی فرسخہ کا ہے جس کو سالوں نے اس مشن میں استعمال کیا تھا۔ ہمفرے نے تفصیل سے رپورٹ دیتے ہوئے کہا۔

”فرسخہ۔ لیکن اس کا کراس ونگز سے کیا تعلق۔ اس کا تعلق تو سالوں سے تھا۔۔۔۔۔ سپر چیف نے کہا۔ وہ اب اپنے آپ کو مکمل طور پر سنبھال چکا تھا۔

”اگر آپ اجازت دیں تو اس لڑکی کو پکڑ کر اس سے معلومات حاصل کی جائیں۔۔۔۔۔ ہمفرے نے کہا۔

”ہاں۔ یہ بے حد اہم ہے۔ کراس ونگز کے ایکشن سیکشن کی اس طرح موت نے مجھے ہلا دیا ہے۔ اگر تم اس لڑکی کا ذکر نہ کرتے تو میں یہی سمجھتا کہ یہ کارروائی پاکیشیا سیکرٹ سروس کی ہو سکتی ہے۔۔۔۔۔ لارڈ ولیم نے کہا۔

”پاکیشیا سیکرٹ سروس کے لئے کام کرنے والے ایک آدمی علی عمران کے بارے میں گریٹ لیڈ سے ایک اہم اطلاع ملی ہے۔ اس نے ایک معلومات فروخت کرنے والی ایجنسی کے سربراہ اسکاٹ سے سالوں اور ہمارے بارے میں معلومات حاصل کی ہیں۔ ہمفرے نے کہا تو لارڈ ولیم ایک بار پھر اچھل پڑا۔

”کیسی معلومات اور تمہیں یہ اطلاع کیسے ملی ہے۔۔۔۔۔ لارڈ ولیم نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”اس معلومات فروخت کرنے والی ایجنسی میں ہمارا ایک آدمی کام کرتا ہے۔ اس نے نہ صرف رپورٹ دی ہے بلکہ اس نے اسکاٹ اور عمران کے درمیان ہونے والی گفتگو کا ٹیپ بھی بھجوا دیا ہے اور ٹیپ سے معلوم ہوا ہے کہ اسکاٹ نے نہ صرف ہمارے ہیڈ کوارٹر کے مقام کے بارے میں اطلاع دی ہے بلکہ ہماری لیبارٹری کے بارے میں بھی بتایا ہے کہ یہ لیبارٹری کارسکا میں ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ اس نے عمران کو یہ بھی بتایا کہ آپ کا محل کہاں ہے اور اس کا فون نمبر کیا ہے۔۔۔۔۔ ہمفرے نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”ویری بیڈ۔ یہ معلومات اس اسکاٹ کو کوئی اندر کا آدمی ہی دے سکتا ہے۔۔۔۔۔ لارڈ ولیم نے کہا۔

”یس سپر چیف۔ میرا بھی یہی خیال ہے اور میں اس آدمی کو ڈھونڈ نکالوں گا۔۔۔۔۔ ہمفرے نے جواب دیا۔

”اب یہ لوگ کارسکا لیبارٹری پر چڑھ دوڑیں گے اور گرے اور اس کا سیکشن ختم ہو گیا ہے۔ اب کیا کیا جائے۔۔۔۔۔ لارڈ ولیم نے انتہائی متکبرانہ لہجے میں کہا۔

”سپر چیف۔ سالوں کے پاس ایک سپر ایکشن گروپ ہے۔ پوری دنیا کے بہترین یہودی ایجنٹوں کو اس گروپ میں اکٹھا کیا گیا

ہے۔ اگر آپ اس گروپ کو کاسکا لیبارٹری کی حفاظت کا ٹارگٹ دے دیں تو یہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کو یقیناً لاشوں میں تبدیل کر دیں گے۔۔۔۔۔ ہمفرے نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”گڈ۔ ان لوگوں کے مقابلے کے لئے نظریاتی اور کنٹرولریت یافتہ لوگ ہی ہوتے چاہئیں تاکہ وہ یہودی کاز کے لئے کٹ مرین لیکن دشمن کو آگے نہ بڑھنے دیں۔ کراؤ بات میری ماسٹر بلاک سے۔۔۔۔۔ لارڈ ولیم نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور رکھ دیا۔

”دیری بیڈ۔ گرے اور اس کا پورا سیکشن ختم ہو گیا۔ یہ تو میرے تصور میں بھی نہ تھا کہ گرے اور اس کے ساتھی اس طرح احمق پاکیشیائیوں سے مار کھا جائیں گے۔۔۔۔۔ لارڈ ولیم نے رسیور رکھ کر بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ تھوڑی دیر بعد پھر فون کی گھنٹی بج اٹھی تو لارڈ ولیم نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

”لیس۔۔۔۔۔ لارڈ ولیم نے کہا۔

”ہمفرے بول رہا ہوں سپر چیف۔۔۔۔۔ دوسری طرف سے ہیڈ کوارٹر انچارج ہمفرے کی آواز سنائی دی۔

”لیس۔ کوئی نئی بات۔۔۔۔۔ لارڈ ہمفرے نے کہا۔

”ماسٹر بلاک لائن پر ہے جناب۔۔۔۔۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔

”کراؤ بات۔۔۔۔۔ لارڈ ولیم نے کہا۔

”ہیلو سپر چیف۔ میں ماسٹر بلاک بول رہا ہوں۔۔۔۔۔ دوسری طرف سے ایک ہچکناہی آواز سنائی دی۔

”ماسٹر بلاک ہمارا ایکشن سیکشن گرے سمیت احمق پاکیشیائیوں کے ہاتھوں ہلاک ہو گیا ہے اور اس کے ساتھ ہی پاکیشیا سیکرٹ سروس کے لئے کام کرنے والے انتہائی خطرناک ایجنٹ نے یہ بھی معلوم کر لیا ہے کہ ہماری لیبارٹری کامکا میں ہے اور اب وہ کامکا میں اس لیبارٹری کو تباہ کرنے پر حمل چائیں گے اور یہ لیبارٹری اگر تباہ ہو گئی تو پوری دنیا کے یہودیوں کی کمر ٹوٹ جائے گی۔ گزشتہ آٹھ سالوں سے اس لیبارٹری میں جس آلے پر کام ہو رہا ہے اس پر پوری دنیا کے یہودیوں کی نہ صرف کثیر رقم لگی ہوئی ہے بلکہ اس لیبارٹری کی جاعی سے یہودیوں کا یہ خواب کہ وہ پوری دنیا پر حکومت کریں گے ٹوٹ کر رہ جائے گا۔ مجھے بتایا گیا ہے کہ سالوں کے پاس ایک سپر ایکشن گروپ ہے جو پوری دنیا کے بہترین یہودی ایجنٹوں پر مشتمل ہے۔ کیا واقعی ایسا ہے۔۔۔۔۔ لارڈ ولیم نے مسلسل بولتے ہوئے کہا۔

”لیس سپر چیف۔ لیکن ہم نے اس سیکشن کو نہ صرف انتہائی خفیہ رکھا ہوا ہے بلکہ ہم اسے صرف یہودی کاز کے لئے انتہائی اہم ترین موقع پر ہی استعمال کرتے ہیں۔۔۔۔۔ ماسٹر بلاک نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”اس سے زیادہ اہم موقع اور کیا ہو سکتا ہے کہ لیبارٹری داؤ پر

لگ چکی ہے۔۔۔۔۔ لارڈ ولیم نے غصیلے لہجے میں کہا۔

”لیس سپر چیف۔ آپ کی بات درست ہے۔ آپ حکم فرمائیں۔۔۔۔۔ ماسٹر بلاک نے کہا۔

”اس سپر ایکشن گروپ کا چیف کون ہے اور اس گروپ میں کتنے ممبرز ہیں۔۔۔۔۔ لارڈ ولیم نے پوچھا۔

”چیف کا نام ڈان ہے اور اس گروپ میں ڈان سمیت آٹھ ممبران ہیں جن میں چار لڑکیاں ہیں۔۔۔۔۔ ماسٹر بلاک نے جواب دیا۔

”میں ان دنوں مینشن میں ہوں۔ تم ڈان کو میرے پاس بھجوا دو تاکہ میں اسے مشن کے بارے میں تفصیل بتا سکوں۔۔۔۔۔ لارڈ ولیم نے کہا۔

”لیس سپر چیف۔ میں ڈان کو کال کرتا ہوں۔ پھر آپ کو اطلاع دے دوں گا۔۔۔۔۔ دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو لارڈ نے رسیور رکھ دیا۔ پھر تقریباً ایک گھنٹے بعد فون کی کھنٹی دوبارہ بج اٹھی تو اس نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

”لیس۔ لارڈ ولیم بول رہا ہوں۔۔۔۔۔ لارڈ ولیم نے اپنے مخصوص لہجے میں کہا۔

”ماسٹر بلاک بول رہا ہوں سپر چیف۔ ڈان گریٹ لینڈ سے باہر ہے۔ میں نے اسے کال کر لیا ہے۔ وہ کل یہاں پہنچے گا تو آپ کی خدمت میں حاضر ہو جائے گا۔۔۔۔۔ ماسٹر بلاک نے کہا۔

”تمہارے پاس سپر ایکشن گروپ کی فائل تو ہو گی۔۔۔۔۔ لارڈ ولیم نے کہا۔

”لیس سپر چیف۔۔۔۔۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔

”وہ فائل میرے پاس بھجوا دو تاکہ میں اسے دیکھ کر اندازہ لگا سکوں کہ سالوس سپر ایکشن گروپ واقعی اس فائل ہے یا نہیں کہ کراس ونگز کے لئے کام کر سکے ورنہ میں کسی دوسری ایجنسی سے بات کروں۔۔۔۔۔ لارڈ ولیم نے کہا۔

”میں فائل بھجوا دیتا ہوں سپر چیف۔۔۔۔۔ دوسری طرف سے کہا گیا تو لارڈ ولیم نے رسیور رکھ دیا۔



لے قد اور ورزشی جسم کا مالک ڈان نہ صرف خاصا وجہ تھا بلکہ اس کے مخصوص خدو خال، سنہرے بالوں اور سبز آنکھوں کی وجہ سے وہ قدیم یونانی دیو مالائی کردار دکھائی دیتا تھا۔ وہ اس وقت آئرلینڈ کے ایک ہوٹل کے کمرے میں موجود تھا۔ وہ ایک مشن کے سلسلے میں یہاں آیا تھا اور اس کا مشن مکمل ہو چکا تھا۔ اس کی ساتھی لڑکی اور دوست ڈورا دوسرے مشن کی تکمیل کے لئے گئی ہوئی تھی اور اس کی واپسی پر وہ مکمل طور پر قادر ہو جاتے اس لئے وہ آج رات کسی اچھے سے فکشن میں گزارنا چاہتا تھا۔ وہ بیضا اسی فکشن کے بارے میں سوچ رہا تھا کہ میز پر پڑے ہوئے فون کی تھکنی بج اُچی تو اس نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

”ہیس“..... ڈان نے کہا۔

”گریٹ لینڈ سے آپ کے لئے کال ہے“..... دوسری طرف

سے ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

”کراؤ بات“..... ڈان نے چونک کر کہا۔

”ہیلو“..... چند لمحوں بعد ایک بچکانہ سی آواز سنائی دی تو وہ سمجھ گیا کہ یہ سالوس کا چیف ماسٹر بلاک بول رہا ہے۔

”ہیس ماسٹر۔ میں ڈان بول رہا ہوں“..... ڈان نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

”پیش فون آن کرؤ“..... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو ڈان کے چہرے پر یکفخت انتہائی سنجیدگی ابھر آئی کیونکہ پیش فون کا مطلب تھا کہ ماسٹر بلاک کوئی ایسی بات کرنا چاہتا ہے جو انتہائی خفیہ ہے۔ پیش فون پر ہونے والی بات چیت نہ کسی بھی طرح سنی جاسکتی تھی اور نہ اسے شپ کیا جاسکتا تھا اس لئے پیش فون انتہائی خفیہ اور اہم بات چیت کے لئے استعمال ہوتا تھا۔ رسیور رکھ کر وہ تیزی سے اٹھا اور ایک الماری کی طرف بڑھ گیا جس کے نچلے خانے میں اس کا بیگ موجود تھا۔ اس نے بیگ کے خفیہ خانے سے ایک چھوٹے سائز کا ریموٹ کنٹرول نما فون نکالا اور پھر وہ واپس مڑا ہی تھا کہ دروازہ کھلا اور خوبصورت ڈورا مسکراتی ہوئی اندر داخل ہوئی۔

”دروازہ لاک کر دو ڈورا اور پیش سائڈ پر فون مٹن بھی آن کر

دو“..... ڈان نے کرسی پر بیٹھتے ہوئے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا تو

ڈورا بے اختیار چونک پڑی۔ پھر جب اس نے ڈان کے ہاتھ میں

پیش فون دیکھا تو اس نے اس انداز میں سر ہلایا جیسے وہ بات کی تہہ تک پہنچ گئی ہو۔ اس نے مڑ کر نہ صرف دروازہ لاک کر دیا بلکہ سوئچ بورڈ کے نیچے موجود ایک سرخ رنگ کا بٹن بھی پریس کر دیا۔ اب اس کمرے سے کوئی آواز کسی صورت باہر نہ جاسکتی تھی اور باہر سے کسی بھی سائنسی ڈیوائس کے ذریعے بھی کمرے کے اندر ہونے والی گفتگو نہ سنی جاسکتی تھی۔ ڈان نے کرسی پر بیٹھ کر فون کا ایک بٹن پریس کیا اور پھر فون کو میز پر رکھ دیا۔ ڈورا بھی خاموشی سے ساتھ والی کرسی پر بیٹھ گئی۔

”کیا رہا؟“..... ڈان نے ڈورا کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

”آل از اوکے“..... ڈورا نے جواب دیا تو ڈان نے اطمینان بھرے انداز میں سر ہلادیا۔ اسی لمحے فون میں سے ہلکی سی سیٹی کی آواز سنائی دی تو ڈان نے ہاتھ بڑھا کر یکے بعد دیگرے دو بٹن پریس کر دیئے۔

”ہیلو ماسٹر بلاک سیکیٹنگ“..... فون سے ماسٹر بلاک کی آواز سنائی دی۔

”نیں چیف۔ میں ڈان بول رہا ہوں۔ میرے ساتھ ڈورا بھی موجود ہے“..... ڈان نے متوجہانہ لہجے میں کہا۔

”تم پاکیشیا سیکرٹ سروس اور اس کے خاص ایجنٹ علی عمران کے بارے میں کچھ جانتے ہو؟“..... ماسٹر بلاک نے کہا تو ڈان کے چہرے پر مسکراہٹ پھیل گئی۔

”بہت اچھی طرح جانتا ہوں اور مجھے یہ بھی معلوم ہے کہ سالوس ان دنوں پاکیشیا میں کارروائی کر رہی ہے۔ کیا کوئی مسئلہ گیا ہے؟“..... ڈان نے کہا۔

”سالوس کو یہ کام کراس ونگز نے دیا تھا لیکن ابھی ہم ابتدائی مرحلے میں تھے کہ کراس ونگز کے پیر چیف لارڈ ولیم نے یہ کہہ کر معاملات کو اپنے ہاتھ میں لے لیا کہ ہماری رفتار سست ہے جبکہ انہیں مطلوبہ فائل فوری چاہئے۔ چنانچہ ہم نے اپنی کارروائی بند کر دی۔ لارڈ ولیم نے کراس ونگز کے ایکشن سیکشن کو گھرے کی سرکردگی میں مشن کی تکمیل کے لئے پاکیشیا بھجوا دیا۔ پھر اطلاع ملی کہ گھرے نے کامیابی حاصل کر لی ہے لیکن اس کے بعد حالات یکسر بدل گئے۔ جو فائل گھرے نے حاصل کی تھی وہ واپس اپنے ٹھکانے پر پہنچ گئی اور گھرے کو اس کے پورے سیکشن سمیت ایک گولی میں گولیوں سے اڑا دیا گیا“..... ماسٹر بلاک نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”گھرے ہلاک ہو گیا ہے۔ ویری ہیڈ۔ وہ میرا بہترین دوست تھا اور وہ تو بے حد تیز طرار اور ذہین آدمی تھا۔ حیرت ہے کہ وہ اپنے آدمیوں سمیت آسانی سے مار کھا گیا“..... ڈان نے اپنے لہجے میں کہا جیسے اسے گھرے کی موت پر یقین نہ آ رہا ہو۔

”بہر حال اس سیکشن کے خاتمے کے بعد یہ اطلاع ملی ہے کہ علی عمران نے گریٹ لینڈ کی ایک معلومات فروخت کرنے والی انجینی سے یہ معلوم کر لیا ہے کہ کراس ونگز کی اہم ترین لیبارٹری کاسکا میں

ہے۔ گو یہ لیبارٹری بے حد خفیہ ہے لیکن پاکیشیا سیکرٹ سروس کے بارے میں سب جانتے ہیں کہ وہ لوگ بھوت ہیں جس کے پیچھے پڑ جائیں اسے پاتال میں بھی نہیں چھوڑتے اور کوئی عام انجینی ان کا مقابلہ بھی نہیں کر سکتی اس لئے سپر چیف نے ایک ہار پھر سالوں کی خدمات حاصل کرنے کا فیصلہ کیا ہے اور کہا ہے کہ سالوں کا سپر ایکشن گروپ پاکیشیا سیکرٹ سروس کا کاسکا میں خاتمہ کر دے۔ کیا تم اس کام کے لئے تیار ہو؟“ ماسٹر بلاک نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

”چیف۔ ہمارے تیار نہ ہونے کی کوئی وجہ ہی نہیں ہے۔ میری تو طویل عرصے سے خواہش تھی کہ مسلمانوں کے اس گروپ کا خاتمہ کیا جاسکے۔ اس گروپ نے نہ صرف گریٹ لینڈ اور اسرائیل کو بے حد نقصان پہنچایا ہے بلکہ پوری دنیا کے یہودیوں کی بے شمار تنظیموں کا خاتمہ بھی کر دیا ہے۔ میں تو صرف سالوں کے خفیہ پن کی وجہ سے خاموش تھا ورنہ میں اب تک ان کے مقابلے پر آچکا ہوتا اور اب جس لیبارٹری کے بارے میں آپ ذکر کر رہے ہیں وہ یقیناً پوری دنیا کے یہودیوں کی انتہائی اہم لیبارٹری ہوگی اس لئے اس کی حفاظت ہمارا اولین فریضہ ہے اور چیف پاکیشیا سیکرٹ سروس جنوں اور بھوتوں پر مشتمل نہیں ہے۔ عام انسانوں پر مشتمل ہے۔ صرف ان کے ساتھ مقابلے کے لئے ان سے زیادہ ذہانت کی ضرورت ہے اور پھر آپ جانتے ہیں کہ میں نے کاسکا میں ایک

طویل عرصہ گزارا ہے اس لئے کاسکا کا نہ صرف چپہ میرا دیکھا بھالا ہے بلکہ کاسکا کی بے شمار تحفیں اور گروپ بھی مجھے جانتے ہیں اس لئے آپ بے فکر رہیں۔ آپ کی اس کال نے میری دیرینہ خواہش پوری کر دی ہے۔ آپ حکم دیں ہم نے کب روانہ ہونا ہے۔ ڈان نے بڑے جذباتی سے لہجے میں کہا تو ساتھ بیٹھی ہوئی ڈورا اسے حیرت سے دیکھنے لگی کیونکہ وہ اس وقت جس انداز کی جذباتی باتیں کر رہا تھا ایسی باتوں کا وہ عادی نہ تھا۔ وہ انتہائی حقیقت پسند اور سنجیدہ فطرت کا مالک تھا لیکن آج وہی ڈان بچوں جیسی جذباتی باتیں کر رہا تھا اس لئے اسے حیرت ہو رہی تھی۔

”اوکے۔ تم اب واپس آ جاؤ۔ تم نے لارڈ ولیم سے ملاقات کرنی ہے تاکہ ان کی تسلی کرا سکو۔ وہ بے حد مضطرب ہیں۔“ ماسٹر بلاک نے کہا۔

”ایسا ہونا بھی چاہئے چیف۔ گرے اور اس کے پورے سیکشن کی موت نے انہیں ہلا کر رکھ دیا ہوگا۔ بہر حال میں انہیں مطمئن کر دوں گا اور کل کی فلائٹ پر ہماری سیمیں کنفرم ہو چکی ہیں“ ڈان نے کہا۔

”اوکے“..... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا اور ساتھ ہی سیٹی کی بجلی سی آواز سنائی دی تو ڈان نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا اور اس نے یکے بعد دیگرے میٹشل فون کے دو بٹن پریس کر دیئے اور پھر فون اٹھا کر وہ کرسی



سے اٹھا اور الماری کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے الماری کھول کر الماری کے نچلے خانے میں موجود ایک بیک کے خفیہ خانے میں فون کو رکھا اور پھر الماری بند کرے وہ سائیڈ ریک کی طرف بڑھ گیا جہاں شراب کی چند بوتلیں اور ان کے ساتھ گلاس رکھے ہوئے تھے۔ اس نے شراب کی ایک بوتل اور دو گلاس اٹھائے اور انہیں لا کر میز پر رکھ دیا۔ ڈورا ابھی تک حیرت اور بے چینی سے اسے دیکھ رہی تھی جیسے کوئی انہونی ہو رہی ہو اور تھا بھی ایسے ہی۔ ڈان نے کبھی خود اٹھ کر شراب نہ اٹھائی تھی۔ وہ ہمیشہ یہ کام ڈورا سے لیتا تھا کیونکہ ڈورا گو اس کی بیوی نہ تھی لیکن وہ رچے بالکل اسی طرح تھے جیسے میاں بیوی ہوں اور چونکہ یہ یورپ کی معاشرت میں کوئی برائی نہ لگتی جاتی تھی اس لئے کسی کو اس پر اعتراض نہ ہوتا تھا۔

”کیا تم پریشان ہو ڈان“..... ڈورا سے چپ نہ رہا گیا تو وہ بول پڑی۔

”پریشان کیوں۔ یہ بات تم نے کیوں کی ہے“..... ڈان نے چونک کر اور قدرے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”تمہارا اس طرح شراب اٹھا کر یہاں لانا اور پھر خود ہی گلاسوں میں شراب ڈال کر ایک گلاس مجھے دینا اور اپنا گلاس بغیر سانس لئے حلق سے اتار لینا یہ سب کچھ بتا رہا ہے کہ تم پریشان ہو“..... ڈورا نے منہ بناتے ہوئے کہا تو ڈان بے اختیار ہنس پڑا۔

”اگر تم اسے میری پریشانی سمجھ رہی ہو تو تمہاری مرضی۔ ویسے

میں اسے جذباتی پن سمجھتا ہوں۔ بڑے طویل عرصے بعد میری دلی خواہش پوری ہو رہی ہے“..... ڈان نے کہا۔

”یہ پاکیشیا سیکرٹ سروس سے نکراؤ کی خواہش یا کوئی اور خواہش ہے“..... ڈورا نے کہا۔

”ہاں سیکرٹ۔ پاکیشیا سیکرٹ سروس کا تو بس نام ہی ہے۔ اصل اور بنیادی شخص علی عمران ہے۔ تم اسے معصوم بھیڑیا کہہ سکتی ہو“۔ ڈان نے کہا۔

”تم اسے اتنی تفصیل سے کیسے جانتے ہو۔ کیا تمہارا اس سے نکراؤ ہو چکا ہے“..... ڈورا نے کہا۔

”ہاں۔ ایک بار بڑا بھرپور نکراؤ ہو چکا ہے لیکن اس وقت ہم دونوں ایک ہی تنظیم میں تھے۔ میرا مطلب ہے کہ ان دنوں میں کانڈا کی ایک سرکاری تنظیم ریڈ وولف کا چیف ایجنٹ تھا اور ایک بین الاقوامی مجرم تنظیم جو کہ پوری دنیا پر قبضہ کرنا چاہتی تھی اس کے مقابلے کے لئے اقوام متحدہ کے تحت ایک تنظیم بنائی گئی تھی جس میں کانڈا کی طرف سے میں شامل ہوا تھا جبکہ پاکیشیا کی طرف سے عمران اور جاتی ہو کہ انجام کیا ہوا“..... ڈان نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”کیا ہوا تھا“..... ڈورا نے چونک کر حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”سارا کام میں نے کیا لیکن اس عمران نے مجھے احمق بنا کر

تمام کریڈٹ خود لے لیا اور میں اس کا منہ دیکھتا رہ گیا۔ اس نے سارا کام ہی اس انداز میں کیا تھا کہ میں کسی کو کچھ کہہ ہی نہ سکا تھا۔ سب کچھ اس کی پلاننگ کے عین مطابق ہوا اور نتیجہ یہ کہ وہ بیرو بن گیا اور میں ذیرو اور جب میں نے اس سے دبے لفظوں میں احتجاج کیا تو پتہ ہے اس نے کیا جواب دیا۔۔۔۔۔ ڈان نے کہا۔

”کیا کہا۔۔۔۔۔ ڈورا نے اسی طرح حیرت بھرے لہجے میں کہا۔  
 ”اس نے مجھے کہا کہ سیکرٹ اسٹجی کے ساتھ ساتھ کچھ فڈکاری بھی سیکھ لو۔۔۔۔۔ ڈان نے کہا تو ڈورا بے اختیار ہنس پڑی۔  
 ”بات تو اس نے ٹھیک کہی تھی۔۔۔۔۔ ڈورا نے ہنستے ہوئے کہا۔  
 ”اسی وقت میں نے دل ہی دل میں قسم کھائی تھی کہ اس سے بھرپور انتقام لوں گا اور اب بڑے طویل عرصے بعد مجھے اس کا موقع مل رہا ہے۔۔۔۔۔ ڈان نے کہا۔  
 ”تم نے اسے معصوم بھیڑیا کہا ہے۔ اس کا کیا مطلب ہوا۔۔۔۔۔ ڈورا نے کہا تو ڈان بے اختیار ہنس پڑا۔

”مجھے یقین ہے کہ جب تم اس سے ملو گی تو اس کی وجہ سے مجھ سے لڑنا شروع کر دو گی۔ وہ بظاہر بے حد معصوم اور شوخ گفتگو کرنے والا نوجوان ہے۔ یوں لگتا ہے جیسے اسے دنیا کی ہوا بھی نہیں لگی۔ وہ امتقاند انداز میں کام کرتا ہے لیکن جب اس کے کام کے نتائج سامنے آتے ہیں تو پتہ چلا ہے کہ باقی سب احمق ہیں۔

صرف وہ عقل مند ہے۔۔۔۔۔ ڈان نے جواب دیا۔

”تم نے تو میرا اشتیاق بڑھا دیا ہے۔ اب تو میں اس سے ضرور ملوں گی۔۔۔۔۔ ڈورا نے کہا۔  
 ”تم فکر مت کرو۔ بڑی بھرپور ملاقات ہو گی تمہاری اس سے۔۔۔۔۔ ڈان نے کہا۔

”کیوں۔ کیا تم اسے ہلاک نہیں کرو گے۔۔۔۔۔ ڈورا نے کہا۔  
 ”میری تو پوری کوشش ہو گی کہ اسے ایک لمبے کی بھی مہلت نہ دوں لیکن اب کیا کیا جائے کہ وہ اتنی آسانی سے ہلاک ہونے والوں میں سے نہیں ہے۔ بہر حال اب یہ بات طے شدہ سمجھو کہ چاہے کچھ بھی کیوں نہ ہو اسے بہر حال ہلاک میرے ہاتھوں ہی ہونا ہے۔۔۔۔۔ ڈان نے کہا۔

”جسمیں معلوم ہے کہ کارسکا میں وہ لیبارٹری کہاں ہے جسے تباہ کرنے کا مشن لے کر عمران اور اس کے ساتھی آ رہے ہیں۔۔۔۔۔ ڈورا نے اچانک کہا تو ڈان بے اختیار چونک پڑا۔

”نہیں۔ لیکن تم کیوں پوچھ رہی ہو۔۔۔۔۔ ڈان نے کہا۔  
 ”کارسکا بہت بڑا علاقہ ہے اور ان لوگوں کا ٹارگٹ اگر لیبارٹری ہے تو وہ لوگ بہر حال وہیں پہنچیں گے اس لئے ہمیں اس لیبارٹری کے گرد ہی ان کا گھیراؤ کرنا ہو گا۔۔۔۔۔ ڈورا نے کہا۔  
 ”اس لیبارٹری کے بارے میں کسی کو بھی نہیں معلوم تو انہیں کیسے معلوم ہو جائے گا۔۔۔۔۔ ڈان نے کہا۔

”میرا خیال ہے کہ تم نے ضرورت سے زیادہ شراب پی لی ہے۔ لیبارٹری کسی خزانہ کا پاس تو نہیں کہ اسے کسی غار میں دفن کر کے اوپر سے بند کر دیا جائے اور کسی کو اس بارے میں علم نہ ہو سکے۔ لیبارٹری میں انسان رہتے ہوں گے۔ ان کی ضروریات ہوں گی۔ لوگ شہر آتے جاتے ہوں گے“..... ڈورا نے کہا تو ڈان نے ایک طویل سانس لیا۔

”تم واقعی بے حد ذہین ہو ڈورا۔ یہ بات ذہن میں رکھ کر یہ لوگ کاسکا پہنچنے سے پہلے اس لیبارٹری کا نہ صرف محل وقوع معلوم کر چکے ہوں گے بلکہ ہو سکتا ہے کہ اس کے حفاظتی نظام کے بارے میں بھی ان کے پاس پوری تفصیلات موجود ہوں“..... ڈان نے کہا۔

”یہ کیسے ممکن ہے۔ تم اب انتہا پسند ہو گئے ہو۔ کبھی ایک انتہاء پر پہنچ جاتے ہو اور کبھی دوسری انتہاء پر“..... ڈورا نے کہا۔

”یہ بات ابھی تمہاری سمجھ میں نہیں آئے گی ڈورا۔ یہ لوگ اسی طرح کام کرتے ہیں اور دوسری اہم بات یہ کہ چاہے کچھ بھی کیوں نہ ہو ان کی نظریں اپنے ٹارگٹ پر رہتی ہیں اور تیسری بات یہ کہ یہ لوگ بجلی کی سی رفتار سے کام کرتے ہیں اور ایک لمحہ ضائع کئے بغیر“..... ڈان نے کہا۔

”مگر تمہیں لیبارٹری کے بارے میں معلوم نہ ہو اور انہیں معلوم ہو گیا تو پھر کیا ہو گا“..... ڈورا نے منہ ہلاتے ہوئے کہا۔

”میں لارڈ ونیم سے معلوم کر لوں گا اور میں وہاں ایسا جال پھیلاؤں گا کہ وہ پکے ہوئے پھلوں کی طرح ہمارے جال میں آ گریں گے“..... ڈان نے با اعتماد لہجے میں کہا۔

”میرا خیال ہے کہ تم لارڈ سے ملو جبکہ میں سیکشن کو لے کر کاسکا چلی جاتی ہوں۔ ہم وہاں نگرانی کریں گے۔ خاص طور پر کاسکا میں داخل ہونے والے راستوں کی۔ لامحالہ مشکوک لوگ سامنے آ جائیں گے“..... ڈورا نے کہا۔

”یہ لوگ میک اپ کے ماہر ہیں اور ضروری نہیں کہ وہ گروپ کی صورت میں آئیں اور پھر وہ عام مجرم نہیں ہیں کہ نگرانی کرتے ہوئے تم انہیں پکڑ لو“..... ڈان نے کہا۔

”تو پھر تم کیا کرو گے“..... ڈورا نے کہا۔

”میں لارڈ صاحب سے کہوں گا کہ وہ مجھے کلر ٹرینک مشین دے دیں۔ پھر وہ میری نظروں سے نہیں بچ سکیں گے“..... ڈان نے کہا۔

”کلر ٹرینک مشین۔ کیا مطلب“..... ڈورا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”کراس ونڈر انتہائی جدید ترین آلات استعمال کرتی ہے لارڈ صاحب دنیا بھر سے ایسے آلات منگواتے رہتے ہیں۔ مجھے ایک بار گرے نے بتایا تھا کہ اس نے ایک بار کلر ٹرینک مشین استعمال کر کے چند منٹوں میں ایک مجرم کو پکڑ لیا تھا۔ میرے پچھلے



ہے اس نے بتا دیا کہ یہ محرم کٹپالی تھا۔ کٹپالی غبار کی کھال کا رنگ سم سے لکھ دیتا ہے اس نے چاہے وہ کوئی بھی رنگ اپ کر لیں اس میں سے لکھے جانے اور نگر نہ آنے والی روح خدا کی کھال کے اصل رنگ کو لیں کر لیتی ہے اور ہر سر پر ہے یہ رنگ اپنی اصل محل میں لیں وہ ہاتھ ہیں اور یہ رنگ بھی کٹپالی ہیں اس نے مگر ایک شخص سے دریافت لیں وہ جانیں گے بلکہ یہ بھی معلوم ہو جائے گا کہ وہ کہاں سے ہیں اور اس کی سوجھ بوجھ کیا ہے۔۔۔ اس نے مسئلہ بٹلے جوتے کہا۔

”مگر تو مسئلہ ہی کوئی نہیں ہے۔ یہ کام تو تمہاری نکلنے سے بھی زیادہ آسان ہو گا۔۔۔“ ادا نے حریفانے جوتے کہا تو اس نے ہاتھ پر ہنس چلا۔

”اس کے بارے میں کیا دیکھا دیتا ہے۔۔۔“ اس نے کہا تو ادا نے اس غریب مرد کا ہاتھ چھو لیا وہ بھی ہو کر اس کے ساتھ اب تک غائب کر رہا تھا۔

غریب دھنل حریف کے آپا پاپہ دم میں دھنل دھا تو جیک ادا اپنی جان کے مطابق اصرار کر کھڑا ہو گیا۔

”سورے کیا ہو کر کیا کری میں کبھی اصرار آئے ہیں۔۔۔ غریب نے بے ساختہ لپے میں کہا تو جیک ادا نے ہاتھ پر ہنس چلا۔

”یہ کرسی کی ہی کھال سے ہے۔“ جیک ادا نے جوتے جوتے کہا۔

”او۔۔۔ دھنل حریف میں جوتے جوتے کر اب دھنل تم دیکھ رہے ہو۔۔۔ اس کا مطلب ہے کہ ہم کا دھنل اڑ دیتا ہے۔۔۔“ جیک ادا نے غور کرنا کہ دیا تھا کہ ہم کا کوئی اڑ نہیں دیتا کہ اگر گلاب کا ہم گلاب نہ دیتا تو کیا اس کی خواہش تم ہو جاتی۔ دیکھو اگر دھنل حریف کا ہم دھنل حریف دیتا ہے۔“ غریب نے کہا اور اپنی خصوصیت کری بٹلے کہا۔

”تب اس کرسی پر میری بجائے آپ بیٹھے ہوتے“..... بلیک زیرو نے جواب دیا تو عمران اپنی عادت کے برخلاف بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑا۔

”بہت خوب۔ اب واقعی تمہیں دانشور تسلیم کرنا پڑے گا۔ کاغذات کا کیا ہوا۔ تیار ہو گئے ہیں“..... عمران نے پوچھا۔

”جی ہاں۔ وہ میں نے سلیمان کو بھجوا دیئے تھے۔ آپ فلیٹ پر نہیں گئے“..... بلیک زیرو نے کہا۔

”نہیں۔ میں کوشش کر رہا ہوں کہ کاسکا کے کسی رہائشی کو تلاش کر کے اس سے تفصیلی بات ہو جائے لیکن ایسا کوئی آدمی نہیں مل سکا اس لئے اب کتابی باتوں پر ہی انحصار کرنا پڑے گا“..... عمران نے جواب دیا۔

”مگرے اور اس کے ساتھیوں کی لاشوں کا کیا ہوا“..... بلیک زیرو نے کہا۔

”کیا ہونا تھا۔ میں نے ان کے کاغذات میں دیئے ہوئے ایڈریسوں پر رابطہ کیا تھا لیکن وہ ایڈریس جعلی تھے اس لئے گریٹ لینڈ کے سفارت خانے سے رابطہ کر کے ان کی لاشیں سفارت خانے کے حوالے کر دی گئیں۔ انہوں نے انہیں گریٹ لینڈ بھجوا دیا“..... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”تب تو کراس ونگز کو ان کی موت کا طم ہو گیا ہو گا اور ہو سکتا ہے کہ ان کی طرف سے کوئی خاص رد عمل ہو“..... بلیک زیرو نے

کہا۔

”ارے ہاں۔ تمہاری بات درست ہے۔ مجھے ایک بار پھر اسکاٹ سے بات کرنی ہو گی۔ یقیناً ہمارے اقدام کی وجہ سے ہمارے خلاف کوئی رد عمل ہوا ہو گا“..... عمران نے کہا اور ہاتھ بڑھا کر اس نے فون کا ریسیور اٹھایا اور نمبر پر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

”اسکاٹ بول رہا ہوں“..... رابطہ قائم ہوتے ہی اسکاٹ کی آواز سنائی دی۔

”علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) بول رہا ہوں۔“ عمران نے اپنے مخصوص لہجے میں کہا۔

”عمران صاحب۔ آپ کا کوئی رابطہ نمبر میرے پاس نہیں تھا ورنہ میں آپ سے خود رابطہ کرتا کیونکہ ایک اہم اطلاع آپ کو دینی تھی“..... دوسری طرف سے اسکاٹ نے کہا تو عمران کے ساتھ ساتھ سامنے بیٹھا ہوا بلیک زیرو بھی بے اختیار چونک پڑا۔

”کون سی اطلاع“..... عمران نے پوچھا۔

”عمران صاحب۔ مجھے اطلاع ملی ہے کہ میری سردی میں ایک آدمی نے کراس ونگز کے ہیڈ کوارٹر کو اطلاع دی ہے کہ میں نے آپ کو کراس ونگز کے سپر چیف لارڈ ولیم اور کاسکا لیبارٹری کے بارے میں معلومات دی ہیں۔ یہ آدمی کراس ونگز کی طرف سے باقاعدہ میری تنظیم میں شامل کیا گیا تھا۔ چونکہ میں نے چیکنگ کا

بڑا موثر اور خفیہ نظام بنایا ہوا ہے اس لئے مجھے فوراً اس بارے میں اطلاع مل گئی اور میں نے اس آدمی کا خاتمہ کرا دیا۔۔۔۔۔ اسکاٹ نے تفصیل سے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”تمہارے خلاف تو کوئی کارروائی نہیں ہوئی۔۔۔۔۔ عمران نے پوچھا۔

”نہیں عمران صاحب۔ کراس وگلز تو کیا کوئی بھی ایجنسی میرے خلاف کسی کارروائی کی جرأت نہیں کر سکتی کیونکہ میں نے انتظامات ہی ایسے کئے ہوئے ہیں۔ ظاہر ہے میں نے تو ہر ایجنسی کے خلاف مواد فروخت کرنا ہوتا ہے۔۔۔۔۔ اسکاٹ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”اوکے۔ مجھے تمہاری بات من کر یہی فکر لاحق ہوئی تھی ورنہ جس طرح دوسروں کے بارے میں ہمیں اطلاعات ملتی رہتی ہیں اسی طرح دوسروں کو بھی حق ہے کہ وہ ہمارے بارے میں اطلاعات حاصل کر لیں۔۔۔۔۔ عمران نے ہنساتے ہوئے جواب دیا۔

”آپ واقعی بڑے حوصلہ مند ہیں عمران صاحب۔ بہر حال آپ نے واقعی میرے تصور سے زیادہ معاوضہ بھیج دیا تھا اس لئے میں آپ کے کہے بغیر آپ کو ایک انتہائی اہم ترین اطلاع دے رہا ہوں۔۔۔۔۔ اسکاٹ نے کہا۔

”اچھا۔ اتنی اہم اطلاع کہ تمہیں اس قدر طویل تمہید باندھنی پڑی ہے۔۔۔۔۔ عمران نے کہا تو دوسری طرف سے اسکاٹ بے اختیار ہنس

پڑا۔

”آپ دوسروں کے ذہن کو بھی پڑھ لیتے ہیں۔ بہر حال میں آپ کو یہ بتانا چاہتا ہوں کہ کراس وگلز کے سر چیف نے اپنے ایکشن گروپ کی ہلاکت کے بعد اب دوبارہ سالوں سے رجوع کیا ہے۔ سالوں کا ایک خفیہ ایکشن گروپ ہے جسے سپر ایکشن گروپ کہا جاتا ہے۔ اس گروپ میں پوری دنیا کے ٹاپ یہودی ایجنٹ جمع کئے گئے ہیں۔ یہ گروپ آٹھ افراد پر مشتمل ہے جن میں چار لڑکیاں ہیں۔ اس گروپ کا انچارج ڈان ہے جو کانڈا کا رہائشی ہے اور کانڈا کی سرکاری ایجنسی سے طویل عرصے تک منسلک رہا ہے۔ اس کی نائب ایک لڑکی ڈورا ہے۔ یہ دونوں میاں بیوی کی طرح رہتے ہیں لیکن انہوں نے شادی نہیں کی۔ ڈورا بے حد ڈین اور خطرناک لڑکی ہے۔ لڑکیوں کا گروپ براہ راست اس کے تحت ہے۔ کہا جاتا ہے کہ وہ ڈان سے بھی زیادہ خطرناک ہے۔ یہ گروپ کاسکا میں آپ کے خلاف کام کرے گا۔۔۔۔۔ اسکاٹ نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

”کیا اس گروپ کو معلوم ہے کہ لیبارٹری کہاں ہے۔۔۔۔۔ عمران نے پوچھا۔

”میرے خیال میں نہیں۔ البتہ کل ڈان کی ملاقات براہ راست لارڈ ولیم سے ہوئی ہے اس لئے ہو سکتا ہے کہ لارڈ ولیم نے اسے اس بارے میں بتا دیا ہو۔ البتہ ایک بات اور انتہائی اہم ہے کہ



ڈان نے لارڈ ولیم سے فرمائش کر کے ایک جدید مشین حاصل کی ہے جسے کلر ٹرینگ مشین کہا جاتا ہے۔ اسکاٹ نے کہا۔  
 ”کلر ٹرینگ مشین۔ کیا مطلب۔ کیا اسے کسی رنگ ساز نے ایجاد کیا ہے۔“ عمران نے کہا تو دوسری طرف سے اسکاٹ بے اختیار ہنس پڑا۔

”اس کا سائنسی نام تو کچھ اور ہو گا۔ عام طور پر اسے اسی نام سے پکارا جاتا ہے۔ اس مشین سے ایسی ریزنگ تکتی ہیں جو وسیع رینج میں تکمیل جاتی ہیں۔ یہ ریزنگ انسانی کھال کے اصل کلر کو ٹریس کر لیتی ہیں۔ مثلاً ایشیائی افراد کی کھال کا اصل رنگ کچھ اور ہو گا اور یورپی افراد کا کچھ اور۔ اس مشین کو اگر ایشیائی افراد کی کھال کو چیک کرنے کا ٹارگٹ دے دیا جائے تو ایشیائی آدمی چاہے کسی بھی میک میں ہو فوراً ٹریس کر لیا جائے گا اور نہ صرف ٹریس کر لیا جائے گا بلکہ اس کی اصل تصویر بھی مشین کی سکرین پر آ جائے گی اور جہاں وہ موجود ہو گا وہاں کا ٹریس بھی۔ یہ انتہائی مہنگی ریز ہیں اس لئے انہیں خاص خاص مواقع پر ہی استعمال کیا جاتا ہے۔“ اسکاٹ نے تفصیل سے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”تم جس طرح مشین کی تفصیل بنا رہے ہو اس سے تو لگتا ہے کہ یہ مشین تم نے خود ایجاد کی ہے۔“ عمران نے کہا تو دوسری طرف سے اسکاٹ ایک بار پھر ہنس پڑا۔  
 ”آپ واقعی معاملات کی تہہ تک پہنچ جاتے ہیں۔ مجھے یہ سب

کچھ ڈورا نے بتایا ہے۔“ اسکاٹ نے کہا تو عمران بے اختیار چومک پڑا۔  
 ”ڈورا نے۔ کس ڈورا نے۔ کیا وہی جو ڈان کی نائب ہے۔“ عمران نے حیرت بھرے لہجے میں پوچھا۔

”تمی ہاں۔ وہ میری منٹ نشے کی عادی ہے اور صحنے میں ایک بار خفیہ طور پر میرے پاس آ کر اس کا فل ڈور انجکشن لگواتی ہے۔ آپ کو تو معلوم ہے کہ میری منٹ نشہ دنیا کا طاقتور ترین، سب سے مہنگا اور سب سے خطرناک نشہ ہے اس لئے اسے رکھنا بھی انتہائی بڑا جرم ہے لیکن میں نے اس کے خصوصی انتظامات کئے ہوئے ہیں کیونکہ جو کچھ مجھے لاکھوں ڈالر خرچ کر کے معلوم نہیں ہو سکتا وہ اس کے ایک انجکشن سے ہی معلوم ہو جاتا ہے اور یہ ایسا نشہ ہے جس کے لئے آدمی اپنی جان بھی دے سکتا ہے۔ بہر حال ڈورا جب میرے پاس آئی تو اس نے بتایا کہ وہ اب کارسکا جا رہی ہے۔ وہاں سے نجانے کب واپسی ہو اس لئے میں اسے فل ڈور انجکشن لگوا دوں۔ کارسکا کا نام سن کر میں چومک پڑا اور پھر میں نے اپنے مخصوص انداز میں اس سے معلومات حاصل کیں تو یہ سب معلومات ملی ہیں۔“ اسکاٹ نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔  
 ”کیا کارسکا میں تمہارے پاس ہمارے لئے کوئی شپ ہے۔“ عمران نے کہا۔

”ہے تو سہی لیکن آپ اس مشین کا کیا کریں گے۔“ اسکاٹ

نے قدرے پریشان سے لہجے میں کہا۔

”تم فکر مت کرو۔ اب جبکہ تم نے بنا دیا ہے تو اس کا توڑ کر لیا جائے گا۔ ہاں اگر تم نہ بتاتے تو یقیناً یہ مشین ہمارے لئے مسئلہ بن جاتی۔“ عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ کاسکا میں ایک کلب ہے۔ شروم کلب۔ اس کے مالک اور جنرل منیجر کا نام براؤنر ہے۔ میں اسے فون کر دوں گا۔ وہ آپ سے ہر طرح کا تعاون کرے گا لیکن معاوضہ وہ اپنی مرضی کا لے گا۔ آپ اس پر بالکل اسی طرح اعتماد کر سکتے ہیں جس طرح مجھ پر کرتے ہیں۔“ اسکاٹ نے کہا۔

”براؤنر یہودی تو نہیں ہے۔“ عمران نے کہا۔

”نہیں عمران صاحب۔ وہ یہودی نہیں ہے اور نہ ہی اس کا یہودیوں سے کوئی تعلق ہے۔ البتہ آپ مجھے اپنا نیا نام بتا دیں تاکہ میں اسے فون کر کے وہ نام بتا دوں۔“ عمران نے کہا۔

”مانیکل۔“ عمران نے کہا۔

”آپ اسے مانیکل اسکاٹ نام بتائیں گے۔ اس طرح میرا حوالہ بھی ساتھ آنے سے وہ فوری سمجھ جائے گا۔“ اسکاٹ نے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ بے حد شکریہ۔ تمہارے اکاؤنٹ کی تفصیل میرے پاس موجود ہے اس لئے دوبارہ بتانے کی ضرورت نہیں۔ گلدبائی۔“ عمران نے کہا اور دسیور رکھ دیا۔

”عجیب مشین ہے۔ یہ ٹکر ٹرینگ مشین۔“ بلیک زیرو نے کہا۔

”ہاں۔ ویسے بھی یہ کراس وچر انتہائی جدید ترین آلات استعمال کرتی ہے۔ دانش منزل کے کیش نظام کو انہوں نے ایسی ہی مشین سے آف کر دیا تھا اور پھر کس طرح وہ سیدھے اسی ای جے فائل تک پہنچ گئے تھے۔ اسکاٹ نے بڑی اہم ترین باتیں بتائیں ہیں۔ تم اسے ایک لاکھ ڈالر مزید بچھاؤ۔“ عمران نے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ لیکن اس کا توڑ آپ کیا کریں گے۔“ بلیک زیرو نے کہا۔

”بے فکر رہو۔ دور جدید میں ایسی کریمیں ایجاد ہو چکی ہیں جو کھر کو گورا کر دینے کی صلاحیت رکھتی ہیں۔“ عمران نے کہا۔

”کیا اس سے اصل کھر بھی تبدیل ہو جاتا ہے۔“ بلیک زیرو نے کہا۔

”ہاں۔ بلکہ میں سوچ رہا ہوں کہ خواہ مخواہ تم سے ایک چھوٹے سے چپک کے لئے متیں کرتا رہتا ہوں۔ اگر اس کام کو چھوڑ کر گوری کرنے والی کریم فروخت کرنا شروع کر دوں تو پاکیشیا کی کروڑوں خواتین میری مستقل گاہک بن سکتی ہیں۔“ عمران نے جواب دیا تو بلیک زیرو بے اختیار کھٹکھٹا کر ہنس پڑا۔

کاسکا کی ایک رہائشی کالونی کی کوٹھی میں ڈان نے ہیڈ کوارٹر بنایا تھا۔ یہاں نہ صرف کلر ٹریڈنگ مشین نصب کی گئی تھی بلکہ ایسی مشین بھی نصب کی گئی تھی جو پورے کاسکا میں ہونے والی فون اور ٹرانسمیٹر کالوں کو چیک کرتی تھی۔ ڈان نے اس مشین میں کالز چیک کرنے کے لئے چار الفاظ فیڈ کئے تھے۔ علی عمران، پاکیشیا، پاکیشیا سیکرٹ سروس اور لیبارٹری۔ کسی بھی کال میں جیسے ہی ان میں سے کوئی لفظ استعمال ہوتا وہ کال مشین نہ صرف طبعہ کر دیتی بلکہ اسے خود بخود ڈیپ بھی کر لیتی۔ اس مشین میں یہ سہولت بھی موجود تھی کہ کال جہاں بھی کی جاتی اور جہاں سنی جاتی دونوں جگہوں کی فوری مارکنگ بھی ہو سکتی تھی۔ اس کے ساتھ ساتھ ڈان نے اپنے گروپ کے تمام اقراد کاسکا کے اہم اڈوں، ہوٹلوں اور گلیوں میں پھیلا دیئے تھے تاکہ کسی بھی مشکوک آدمی کو نہ صرف چیک کیا

7

جاسکے بلکہ اس کی نگرانی بھی کی جاسکے۔

ڈان نے اس کوٹھی کے ایک کمرے میں اپنا آفس بھی بنایا ہوا تھا۔ اس کوٹھی کی نگرانی بھی جدید ترین آلات سے کی جا رہی تھی۔ اس کے ساتھ ساتھ اس کوٹھی میں کسی اجنبی کے داخلے کو چیک کرنے اور آٹومیٹک انداز میں بے ہوش کرنے کے بھی سائنسی انتظامات موجود تھے۔ ڈان اور اس کے پورے گروپ کے پاس مستقل ایک چھوٹا سا آلہ رہتا تھا جس کی وجہ سے وہ چینگ سے ماورا ہو جاتے تھے۔ ان کے علاوہ کوئی بھی بغیر چینگ کے اندر داخل نہ ہو سکتا تھا اس لئے ڈان پوری طرح مطمئن تھا کہ وہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کو نہ صرف چیک کر لے گا بلکہ انہیں آسانی سے ہلاک بھی کر سکے گا۔

لارڈ ولیم سے اس کی بڑی طویل ملاقات ہوئی تھی اور لارڈ ولیم نے اس کی بے حد تعریف کی تھی کیونکہ اس نے سالوں کے چیف سے اس کی اور اس کے پورے گروپ کی فائل منگوا کر پڑھی تھی اس لئے وہ نہ صرف مطمئن تھے بلکہ انہوں نے ڈان سے وعدہ کیا تھا کہ اگر وہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کو ہلاک کر دینے میں کامیاب ہو گیا تو اسے پوری دنیا کے یہودیوں کا ہیرو قرار دے دیا جائے گا اور اسے اس قدر انعامات دیئے جائیں گے جن کا وہ تصور بھی نہیں کر سکتا۔

کلر ٹریڈنگ مشین بھی انہوں نے اسے دے دی تھی اور اس کے



سابقہ ساتھ اچھی چھوڑی ہوئی اسے دے دیا تھا۔ یہودیوں نے  
 یوہانہ کے بارے میں کچھ جانتے سے صاف انکار کر دیا تھا۔  
 انہوں نے یہودیوں کو بھی نہیں کہا تھا کہ انہوں نے اسے معلوم تھا کہ اس کا  
 انتقال کر گیا۔ اس نے یوہانہ کا سر ہاتھ لگنے کا یہودیوں نے اسے اس نے  
 کامیابی کے لئے کیا تھا۔

ابھی تک نہ کسی مطلقہ آئی یا گھسپ کے بارے میں کوئی رپورٹ ملی تھی اور نہ ہی دونوں میٹروں کے آپ بڑے کی طرف سے کوئی اطلاع آئی تھی۔ انہوں نے اس بارے کو چھپا کر لیا لیکن یہ پانچویں نہیں تھے بلکہ آٹھیا کے دیگر حاکم۔ یہی کاغذ تھا کہ وہ عوامی جوتے سے اپنی اصل فعل و سموت میں یہاں کے حاکم کہیں سے حاکم جوتوں سے اٹکی تھے اس نے میں اس بارے کے بارے میں اس نے میٹروں کو دیکھا بہت کراہا تھا کہ وہ انہیں چھپا کر کہے اور اس کا جواب بھی تھا کہ پانچویں تک نہ سہی ابھی تک کا کا میں داخل نہیں ہوئی۔

وہ اپنے کام میں مائل تھے کہ میں صرف راستہ تھو۔ ایک ایسی  
راستہ تھا جو گاؤں کے صرف شہر سے کام نکلتا تھا۔ یہ وہی وہ  
تھی جو اپنے ہر شہر کے لوگوں کے وہاں میں کوئی گزرتی تھی۔  
اس کے علاوہ ایک ایسی راستہ تھا۔ کام کا چکر خیر، اس کے  
کوارے خارج تھا اس لئے خیر، اس کے انکسے فیہیں ہر  
پہلے چار گاؤں ہر انکسے کی رہا، اس کے کام کی مشور

شہنشاہ پرست لیکر نکلتے تھے۔ چہرا بھٹی ہوا کرتا تھا۔ کلا کا انڈر پائے کاٹا ہوا تھا اور کلا اور انگریز پائے وہیں پہنا دیے آتی پائی داتی تھیں۔ کلا میں چاکر سو پات کھائے اور صاف کرنے کے بعد سے کھاتے تھے اس لئے یہاں آنے والوں کی زیادہ تر تعداد کھاتے دھوئیں کی تھی۔ گو یہاں بھی یہاں آتے تھے کھاکر یہاں ایک صوف بھیل کھاتا تھی جو بے حد خواہش کرتی تھی اور یہاں اس بھیل کو دیکھتے یہاں آتے تھے۔ بھیل کے کھانے خواہش اس جتنے تھے یہاں زندگی کی ہر سہولت بھر چکی اور زیادہ تر یہاں انہی میں ہی رہتے تھے۔ انہیں گریج اس کہا جاتا تھا اور انہی نے ہی تین مہینوں پر ہی پٹنگ کا مکمل انتظام کر رکھا تھا۔

یہاں اس کے گروپ کے علاوہ ایک آپ بیک کرنے والے  
تصویں گروپ کے ساتھ پینٹنگ کرتے رہے تھے جیسی اس کے  
بہنو بھی تک کی طرف سے اصرار نہ تھے کا مطلب یہی ہو سکتا  
تھا کہ یہ لوگ بھی یہاں پہنچے ہی تھے۔ مگر ایک مٹھن میں جو رچ  
اشمال ہوتی تھی وہ اس قدر مٹھی اور چاہ تھی کہ چار مٹھن  
میں صرف ایک مٹھن کے لئے ہی اس مٹھن کو چھڑا دیا تھا۔ وہی  
جانتے وہ نہ دی تھی۔ ان دنوں ہر گھر کا ایک ایک بیک کرنے والی  
مٹھن مسلسل کام کر رہی تھی۔ ان دنوں اس بارے میں سوچ رہا تھا  
کہ کرے گا نہ نہ کھڑے ہو گا اور اس کا جواب

"کیا ہمارا تھپڑا ہوتا رہا ہے کہ تم کامیاب ہوئی ہو۔" انہوں نے اسے دیکھتے ہوئے کہا۔

"جی، عمل کامیابی۔" انہوں نے سحرانے بولنے کا ہر کری یا دیکھی۔

"تھپیل ہوا۔ یہ اہم کامیابی ہے۔" انہوں نے سر سے ہرے لچے میں کہا۔

"گھوڑاڑی میں شراب کی پٹائی پر لٹکے جاتی ہے۔ ایک کب سے وہیں میں شراب کی پٹیاں گھوڑاڑی میں لے چکی جاتی ہیں۔

میں نے اس اداکار کا کھونٹا لیا ہے جو یہ پٹائی لے جاتا ہے اور ہر دن وہاں رہتا رہتا ہے اس سے تھپیل حاصل کرتی ہے۔ یہ گھوڑاڑی تھپیل کھانے کے طوطی کا رہے ہے وہ کھانے کے

فاسٹے یا ایک پھاڑ کے بچے کھاتی گی ہے اور اداکار کے پھل وہ شراب کی پٹیاں ہار کے اندر دیکھ کر وہیں آ جاتا ہے۔ اس کا

مطلب ہے کہ یہی ہار اس گھوڑاڑی کا بہت ہے۔ اداکار سے سلوات حاصل کرنے کے بعد میں اسے ساتھ لے کر وہیں کی گھر

میں لے وہیں کا علاقہ دکھا ہے۔ میں اس ہار کو بھی دیکھ چکی ہوں۔ دیکھ میں لے اپنے طور پر سوچا ہے کہ اس لٹکے وہیں پٹائی

چاہنے گی تو میں وہیں لٹکا چاؤں کی جاکر پسری طرح کھڑی ہوں

تھپا۔" انہوں نے تھپیل بتاتے ہوئے کہا۔

"تو تمہارا کیا خیال ہے۔ اداکار نے جھوٹ بولا ہے۔" اس

نے چنگ کر پھاڑ۔

"نہیں۔ میں اس ہار کے اندر جا کر دیکھ چکی ہوں۔ ہار میں پٹیاں دیکھ کے شکایت ہو رہی ہیں۔" انہوں نے کہا۔

"تو ہر کھڑائی کی کیا ضرورت ہے کہ ہم لے تو اس گھوڑاڑی کے اندر بھی گئی جاؤ صرف اس کی حفاظت کرتی ہے۔" ان

نے کہا اور ہار میں سے چپکے کر حیرت کوئی ہتھ پٹائی ہاتھ دیکھتے ہوئے فون کی تھپیل نکالیں تو انہوں نے چنگ کر پھاڑ دھڑا اور

دھڑا اٹھا لیا۔

"نہیں۔ اس ہار میں رہا ہوں۔" انہوں نے کہا۔

"بہر حال ہار رہا ہوں۔" دوسری طرف سے ہر طرف کی آواز سنائی دی۔

"میں سب تم کرتا ہوں۔" انہوں نے قدرے غصہ سے لچے میں کہا۔

"کیا چاہت ہے کہ اس کے بارے میں؟" ہر طرف نے کہا تو انہوں نے اسے تھپیل سے اپنے نام اختلافات کے بارے میں بتا دیا۔

"میں نے تمہاری کال میں ایک لڑکی اور اس کی تصویر دیکھی تھی۔ کیا یہ اداکار کا کتا میں ہے۔" ہر طرف نے پھاڑ۔

"نہیں سر۔ وہ میری گلاب ہے۔" انہوں نے جھوٹ ہرے لچے میں ساتے لگی ہوئی اور اس کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"میں سے معلوم کہ کہ یہ گریہ ہر ہائی طاقت میں کہیں

مکمل ہو رہی ہے۔ لہذا مکمل طور پر غور ہو رہی ہے۔"۔ جیسی طرف سے کہا گیا۔

"سر۔ وہ لہواری کو چیک کرنے کی جی دور اس نے لہواری کو چیک کر لیا ہے۔"۔ ان کے کہہ اس کا جواب دیا تھا سنا تھا۔ "جیسی وہ میں نے جیسی تیار تھا کہ وہ لہواری طبع ہے تو ماحرم نے اسے وہیں کہیں بھیجا اور اس نے اس خطے کو کیسے مذکور کیا ہے۔"۔ پر چھٹے نے اس خطے کے میں کہا۔

"سیر چھٹے۔ میں لہواری کو آپ اس قدر عجیب و غریب ہے اسے اچھی آسانی سے لیں کر لیا گیا ہے۔ وہیں واقعہ پر چھٹے شراب کی پٹائی پٹی ہے اور اس نے اس کلب کو لیں کر لیا جیسی سے شراب پٹائی کی پٹی ہے اور اس طرح وہ لہواری کلب کھلی گئی۔"۔ ان کے کہنا۔

"جیسی کہیں لہواری کو لیں کرنے کی کوشش کی گئی۔"۔ پر چھٹے کا جواب پٹے سے زیادہ غصہ ہو گیا۔

"سیر چھٹے۔ اسی خطہ وچ کی خاطر یہی شکستہ سروس سے ہے۔ وہ کلب میں صرف سیر و تفریح کرنے گئی تھیں گے۔ اس کا اثر لہواری ہے اور انہوں نے انکار سب سے پہلے اس لہواری کو لیں کر لیا ہے۔ جب ہی وہ اسے چاہ کر سکیں گے اور انہوں نے بڑی آسانی سے لہواری کو لیں کر کے اسے چاہ کر دیا تھا اور انہیں وہ کلب کے لئے ضروری تھا کہ میں اس لہواری کا کل

تیار ہو رہا ہے۔ مگر ہم اسے لہواری نہیں دیکھ سکتے ہیں۔ لہواری کے کہنا گئے۔ آپ نے چیک لگا کر دیا تھا مگر ہم آپ کے کوئی دیکھ سکتے ہیں اصل جگہ اس کے ہم نے اسے لہواری سے سب کچھ کہا۔"۔ ان کے اس بار جواب کے میں کہا کہ اسے لہواری ہوئی اور اسے جیت کر ہی لہواری سے دیکھنے گئی کیونکہ اسے ہی معلوم تھا کہ وہی پر چھٹے سے بات کر رہا ہے اور پر چھٹے کی حیثیت سے وہ انہیں طرح وفاق جی اس نے اسے ان کے اس علاقہ میں بات کرنے پر دوبارہ جیت کر وہی جگہ وہ دل میں دل میں غور ہو رہی تھی کہ پر چھٹے کہیں ان کے خلاف کوئی خطہ اقدام نہ کرے۔

"مگر ان لہواری اس صاف گئی سے جگہ ہے وہ خوش ہوئی ہے۔ دیکھتے ہیں ہم کلب آپ شکستہ خطے ہونے لگے یہ آپ شکستہ آئی آسانی سے ہوئے ہو جانے کا یہ سب سے غور میں گئی نہ تھا جیسی کہ بات کا خیال رکھ کر ہم انہیں سے نکلیں گا کوئی سیر لہواری کو کوئی کرنے کی کوشش نہ کرے۔ دیکھنے میں لہواری کو اب ایک بار کے لئے مکمل طور پر سہ کر دیا گیا ہے کیونکہ جس سائنس انہیں کی خاطر دیکھا ہے میں ان سے کمال چاہتا تھا اس سائنس انہیں کا عمل لہواری کے سائنس دانوں نے خود ہی نکال لیا ہے اس نے اب وہ ان دنوں اس آگے کی جھلک میں مصروف ہیں اور لہواری کے انہیں چھٹے سائنس دانوں اور



رہا کے مطابق ایک ماہ کے اندر اور آٹھ گھنٹہ طور پر چار ماہ چائے  
گا اس کے قہقہے بھی ایک ماہ تک یہاں کاٹا رہا ہو گا۔ اگر ایک  
ماہ کے اندر پانچ سو تکٹ سرہاں پہنچ چکے ہائے تو تم نے اس کا  
خاتمہ کر دیا ہے اور اگر نہ آئے تو پھر بھی تم نے ایک ماہ تک وہ  
صورت میں بگاڑ دیا ہے۔" پر جلف نے کہا تو ادا نے اچھٹاں  
کا گھرا ساٹس لیا۔

"تمیں پر جلف۔ کیا ہی ہو گا۔ وہ جیسے ہی کانا میں داخل  
ہوئے نہ صرف جلف ہو جائیں گے بلکہ چاک بھی کر دیے جائیں  
گے۔ آپ چاک سے غرور ہیں۔ میں سناٹوں کی حالت اور سناٹ کا  
بھی خیال رکھتا ہے۔" ادا نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"سو کہ۔" دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی دھند  
فتم ہو گیا تو ادا نے ایک طرف سے سانس پلچے ہوئے دھند نکھوڑا۔  
"تمیں تو غلوں ہو گئی تھی کہ کہیں پر جلف تمہارے خلاف کوئی  
انکھیں نہ لے لے۔ وہ جیتا اس لکچ میں بات بٹلے کا بادی نہیں  
ہو گا لیکن غرور ہے اس نے اپنی صورت کا اظہار کیا ہے۔" ادا  
نے کہا تو ادا نے اختیار فرما دیا۔

"اگر میں پر جلف سے اس لکچ میں بات نہ کرتا تو ہو سکتا ہی  
کہ وہ تمہاری صورت کے انکھات دے دیتا۔ وہ اپنا ہی آدمی  
ہے۔" ادا نے کہا تو ادا نے انکھات میں سر ہلایا۔

"مہم تمہارا کیا ہو گا۔" کیا تم اس طرح صرف انکھات ہی

کرتے رہیں گے۔" ادا نے کہا۔

"آہم اور کیا کر سکتے ہیں۔ جلد اب ایک کام کرنا ہو گا۔ تم  
ایک گروپ کو لے کر اس لیوڈاڑی کے گرد اس انداز میں گھبرا ادا  
لو کہ بھلا تمہارا گروپ ساموں کا ہو اور دیکھنے والے یہ سمجھیں کہ تم  
ایڈاڈر پناہ فورسٹ ہو جو غریبیتوں میں لیے لکچ کر ساموں سے  
لطف اندوز ہو رہی ہو لیکن تم نے پانچ سو تکٹ سرہاں کا خیال رکھنا  
ہے اور لکچ سے مسلسل رابطہ بھی رکھنا ہے۔" ادا نے کہا۔

"یہ جلف رہے گا۔ ہم فورسٹ کے انداز میں وہی رہیں گے  
قیس تمہارا کیا خیال ہے کہ وہ تم کو اس سے بچ کر ہم تک پہنچ  
جائیں گے۔" ادا نے کہا۔

"تمیں ہر طرف سے چاکا رہتا ہو گا۔ اس کے پاس میں  
موجود ہے کہ یہ کئی ہی جڑی سے کام کرتے ہیں اور دوسرے  
بچپنے کی ہائے ردا راستہ اپنے ہر گت پر عمل کرتے ہیں اس لئے  
کئی بھی حالت دیکھ لی ہو سکتا ہے اور ابھی تمہارے سامنے ہر جلف  
نے لکچ ہے کہ اب مسئلہ صرف ایک ماہ کا ہے۔" ادا نے کہا۔

"سو کہ۔" تم جلف کہہ رہے ہو۔ میں انکھات کر کے اپنی جلف  
پاتی ہوں۔" ادا نے کہا اور ادا کر جڑی اور کھڑے سے پھر ملی  
گئی۔

”نہیں عروسی صاحبہ۔ ڈانک تو یہ کہتے ہیں کہ پاداشی میں  
اس طرح ہے۔ مگر تم طرح نہیں کرتی چاہتے۔ آپ کے پیکرام  
ہو تو وہی ہماری تم طرح ہو گئی۔“ صوفی نے حکمران سے  
کہا۔

”AT تم طرح کام کر رہی تھیں۔ کسی سے اگلا نہ کر رہی تھیں۔  
کسی سے لالچ حاصل نہیں کرتے۔“ عروسی نے جواب دیا۔

”تم جیہتی سے ہاتھ نہیں کر سکتے۔“ تاشی بھی ہنسی جھلکا  
نے کھلی ہاتھ سے کہہ دیا۔ اس کے لیے میں بکا سا طرہ تھا۔

”جیہتی کہاں ہے۔ جیہتی کرے میں تمہارے عطا ہو کوئی  
مختلف ڈانک نہیں ہے۔“ عروسی نے چانک کر ہر قدر سے احتیاتی

تکڑوں سے دھرم دھرم دیکھتے ہوئے کہا تو سب بے اختیار اس  
پاسے نکلا کہ وہ کہہ گئے کہ عروسی نے جیہتی کو بھلا کر دیکھ کر  
تاکون کے نام کے طور پر استعمال کیا تھا۔

”کچھ ہے تو تم ہاتھ نہیں کرتے۔ جیہتی سے کیسے ہاتھ کر  
تے۔“ جیہتی نے بھی حکمران سے کہہ دیا۔

”جیہتی اگر یہاں ہو گئی تو کم از کم اس کا بھائی تو ساتھ نہیں  
ہوگا۔ تمہارا بھائی تو پہلے ہی ڈانک نظر میں سے لے کر دیکھ رہا ہے۔“

عروسی نے قدرے سب سے کہنے میں کہا اور ساتھ ہی کہی نہیں  
سے عروسی کی طرف دیکھنے لگا تو جیسے عروسی کے سب ایک ہاتھ  
اسی چلے۔

عروسی اپنے ساتھیوں سمیت انکرا پانک کے ساحلی شہر پر  
کے ایک محل کے کمرے میں موجود تھا۔ وہ پاکیا سے یہاں پہنچے  
تھے اور انہی یہاں آئے ہوئے ایک ایک گھر پر تھا۔ اس ایک  
گھر میں ہی سب نے اپنے کمرے میں جا کر قیام کیا تھا۔  
تہاں کے دور دور سب عروسی کے کمرے میں آ گئے تھے۔  
عروسی نے اس سب کے لئے کافی تنگونی تھی اور اس وجہ سے سب  
کالی پیچ میں مصروف تھے۔

”عروسی صاحبہ۔ کاشا کا نام دیا تھا ہے۔ وہی لیاہاری کو  
کیسے چیک کیا ہوتا تھا۔“ عروسی نے کہا۔

”گاہک میں اشتہار دیا ہے۔ وہی ہر گشت کی کاغذات کر رہی  
ہے اور تانے بانے کے لئے ہماری انعام کا دعویٰ کر رہی ہے۔“  
عروسی نے حکمران سے کہہ دیا۔

میری طرف سے یہاں ہے کہ چاہے اپنی کہہ...  
 نے خلاف اصول خبر کی جیسے کے کہا تو کیا کیا سمیت سب ہے  
 اختیار رکھتے ہیں۔

*Staphylococcus aureus*

”ہاں، مجھے معلوم ہے کہ یہ صرف انجیلی کر سکتا ہے کہ  
 اللہ کے لیے جان قربان کرے۔“

”صحیح ہوئی یا افسوس!“ — عمریج نے کہا۔

"نہیں"۔۔۔ عمر کی شہ سوا میٹھ۔

”اگلی صحت تو آپ ہی کا کچل ہے، آپ انکی سزا دتے۔“ عرض  
ہو کہ ”آج سب سے پہلے آئے ہمارے گھر سے۔“

میں نے کہا: "میرا خیال ہے کہ آپ کے پاس کوئی چاقو نہیں ہے۔ اگر ایسی بات ہے تو پھر آپ اس مسئلے میں مداخلت کرنا نہ کریں۔ یہ بالکل اہم نہیں ہے۔" صبر کے کلمے سے پہلے کئی مہینے گزر گئے۔

”میرا صاحب۔ کیا آپ کے پاس کچھ میں کوئی دیکھ رہی ہیں؟“

سوال: یہ ہے لیکن مسئلہ یہ ہے کہ ممالک میں پارٹیاں ہمارے خلاف  
جنگل میں تیر رہیں؟ اس کا سوال کر رہی ہے، ہر لڑکی صورت میں

یہاں سے اہل نپ کو ان کے سے حفاظت کر لی جاتا ہے۔ جس  
بادشاہ نے ان کے لیے میں جواب دے گا۔

”کامیاب۔ کل کر لگا۔“ اٹلا نے کہا تو عمری نے اسکاٹ سے ملنے ٹیگھ کی تھپیل ڈالی۔

[illegible]

”ہاں۔ میں نے سرکار سے کھلی بات کی ہے اور اس کا  
خدا سے کر لیا ہے اور سارے جلا کے پانی ہم سب نے جو یک

اس کا کہنا ہے کہ اس میں ایسے کچھ لوگ شامل ہیں جن کی وجہ سے یہ ممکن ہو سکتا ہے۔

”میری صاحب۔ ہم نے صرف ہم کے کئے صوفیوں پر ایک  
ب لکھا ہے۔ یہ ایک بڑی قوت ہے۔ ہم کو ایک کرنا ہے۔ صرف

میں نے یہ سب کچھ دیکھا ہے۔

یہاں سے ہر گز نہیں ہٹے گی۔" — عوام نے جواب

[illegible]

۱۰۔ ایک کڑواہٹ میں استعمال کر سکتے ہیں، وہ ایک کڑواہٹ میں

0-857-1-19-6



”نہیں کاغذ میں ایک دانہ ہے جو لوگوں کا زہریلی ماتی میں  
گی۔ انہیں کیسے روک کر کھا جا سکتا ہے۔“۔ موصی نے کہا۔

[illegible]

”یہ تو آپ کا خیال ہے۔ جو سب سے پہلے کر یہاں نہ ہو۔ کبھی ہمارا  
 ہے۔ کبھی کسی اور کا۔ مٹا دینے کے لئے۔“

”مسک یہ ہے کہ اب اگر میں نے اسکاٹ کی دلی جہلی ٹپ بھڑکڑ سے پٹ کی جڑوں سے لپٹا لیتی ہوں تو یہ بھی ہو سکتا ہے کہ انہوں نے کھانا لپٹا لیا ہو بھی ہو جائے۔“

”تو یہاں کل کس سے رابطہ رکھتے ہیں؟“

جیسی چاہتا ہوں کہ ہم دھرم دھرم کے نپٹنے کے ساتھ ساتھ  
 لبرلزم کی طرف گزرتے ہیں اس کے شریعت ہے کہ جیسی چاہتے ہیں  
 کہ لبرلزم کی کہیں ہے اور اس کے مطابق انکشاف کیا ہے تاکہ

مردوں کے حالات کے مطابق اس کام کر سکتی۔۔۔ عروں نے کہا۔

”مگر ایسا ہے کہ میں کاسکا پٹی چاتی ہوں۔ تمہاری ٹپ سے  
ہاتھ کر لوں گی اور کاروباری آ کر تمہیں تحصیل کا میں کی۔“ بھابی  
نے کہا۔

”مگر تمہیں اس طرح بہت جانتے خارج ہو گا۔۔۔ عرصے کے  
کے بعد اس کے ساتھ ہی وہ اس طرح انجمن چلے گا جیسے انجمن  
اسے کوئی خاصیت آ گیا ہے۔“

—“*Wah!*”

”میرے میں خود کو تو اپنی ہی جگہ سے ہٹا دیتا۔ مجھے سمجھتا ہے کہ اگر وہ لوگ فوجی بیٹنگ بھی کر رہے ہوں گے تو صرف حادی کا ہونے کی ترہ سے ہوں گے۔ انہیں یہاں انکر ہیا سے کی جانے والی کاوشیں بیٹنگ کرنے کی ضرورت نہ ہی تھیں گی۔“ عروسی نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے فوجی کا دستار اٹھا کر لبر پریس کرنے شروع کر دیے۔ آخر میں اس نے 11:40 کا ٹیٹن بھی پریس کر دیا۔

”انگوڑی ٹیڑھ“۔۔۔ دہندہ قائم ہوئے ہی ایک سوالی آباد ہوئی۔

”کھانا کھا رہا تھا۔“ عروسی نے انکڑیوں کے نیچے سے کہا  
 تو دوسری طرف سے تیر کا ہاتھ لگا کر عروسی نے چٹکیں کھینچ کر  
 کہنے لگا: ”اگر تیرے پاس کچھ نہیں ہے تو کھانا کھا کر رہو۔“

"انکڑی بیڑ"۔ اس بار بھی گمراہ لہوانی قحی جیسی لہو  
نہا رکھتا تھا۔

"شرم کلب کے بزل مگر کاروبار سے خبر نہی"۔ عروسی  
نے کہا تو دوسری طرف سے چاند لکھنے کے دھجے کے بعد خبر نہا  
گیا تو عروسی نے ایک بار مگر کچال دیا اور مہر فون آنے پر اس  
نے انکڑی آپٹر کے تلے سے لہر پش کر دیے۔ لہو اس  
سے پہلے اس نے کاسک کے رابطہ خبر بھی پش کر دیے تھے۔

"کس۔ رازار کول دیا جی"۔ چاند لکھنے بعد ایک بھاری سی  
آواز نکلی دی۔

"انگلی انگلی بول دیا جی"۔ عروسی نے انکڑی لکھ  
لی کہ۔

"کھہ۔ وہ آپ۔ انگلی نے آپ کے بارے میں لکھ کر  
عروسی کی گھنٹی دی ہے۔ فریڈے میں کیا خدمت کر سکتا جی"۔  
رازار نے نرم لکھ میں کہا۔

"آپ تو ہمیں دہائی گوا چاہتے ہیں میں آپ کو لکھ دی جی  
سودا ہو۔ سوچا ہوا ہے کہ کاسک میں پہلے فریڈے اور پھر  
سکا ہے۔" عروسی نے کہا۔

"کاسک سے روٹے تو کاسک و انکڑی سے لکھوا چا سکتا ہے۔  
مگر تو صرف رقم خرچ کرنے کا ہے۔ دہائی گوا کے بارے میں  
آپ کو فون پر ہی بتا دیتا ہوں کیونکہ لکھ انکار لکھ کر آپ

فریڈے میں گئے۔ گمراہ لہوانی قحی لہر پش اس پر لہو  
ناک ہے۔ آگلی کے خبر کو اسی کریں گے تو ناک لکھ چاہے گا۔  
وہی خود آپ کے لکھنے سے پہلے وہیں لکھ چاہے گی"۔ رازار  
نے جواب دیا۔

"اسکے کی پوست لٹ کر میں اسے لکھوا لیں۔ ہم آپ کی  
آگلی پر کل لکھیں تو یہ لکھواں سودا ہو۔ خدمت آپ کا دیں۔  
وہ انکی ہم آپ کے انگلی میں لکھا دیتے ہیں"۔ عروسی نے  
کہا۔

"کھہ کا ہاتھ ہے۔ لکھوا لیں"۔ دوسری طرف سے سرت  
بھرنے لکھ میں کہا گیا تو عروسی نے اسے فون پر ہی اسکے کے  
بارے میں تفصیل لکھوا کر دی۔

"اس قدر غولاک اطو۔ کیا آپ یہاں کئی بڑی خدمت کرنا  
چاہتے ہیں"۔ رازار نے سرت بھرنے لکھ میں کہا۔

"کھہ انکڑی لکھ لکھوا لیں ہے"۔ عروسی نے جواب دیا۔

"کھہ۔ خود تو آپ کے خلاف یہاں اس قدر کام ہو رہا ہے  
جس سے وہ لکھوا لکھواں کی بات کر رہے ہیں"۔ رازار نے  
چمک کر کہا۔

"کھہ"۔ عروسی نے پچھا۔

"سوی انگلی انگلی۔ فون پر اس بارے میں لکھ لکھوا لکھوا  
سکا"۔ رازار نے سرت بھرنے لکھ میں کہا۔

انکڑی  
لکھ  
لکھ

"کاشمیں اس لہواری کے بارے میں علم ہے۔" عروا نے  
 بے چارہ

"ہاں۔ اس لہواری میں شراب میں ہی پھنسی کر رہی ہیں۔"  
 بازار نے جواب دیا "عروا سمیت سب نے اتفاقاً چمک  
 پڑا۔"

"اس بارے میں کوئی تحصیل نہ تھا صرف نوکریں تھیں۔ تحصیل  
 ہم قریب سے لہواری کر سہم کر نہیں سکتے۔" عروا نے کہا۔

"سسرانگی۔ میں یہاں آئی ہوں۔ آپ پہلے مجھے رقم  
 بھیجیں پھر تحصیل سے بات ہو سکے گی وہ نہ لیں۔" بازار نے  
 جواب دیا۔

"موجودہ بازار اور اپنے چمک افادات اور چمک کے بارے میں  
 بھی تحصیل تا۔۔۔ لگیں لیکن دکان داروں سے چمک افادات ہے۔"  
 عروا نے کہا۔

"کاشی اور بیپ کے ایک ایک بازار۔ اسے کے میں ایک بازار  
 اور لہواری کے بارے میں معلومات ایک ایک بازار۔ یہ کاشی  
 ایک بازار ہیں۔ چمک افادات اور چمک کی تحصیل نوٹ کر  
 لا۔۔۔ دوسری طرف سے بارے کا لہواری بازار میں کہا گیا اور اس  
 کے ساتھ افادات اور چمک کے بارے میں بتا دیا گیا۔

"سو کے۔ کاشی تک پہنچی ہے رقم۔" عروا نے کہا اور دھڑ  
 دھڑا۔

"مختصر کدواری آئی ہے یہ؟" عروا نے کہا۔

"ہاں کاشی چمک۔ اس کا کدواری یہی ہے۔ ہر سال اس  
 کاشی کا کہ یہ رقم کاشی سے جیت کر اسے لہواری میں لگوانے کا  
 تا کہ اس سے جلد بازار لہواری کے بارے میں معلومات مل سکیں  
 اور بازار آگے بڑھ سکے۔" عروا نے سہماتے ہوئے کہا۔

"تو یہ ہر اہل کاشی ہے عروا صاحب یہ آئی ہیں کہ رہا ہے۔  
 اس قدر چمک لہواری کا اسے کہیے یہ کاشی سکتا ہے۔" عروا  
 نے کہا۔

"میں بھی اپنے ہی کاشی میں بعض افادات افادات افادات  
 جیت آگئے ہوتے ہیں۔ اس نے بارہ بار بتائی ہے وہ درست ہے۔  
 یہ کاشی ہر شراب کے نہیں وہ چمک اور شراب اس کے کاشی سے  
 پھنسی ہوئی ہے۔" عروا نے کہا۔

"عروا صاحب۔ میں ہا کہ رقم لگا دیا ہوں۔" موہنی  
 نے اچھے ہوئے کہا۔

"میں بھی لہواری ساتھ ہوں گا۔" عروا نے کہا۔  
 "چمک افادات کے بارے میں تحقیقات نوٹ کر لا اور کاشی  
 جلد یہ کام ہو سکے کہ کاشی آ۔" عروا نے کہا تو عروا اور  
 موہنی نے ایک کاشی میں سر ہاتے اور ہر عروا نے بیپ سے ایک  
 لہواری لال کر اس میں چمک افادات کی تحصیل نوٹ کرنی اور ہر  
 افادات لہواری سے تمام افادات ہونے کرمے سے باز لگ گئے۔



وہی لڑکا جس نے مجھے اپنے آپ میں سمجھو تھا۔ ہاتھ  
بیرپے شراب کی پالیں اور گھاس نکھا ہوا تھا، وہ تھوڑی تھوڑی اور  
بیرگھاس اٹھا کر اسے حرا سے لگا لیتا اور پھر آگاہ یا دو گھنٹہ کے  
گھاس وٹنک بیرپے نکھوت۔ انہیں لڑکا آئے ہوئے کی دی ہو گئے  
تھے لیکن ابھی تک نہ کوئی مٹکوں آدمی چوک ہوا تھا اور نہ ہی مگر  
فریگٹ جھین نے کوئی کامن دیا تھا، نہ ہی کال پیننگ جھین سے  
کوئی اطلاع ملی تھی اس لیے جیسے جیسے وہیں گرتے جا رہا تھا نہ صرف  
وہاں کی بے گنتی بڑھتی جا رہی تھی بلکہ اب اسے پورے کامن  
پر اس نے لگا تھا۔

”کیا یہ تو اس اعزاز میں کرنا ہے جو حلقہ ہے۔۔۔“ وہ  
نے ہنسنے سے کہا اور مجھ اسی کے ہرے سوسے لون کی گھنٹی  
تک آگئی تو اس نے چمک کر دھڑکا اور دھڑکا اٹھا۔

اسم رک چاہو تو اپنے کمروں میں آرام کرو چاہے باور چاکر  
یرو و غریب کرو لیکن یہ باتوں چاہے جی بھی چلتی کریں کہ نام  
وہ کچھ تو ایسے ہی چاہیے تھے۔۔۔ عربوں نے عابدہ کبھی کبھی  
عہد عرب سے رابطہ نہ کر لیا۔

$$\sqrt{2} \sqrt{10} = \sqrt{20} = 2\sqrt{5}$$

”میں بھی تھوڑی دیر آرام کرتا ہوں“۔ عروا نے کہا۔  
 جانا سر ہاتھ بولی اٹھ کھڑی ہوئی اور اس کے دلچسپ ہی عطر اور  
 کچیل کچیل بھی اٹھ کر کھڑے ہو گئے عروا نے اس کے کمرے سے باہر  
 جانے کے بعد عروا نے دونوں ہاتھیں سمیٹ کر کے کسی کی ہاتھ  
 سے مرکا کر آکھیں نہ کر سکی۔

"کبر"۔ اس نے کہا۔

"ماٹر ہاک کال رو ہاں"۔ دوسری طرف سے ماٹر ہاک کی قسمیں اچھا آواز سنائی دی تو اس نے اعتبار چاک چار اس کے قصور میں بھی رہا کہ کال ماٹر ہاک کی ہو سکتی ہے۔

"سور۔ ماٹر آپ۔ عم فرما کیجئے"۔ اس نے چاک کر کہا۔

"تہیادی مظهر۔ پائی اس دھت فورت سمجھ میں سور ہے۔"

دوسری طرف سے ماٹر ہاک نے کہا تو اس ایک بار پھر چاک چار۔

"فورت سمجھ۔ تو انکر ہاک کا سائل ضر ہے۔" اس نے

کہا۔

"کہا۔ وہی سور کا نام میں کئی مشہور ہائی کتب ہے جس کا

تجزل منکر ہوا ہے۔ اس سے تہیادی مظهر۔ پائی کی فون پر ہاتھ

مٹائی ہے سور نہیں نے اس سے ایک رہائش گاہ سور ہیچ طلب کی

ہے سور فوٹاک اظہر سہا کرنے کا بھی کیا ہے۔ سب سے اہم ہاتھ

ہے اس سے وہ لہجہ داری کے بارے میں مضامین حاصل کر رہے

ہیں کیونکہ ہزار کے مطابق لہجہ داری کو شراب کی پتالی وہ کرتا

ہے۔" ماٹر ہاک نے جواب دیا۔

"سور۔ سور۔ پتہ اچھا ہی اہم مضامین ہیں۔ ماٹر۔ لیکن آپ کو یہ

مطالعہ کیسے مل گیا ہے۔" اس نے اچھا حیرت محسوس کی تھی

کہا۔

سمجھتے تھے اچھا کہ ان کا ہیکہ سور پر لوگ نہیں میں ایک محبت سور

پانچ مراد میں ہیں یہ گہپ فورت سمجھ کے ہوئی سکائی دج میں عمرا

ہے سور ہوئی سکائی دج در صرف سرائی کی کھیت ہے پھر سرائی کی

سرگرمیوں کا مرکز بھی ہے اس کے وہاں کے پر کرے ہیں ہاتھ

تھی اچھو سور۔ ہیں انہیں ایک کلیدی نام میں ہاتھ ہاتھ کا

ہاتھ ہے سور وہاں سے ہونے والی تمام فون کا سور وہاں آنے والی

تمام فون کا سور ہاتھ لپٹ کی پائی ہیں سور اس ہوئی کا کلید کرے

کا ہوئی آرج ہے۔ اسے گرسے کے بارے میں تمام تفصیلات

معلوم ہیں کیونکہ گرسے سور آرج کے وہاں سے دوسرے ہاتھ ہاتھ

ہیں ہوئی وہی ہیں سور وہ ایک دوسرے سے کافی کلید ہے۔ آرج کو

معلوم تھا کہ پانچا نیگٹ سرائی نے گرسے کو چاک کیا سور اس

سرائی کا اہم ترین آدمی علی عمران ہی تھیں ہے۔ پتا ہے جب اس

نے معمول کی چٹاک کے وہی ایک کرے میں ہونے والی کلید

میں عمران کا ہم ہاتھ تو وہ چاک چار۔ سور اس نے اس کرے میں

ہونے والی کلید سور اس کرے سے کی پائے والی فون کا سور

ہاتھ تو اسے معلوم ہو گیا کہ یہ وہی پانچوئی گہپ ہے جس نے

گرسے کو چاک کیا تھا لیکن آرج پتا چلی آئی تھی ہے۔ اسے

معلوم تھا کہ یہ لوگ اچھا تربیت یافتہ ہیں سور اگر یہ گرسے چھ

ایکٹ کو چاک کر سکتے ہیں تو کھ پائے یہ اس کا بھی حال

آسانی سے کر سکتے ہیں اس نے اس نے ہی کے خلاف ہوا

ماسٹہ کوئی قدم اٹھانے کی جگہ بھی نہیں کر کے رہی۔ اس نے اس سے تمام سطوات حاصل کرنے کے بعد اسے غم دیا کہ وہ صرف اللہ کی مگرانی کرے اور باب وہ وہاں سے نکلتا ہوا تو وہ اس کی رہیشت بھی بھگے دے۔ "باہر جاگ بھگے۔" اس کا تو مطلب یہ ہے کہ اس پر کوئی کھلی جگہ نہ رہے۔ اس نے سر ہٹ کر لے لی۔

”ہی کہ اب میں تمہیں تحصیل کا دیا ہوں۔“ باغیچہ  
نے کہا، مگر اس نے گڑھ کاٹنے کی کٹی گھر نہیں کی تحصیل  
کاٹنے کے ساتھ ساتھ ہی کے چلنے بھی تحصیل سے کاٹ دینے کا  
کے درمیان ہونے والی کٹھن کے ہم نوا بھی کاٹ دینے جس میں  
تس بات کر ایک مٹھن سے لے کر کی بات تھی۔

”آپ بے غر، بی حلف۔ آپ میں اتنی ناگہاں میں مل  
 رہی ہیں۔“

[illegible]

”نکس پام!“ — سہری طرف سے سطرے کی آواز جاتی رہی۔  
 ”نکس! نکس!“ کی آوازیں خبر ہانک کی شکل میں ابھر رہی تھیں۔

جدا سے مطہر افراد نے ہاتھ کے نیچے ہونٹوں کا عمل کی ہے۔  
اسکا نے کیا۔

”کھیر کیا کرتا ہے۔ اس کا تار کر دیا جائے گا اس کو بھی  
کو بیرونیوں سے اٹا دیا جائے گا۔“ سطرے نے بوجھ

صرف گہرائی کیلئے اور جب یہ ناک میں ٹپکا جائیگا تو  
 اندر سے ہوائی کر دینے والی ناک کے اٹھیں وہیں سے ناک  
 کی کھلیں پائندہ رہیں گی۔ کچھ احتیاط دینی ہے۔ پہلے میں ان کی  
 ناکوں میں سے ہوائی ناکوں کا۔ — ان کے کہ۔

”میں نے اس کو کالہ میں داخل ہونے کی طرف اشارہ کیا۔ وہ  
 فوراً چلا گیا۔ وہ چلتے چلتے اس کی چٹان کی طرف دیکھ رہا تھا۔  
 کون سا قوسی طور پر اس کا غور کر دیا جائے۔۔۔ صبری غریب  
 سے بھرے گئے کپڑے۔“

میں نے کھڑکی میں کواںج سے کاغذ اٹھا کر لیا ہے اس لئے کہ وہاں کراچی کی پڑتک طرہی ہے اور یہ پڑتک میں کی ہے ہوتی کے ہوتی ہی ہوگی۔ انہیں ہوتی میں نہیں لیا جائے گا اور ہر پڑتک کے ہوتی میں ہوتی کے عالم میں ہی رنگ کر دیا جائے گا۔ اسی لئے کہ۔

”نکما گیا۔ آپ کی بات درست ہے۔“ مقرر نے بے جواب

”انہی جہاں کے لوگ اپنی تہذیب سے غافل ہیں



اور لاکھ لاکھ روپے خرچ ہوئے۔ یہ سب کچھ بھی نہیں سمجھ سکتے تھے۔ یہ تو بڑا بڑا کام تھا۔  
 قہار کوئی آدمی ان کے ہاتھ لگ جائے اور ہاتھ ان کی قوت پر  
 ہے۔ ایک صورت اور ہاتھ مرد۔ اگر یہ سب اگلے آئیں تو تم نے  
 فوری طور پر یہ بات کر دینا کہ تمہیں کس قدر کڑی بات ہے اور اگر یہ  
 وہ باتیں کہ تمہیں کی صورت میں آئیں تو ہم تم نے ان کے اگلے  
 ہونے کا اظہار کرتے ہیں۔ انہی نے کہا۔

”ہاں۔ یہ تو ان وقت کہاں موجود ہیں۔“ سطر نے  
 کہا۔

”مگر کیا کے سبھی ضرورت سمجھ میں۔ لیکن۔ تم کہیں باپ  
 رہے ہو۔“ انہی نے چٹک کر پوچھا۔

”ہاں۔ ہو سکتا ہے کہ انہوں نے اس کونجی کے علاقہ بھی دوسری  
 کونجیاں حاصل کر رکھی ہوں اور یہ وہ وہاں بھی کے کہیں  
 میں چھوڑ چھوڑ دی ہو سکتے ہیں۔ اس طرح تو ہم ان کا اظہار  
 کرتے رہ جائیں گے۔ یہاں تک میرے اس مقام کے بارے  
 میں پوچھنے کا قصہ ہے یہاں وہ موجود ہیں تو یہ میں نے اس کے  
 پوچھا تھا کہ اس مقام سے علاوہ ہو سکتا ہے کہ وہ توگ کا علاقہ  
 رابطہ اور رابطے سے داخل ہوں گے۔ ان کا قوت سمجھ میں  
 ہونے کا حال مطلب یہ ہے کہ وہ توگ سمجھ رہی رابطے سے کام  
 میں داخل ہوا چاہے جہاں ان کے ہیں خصوصاً طور پر اندازہ  
 ان کو چٹک کر چاہے اور پھر اگر یہ توگ گڑ کالونی میں آ جائیں

تو قہار ہوتے ہیں جہاں بھی رہیں انہیں وہیں رہے ہوتے  
 ہر کونجی پائنت ہے اٹھا کیا جائے۔“ سطر نے تھمبیل سے  
 بات کرتے ہوئے کہا۔

”قہار کی بات درست ہے لیکن اس کے بارے میں باتیں  
 بھی کرنا ضروری ہے۔ گوہر چٹک کر کہتا ہے کہ گڑ کا علاقہ  
 آج ان کی مدد کے لیے ہو۔ مگر چٹک کر اظہار دے گا اور مگر  
 چٹک کر اظہار دے گا لیکن ہو سکتا ہے کہ یہ اظہار وہ  
 سے لے اس کے ہیں لاکھ طور پر کیا دے گا۔“ انہی نے  
 کہا۔

”ہاں۔ قوت سمجھ میں آج سے ہوا رابطہ رہتا ہے۔ اگر  
 آپ کہیں تو میں اس سے رابطہ کر کے اسے کہیں کہ وہ اس گڑ  
 کے بارے میں میں کہیں ساتھ ساتھ اطلاعات دے رہے اور خاص طور  
 پر وہیں سے روانہ ہوں تو ان کی حوصلہ دہر دہرے طور  
 سب تھمبیل میں ہے۔ اس صورت میں ہم ان کا تھمبیل  
 انتظار کر سکتے ہیں۔“ سطر نے کہا۔

”ہاں۔ اسے طور پر کہہ دے لیکن ساتھ ہی اسے یہ بتا دے کہ  
 کہ انہی صورتی ساتھ میں نہیں چاہتے وہ اپنی پائنت میں  
 رکھتے ہیں۔“ انہی نے کہا۔

”آپ یہ فرمیں۔ آج وہ اپنے میں ہے وہ کالونی میں ہے۔  
 وہ تمام کام وہ کہہ دے کہ وہ تو قہار کی صورتی سے کرنے کا ہوا

ہے۔" سطر سے بے گناہ۔

"کوئی۔" جب وہ وہاں سے روانہ ہوں اور جہیں اطلاع ملے تو تم نے مجھے کسی قریبی اطلاع دینی ہے اور پھر ان کے یہاں پہنچے ہ۔ میری ہدایت کے مطابق کام کرتا ہے۔" وہی نے کہا۔

"تو ہاں۔" انکسارت کی عمل گیل ہو گئی۔" سطر سے بے گناہ وہاں کے لیے میں جواب دیا تو وہی نے انہیں میرا سامنے بچے ہوئے دیکھ دیکھ دیا۔ گو اس کا دل بھی چاہ رہا تھا کہ وہ اس کے کمرے داخل ہوئے ہی ان پر قابو کھول کر ان کو صحت کے گھاٹے اتر دے لیکن اسے معلوم تھا کہ جو طریقہ اب اس طرح انکسارت کے حکم کیلئے چاہیے اور اپنے نیک اپ میں دوسرے لوگوں کو آگے کر دیتے ہیں اور جب ان کے خلاف انہیں ہتک کر کے مطمئن ہو جاتے ہیں تو اصل افراد آگے بڑھتے ہیں اور پھر ان کا حق کامیاب ہو جاتا ہے اس لیے وہی ان کے بازو اس نے انہیں بے ہوش کرانے کے امکانات دیتے تھے۔ لیکن اس بات کا وہ دل ہی دل میں حقیقی طور پر نہیں کر چکا تھا کہ وہ انہیں طویل بے ہوشی کے انجمن کا کر سکے گا اور انکی طرح ان کو ہتک کر کے اسی بے ہوشی کے عالم میں ہی انہیں ہتک کر اسے گناہ ہے وہ اصل میں بے گناہ دیکھ کر اس سے وہ بہت سی مطمئن تھا۔ پھر اچانک اسے خیال آیا کہ اب حاکمات کی ہر صورت حال بن گئی ہے اس میں ڈھرا اور اس کے گرد پ کی لڑکیوں کا وہاں وہاں طاقے میں رہنے

کا کوئی کارروائی نہیں رہا اس نے انہیں جانیں دے لیا جاسکے۔ چنانچہ اس نے سڑکی کنارہ کھلی اور اس میں موجود ایک چھوٹا سا چوڑا سا لکڑی کا ڈھانچہ اٹھال کر اس نے اس پر ڈھرا کی طرف سے انکسارت کی طرف سے اس نے ڈھرا کو خاطر ہتک کی کال اور سطر سے کی باتوں کی تحصیل بنا کر کہا کہ وہ اب اپنے ساتھیوں سمیت جانیں بچا کر آ جاسے اور ڈھرا نے اس کی حالی پھر کی کیونکہ اب وہی اس کا وہاں رہنے کا جزی ہی ختم ہو گیا تھا۔ یہ بات بہت سی اس کا کھنچنے ہی ختم ہو جائیں گے۔

عروں اپنے ساتے بیڑے ایک ٹکڑ ٹکڑ کھانے لیں، چمکا جاتا  
تک۔ باقی مہربان خاموش بیٹھے ہوئے تھے۔ عروں کے دھنوں میں  
ایک دال پانکٹ تھا اور وہ دال پانکٹ سے کھینچے پانکٹ لگی لگا  
جا رہا تھا۔ پتہ لگوں پھر ایک عروں سانس لینے ہوئے اس نے ہل  
پانکٹ کو بیڑے دکھا اور کسی کی پانکٹ سے کھڑا رہا۔  
"کیا ہا۔" عروں نے جس مہربان سے لکھ میں کہہ  
"کی مثال؟" کہہ نہیں سکتا۔ آگے دیکھو کیا ہا ہے۔" عروں  
نے گول مول سے لکھ میں کہہ  
"تم نے کھینچے پانکٹ لگائے ہیں۔ اس کا مطلب ہے کہ تم  
ہا ہے۔" عروں نے کہہ  
"اچھا تو تم اس کھینچنے کے واسطے میں کہہ رہی تھیں۔ میں کہا  
کسی اور مہربان، بات کر رہی ہا۔" عروں نے خیریت مہربان

اللہ میں حکمرانے ہوئے کیا تو عروں کا چہرہ بھگت لگ جاتا اور کی  
طرح سر ہا گیا۔ وہ کھانے کی چٹی کر عروں کیا ہا سے کیا مہربان  
ہا تھا۔

"پانکٹ۔" عروں نے فیصلہ لکھ میں کہہ

"عروں صاحب۔ آپ نے کاکا جانے کے لئے کون سا  
ادب استعمال کرنے کا سوچا ہے۔" عروں کے کونے سے پانکٹ کی  
کھینچ لکھ میں کہہ

"نہایت سمجھ میں آنے کا مطلب ہی یہی تھا ہے کہ ہم مہربان  
جاننے سے کاکا جانے کے۔" اس بار بھی عروں کے صاحب  
اسنے سے پہلے صوبی لکھ میں کہہ

"یہ ضروری نہیں صوبی۔ عروں صاحب اسنے سے پہلے نہیں ہیں  
چتے اپنے آپ کو ظاہر کرتے ہیں۔" صوبی نے صاحب اسنے  
ہوئے کہہ

"کھانے۔ کھانے میں جھین لیا جھانظر؟ رہا ہوں۔ صوبی  
دوست تو کہہ رہا ہے۔" عروں نے اچانک کرنے کے اللہ میں  
کہہ

"عروں صاحب۔ صوبی کو بھگت تم آپ کے ساتھ میں عمل  
کرنے کا سوچا ہے۔" کہہ نہیں آپ کے دھن تک۔ دال ہو لگی  
ہے۔ کھینچ لکھ میں تم لگا میں دوست کہہ رہا ہوں؟ صوبی۔" صوبی  
نے بات کرنے کے کھینچ لکھ میں صاحب ہو کر کہہ



"میں عروسی صاحب کو مستقل مانگ کر رہا تھا۔ انہوں نے مجھے  
 یہ شکایت لگائے تھی اسی پر میں نے بھی اپنے غور پر غور کیا  
 ہے۔ عروسی صاحب کو چونکہ عظیم ہو چکا ہے کہ بہاری گھیل کو کونج  
 کے طرف کی طرف سے وہ گھیل کے قافلے پر ایک چار کے چلے  
 ہے اور عروسی صاحب نے مجھے یہ بھی شکایت لگائی کہ وہاں  
 جی میں کاڈا کا مشہور خوراک دکان دکان میں اور اس کے بعد دوسرا  
 سرحی خوراک ہے۔ اس کے بعد انہوں نے گھیل کو کونج کے گرد  
 دکان لگا اور پھر اس گھیل سے بہت کرشمے کرکے لگا کر انہوں  
 نے ہل چال کو دیکھ دیا۔ یہ شکایت کو دیکھتے ہوئے میرا خیال ہے  
 کہ عروسی صاحب کا کام اپنی دکان کے واسطے چلنے کی جگہ  
 یہاں سے پہلے چارچہ ہوئی جہاں کاڈا کے خوراک دکان دکان جائیں  
 گے۔ دکان دکان سے چارچہ چپ۔ اس دکان میں سرحی خوراک  
 جائیں گے اور پھر انہوں سے رہا راستہ کو کونج گھیل چلنے کی  
 جگہ وہ چلے گئے۔ اس کے بعد وہ بہاری کا رخ کریں  
 گے۔" کچھ گھیل نے حتمی طے کر دیا۔

"حال ہے۔ کچھ گھیل تو اب نہ کہ گھیل ہی گیا ہے۔  
 میرے ساتھ کے دوسرے دوسرے کے پناہ گزین ہی اس نے  
 درست طور پر بتا دیا ہے۔" عروسی نے کہا تو سب بے اختیار ہنس  
 پڑے۔

"عروسی صاحب۔ میں نے اپنا خیال بیان کیا ہے۔ ہو سکتا ہے

کہ آپ کا یہ کام بظاہر ایسا ہے۔ بہر حال انکا میں جانوں کہ  
 بہر حال اس کے بعد نہیں تو ساتھ ساتھ درست ضرور ہو گا۔" کچھ  
 گھیل نے منکراتے ہوئے کہا۔

"تمہارا خیال اس کے بعد درست ہے اور اب ہم نے چارچہ کرلی  
 ہے۔" عروسی نے کہا۔

"عروسی صاحب۔ جب ہم گھر پر ایک شخص کو ان کے لئے  
 ہیں تو پھر ہمیں اس ان کے میں پھر کات کر جانے کی کیا ضرورت  
 ہے۔ یہاں سے ہم جاتی ہیں وہاں راستہ کا کام لگتا ہے۔ یہاں  
 راستے سے بھی وہاں آسانی سے لگتا ہے۔" عروسی نے کہا۔  
 "تمہاری بات درست ہے۔ لیکن وہاں رہنا ضروری ہے۔ کام  
 میں موجود رہائش کے سیر انہیں گھر کے لئے بہر حال یہ طرف  
 داری ہوگی۔ کے لئے چل چلاؤ گا لیکن اس کی کام تو یہ کہ  
 سے کام چلے والی میں یہاں کی طرف ہوگی جبکہ ہم وہاں راست  
 لگے لگے جائیں گے۔ چلے کام کا ایک مطالعاتی ہے۔  
 وہاں سے ہم اپنی آسانی سے اس دکان کے واسطے رہا راست  
 کرنا کامیابی ہوگی۔" عروسی نے مطالعات کرتے ہوئے  
 کہا۔

"لیک ہے۔ پھر ہمیں وہاں چلنا چاہئے۔" عروسی نے کہا۔  
 "میں نے اس میں کوئی کام نہ کیا ہے کہ وہاں سے جانے  
 دکان کے لئے شکایت میں نہیں گھر کر آئی۔" عروسی نے کہا

اور ہم اس نے ہاتھ جھکا کر فون کا دھواں اٹھا لیا اور ٹیڑی سے ٹبر  
پیش کرنے شروع کر دیے۔ آخر میں اس نے فون کا فنی گلی  
پیش کر دیا۔

"برائے دل دیا ہوں۔۔۔" دیکھتے ہی دیکھتے ہی دوسری طرف  
سے ہلاڑی کی آواز سنائی دی۔

"ٹانگیں اسکاٹھ لیں، دیا ہوں۔" عروسی نے کہا۔

"آپ کا کام تو میں نے کر دیا تھا۔ آپ نے فون پر اٹھ سے  
تھکنا پتہ بھی کی تھا۔" ہلاڑی نے کہا۔ اس کے بچے میں صبر  
تھی جیسے اسے عروسی کی طرف سے کال کا نول ہزار گھنٹہ میں دیا  
ہو۔

"میں نے اس بڑے کال کی ہے کہ میں نے تم سے یہ پوچھا  
تھا کہ منگوائی جان چکس سے کاسا کے لئے کوئی بس سہاں چلتی  
ہے یا نہیں سہاں ہے۔" عروسی نے کہا۔

"نئی بس سہاں بھی چلتی ہے اور لیپاں بھی۔ کین آپ  
نکلیں یا چھوٹے جیٹا۔" ہلاڑی نے جوتہ جوتے لگے میں کہا۔  
"میں پہلے چکس نکالنا چاہتا ہوں۔ پھر وہاں سے کاسا میں  
داخل ہوں گا اس لئے یا چھوٹا ہوں۔" بچے بتا دیا ہے کہ چکس  
میں اس اور ایئر سہاں بھی ہے۔" عروسی نے کہا۔

"نہ نہیں سسر، ٹانگیں اسکاٹھ۔ آپ کو کسی نے قتل ہوا ہے۔  
چکس تو پھونکا ماحضہ ہے۔ وہاں تار پست نہیں ہے۔" ہلاڑی

نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"نہ پھر تو پتہ ہے، دیا چتا ہو گا۔ کاسا کے سبھی شہزادوں  
سے ایک سڑک چکس نکلتی ہے۔ کیا یہ بات درست ہے۔" عروسی  
نے کہا۔

"نئی ہاں۔ لیکن آپ کین انکا نمبر یاد کر لیا چاہتے ہیں۔  
آپ پست سسر سے پانی تار کا کاسا نکالے گا۔" ہلاڑی نے  
کہا۔

"سم ادا تار دیکر پتہ رکھ لیں۔" عروسی نے کہا۔  
"نہ پھر تو پتہ ہے، دیا چتا ہو گا۔ کاسا کے سبھی شہزادوں  
سے ایک سڑک چکس نکلتی ہے۔ کیا یہ بات درست ہے۔" عروسی نے کہا۔

"نئی ہاں۔ لیکن آپ کین انکا نمبر یاد کر لیا چاہتے ہیں۔  
آپ پست سسر سے پانی تار کا کاسا نکالے گا۔" ہلاڑی نے  
کہا۔

"سم ادا تار دیکر پتہ رکھ لیں۔" عروسی نے کہا۔  
"نہ پھر تو پتہ ہے، دیا چتا ہو گا۔ کاسا کے سبھی شہزادوں  
سے ایک سڑک چکس نکلتی ہے۔ کیا یہ بات درست ہے۔" عروسی نے کہا۔

"نئی ہاں۔ لیکن آپ کین انکا نمبر یاد کر لیا چاہتے ہیں۔  
آپ پست سسر سے پانی تار کا کاسا نکالے گا۔" ہلاڑی نے  
کہا۔

"سم ادا تار دیکر پتہ رکھ لیں۔" عروسی نے کہا۔  
"نہ پھر تو پتہ ہے، دیا چتا ہو گا۔ کاسا کے سبھی شہزادوں  
سے ایک سڑک چکس نکلتی ہے۔ کیا یہ بات درست ہے۔" عروسی نے کہا۔  
"نہ پھر تو پتہ ہے، دیا چتا ہو گا۔ کاسا کے سبھی شہزادوں  
سے ایک سڑک چکس نکلتی ہے۔ کیا یہ بات درست ہے۔" عروسی نے کہا۔

آواز جاتی تھی۔

"کرتا ہے۔ میں تو اس کے فون کا بے چینی سے انتظار کر رہا ہوں۔" اس نے جو لکے میں کہا۔  
"اچھا۔ آج کل رہا ہوں۔ فوری سمجھ رہے۔" وہ لکھن کی گاڑی کے بعد ایک موبائل آواز جاتی تھی۔

"اُس کا بل رہا ہوں آج۔ مجھے تمہارے بھائی گرسے کی موت ہے یہ وہ فون تھا ہے۔ وہ میرا ہے وہ گزرا ہے بھئی دوست تھا۔" اس نے سب سے پہلے آج سے اس کے بھائی کی تصویر کرتے ہوئے کہا۔

"مجھے آپ کے بارے میں کی بار گرسے نے بتایا تھا۔ یہ بھائی اب بڑھتا تھا تو ہو گیا۔ میں چاہتا ہوں کہ آپ اس کے کاغذوں سے یہاں نظام میں کر سکیں کی وجہ سے قیامت تک شہرہ رچی۔ میں خود یہ کام کرتا لیکن باہر نے مجھے یہاں کرنے سے منع کر دیا تھا۔" آج نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تم بے فکر رہو۔ پہلے تو حفاظت شہرہ اس ادارہ میں رہے تھے وہ پاتے لیکن اب میں طرح طرح لے لیا ہے اس کی وجہ سے تمہارے بھائی کے کاغذوں کی وجہ سے قیامت تک قرار لیکن مل سکے گا۔" اس نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"یہ لوگ واقعی بے حد خطرہ ہیں۔ انہوں نے کاغذ چھپنے کے لئے اچھا کی وجہ سے شک کیا ہے۔" وہی طرف سے کہا گیا

اس کا کام میں جانے والے اپنے آپ میں سوچ رہا تھا۔ اسے اچھا کی شہرہ سے بے چینی سے آج کی طرف سے فون کال کا انتظار تھا لیکن باہر نے اسے بتایا تھا کہ اس نے آج سے کہہ دیا ہے کہ وہ لوگ چھوٹی ہیں وہاں سے جاتے ہیں وہ فون ان کو فون سے اجازت اسے اور اس کے بھائی کے فون اس کے ساتھ کسی بھی دکان فوری سمجھ رہے وہاں وہاں گئے اور پھر فون سے وہ چھوٹی فون کی کھلی تھی تو اس نے فون سے اچھا بھلا کر دیکھا تھا۔

"نکلا۔" اس نے کہا۔

"بھائی رہا ہوں اس۔ آج کی کال ہے اور وہ آپ سے بات کرنا چاہتا ہے۔" وہی طرف سے باہر کی موبائل





اس نے کہا۔

"نہیں ہاں"۔ دوسری طرف سے کہا گیا تو اس نے دھڑک دیا۔ اب اس کے چہرے پر گہرے اطمینان کے اثرات تھے کیونکہ اس کے لٹکے ہوئے اب عرصہ ہوا اس کے ساتھیوں کی سوت چینی ہو چکی تھی۔

فاز کر دے گا۔ جب یہ لوگ بے حال ہو جائیں گے تو ہر انہیں وہاں سے نکال کر نکال پھانٹ دیا جائے گا۔"۔ سطرے نے تھکیل سے بات کرتے ہوئے کہا۔

"جو تمہیں کئی دن تک ڈر رہی ہے۔"۔ اس نے پوچھا۔

"مجھے کھوکھوں تک ہاں"۔ سطرے نے جواب دیا۔

"تھک گیا ہے۔ اب سطرے آرچ نے تیار ہے کہ یہ لوگ صرف راستوں سے گھٹا آنے کی بجائے غیر معروف راستوں سے یہاں نکلا رہے ہیں لیکن ہر حال وہ کیڑی گے تو گھٹا میں تھا۔"۔ اس نے کہا۔

"نہیں سے راستوں سے وہ یہاں نکلا رہے ہیں ہاں"۔ سطرے نے پوچھا تو اس نے آرچ کی کھال ہلکی تھکیل دیا۔

"ہاں۔ ہم انہیں نکال کر بھی ان کی گرتی کر سکتے ہیں"۔ سطرے نے کہا۔

"تھک گیا ہے۔ لیکن زیادہ آدلی مت بھیجا کیونکہ وہ بے ہوش ہو کر ہلے ہلے ہو کر آتے ہیں کہ وہ کسی نام سے سفر میں نہ کر رہے ہیں آجائیں گے اس نے صرف وہ آدلی کافی ہیں۔ وہ گراؤ والی تیرا سوجھو تھا۔ آدلی کو ساتھ ساتھ دھپت دینا دینی ہے۔"۔ اس نے کہا۔

"نہیں ہاں"۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔

"جب یہ لوگ نکال پھانٹ گئے تو فوراً لکھے ہوئے ہیں۔"

دیکھتے ہیں۔" مصد نے کہا۔

"میں نے اس بات پر غور کیا ہے۔ میرا خیال ہے کہ عروں صاحبہ کو سلیم تھا کہ اس کی کئی بھائی ہائیں تھیں۔ ان کا تعلق کسی اور سے ہے۔ لیکن وہی ہیں اس کے بھائی نے جان بوجھ کر یہ ہائیں کی ہیں لیکن میرا خیال ہے کہ عروں صاحبہ نے کچھ کہہ رہے ہیں اس پر گل نہیں کریں گے لیکن اب لکھ ائی بات پر غور ہی کیا۔ چاہا ہے کیونکہ وہ تو اسی راستے پر چل رہے ہیں جو بھائیوں نے دھار کو بتایا تھا۔" کچھیں ٹھیک لے کہا۔

"عروں جانک پائی سے بھائی تک اب آپ میں بھی غامض رہا ہے۔ وہاں لکھا تھا جیسے وہ کسی خاص شخص میں ہے۔" بھائی نے کہا۔

"میرا خیال ہے کہ عروں صاحبہ داخل اپنے آپ میں غور خارج نہیں ہیں۔ وہ اپنی طرف لکھ رہے ہیں۔" مصد نے کہا۔

"انہی کوئی بات نہیں۔ وہ اس طرح کے ارادے کرتا رہتا ہے۔ یہ اس کی عادت ہے۔" مصد نے کہا۔ اب تک غامض ہوتا ہوا تھا۔ مگر اس سے پہلے کہ عروں کوئی بات بولتی وہ دھار نکلتا اور عروں حیرت ہوا کرتا۔ داخل ہوا۔

"بھائی پر تو تم نہیں نہیں کیا جا سکتا کیونکہ تم چار کی بھائی ہو گئی ہو۔ اب بھائی کو ٹھیکہ کر دیا جائے تو مگر تم داخلی بھائی

اور ان کا سا بڑا غور تھا۔ یہ کاٹا اور کاٹا کی سرور، خارج تھا۔ عروں اور اس کے ساتھی اس حالت اور ان کے ایک بھائی کے کرنے میں سوچا رہے تھے۔ عروں انہیں بھائی بھائی کر رہے تھے کہ چاہ گیا تھا کہ اس نے کچھ شہرہ کی افکار نہ کرنے ہیں۔

"اسی دار عروں صاحبہ کا دور یہ کہ جب نہ ہے۔" مصد نے کہا۔

"کیا مطلب۔ کیا کتا چاہتے ہو تم۔" بھائی نے ہنک کر کہا۔

"عروں صاحبہ نے جس طرح گل کر فون پر دھار سے ہائیں کی ہیں۔ مگر پوری ٹھیک سے اسے اپنا مطلب کہہ دیا تھا۔ یہ لکھ دیا کرنے کی کوئی وجہ تھی نہیں آئی اور عام طور پر عروں صاحبہ یہاں نہیں کرتے۔ وہ تو ہم سے بھی سطور نہ کوئی

چاکری ہو۔۔۔ عرواں نے ہمدردی دلائی ہوئے کہہ دیا۔

"لکھو تو تم سب سے بڑے چٹاڑی تھے جو۔۔۔ سوائے قنول ہاتھی کرنے کے اور کچھ نہیں آتا ہی کیا ہے۔۔۔ عرواں نے غصیل لکھ لی۔

عرواں صاحب۔۔۔ یہ چٹاڑی کچھ کے ہیں اور چٹاڑی چاکری کا اصل مطلب کیا ہے۔۔۔ عرواں نے شاعرانہ طور پر لکھنے کے لئے کہا کیونکہ اسے معلوم تھا کہ عرواں نے ہاتھ نہیں آتا اور عرواں کا غصہ بڑھتا چلا جاتا ہے۔

"چٹاڑی ہندی زبان کا لفظ ہے۔ اس کا مطلب ہے کٹر۔ دہلی لفظ کا، بدلتا، بدلیج، کٹھن اور ٹھیل کو بھی چٹاڑی کہتے ہیں۔۔۔ عرواں نے وضاحت کرتے ہوئے کہا۔

"کوہ، بھارت، یہ گائی ہوئی۔۔۔ عرواں نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ہاں اور یہ ہاں ہو جو کہ اپنے الفاظ کو ہے۔ اصل میں یہ ہمیں گالیاں دیتا ہے۔۔۔ عرواں نے لڑکچہ ہونے لگے میں کہا۔

"اے۔۔۔ اے۔۔۔ یہ تو میں نے چٹاڑی کا لفظ مطلب بتا دیا ہے۔ چٹاڑی چاکری کا مطلب شرابی بھڑا کا اصرار ہوتا ہے اور یہ لادہ ہے۔۔۔ عرواں نے سہماتے ہوئے کہا۔

"عرواں صاحب۔۔۔ اب یہاں سے کب روٹگی ہوگی۔۔۔ اس بار صوفی نے بڑے عجیب لہجے میں کہا۔

"لکھی بدلتا ہے تو کرنے کیا تھا۔ اب ہم کھانا کی سرحد میں داخل ہوں گے اور وہی عداوتیں وہاں احتمال کرنے کی چوٹی پہنچی طرح مکمل ہو چکی ہیں۔۔۔ عرواں نے سہماتے ہوئے کہا۔

"کیا مطلب۔ کیا انہیں معلوم ہے کہ ہم اس راستے سے آ رہے ہیں۔ وہ تو صرف راستوں ہی کی پٹائی کے ہوتے ہیں گئے۔۔۔ عرواں نے چونک کر کہا۔

"تمہارا کیا خیال تھا کہ میں جو اپنی تحصیل سے راجہ راجہ کو فون پر بات کر رہا ہوں یہ بات صرف راجہ تک ہی رہے گی۔ عرواں نے کہا۔

"کیا راجہ تمہیں ہم کو دے رہا ہے۔۔۔ عرواں نے کہا۔

"آپ وضاحت کریں عرواں صاحب۔ ہم سب آپ کے آنے سے پہلے اس موضوع پر باتیں کر رہے تھے۔ ہم سب کا خیال تھا کہ آپ کا وہاں پہنچ لینا میں فون پر راجہ سے باتیں کرنے کا اشارہ ہے کہ مفلوک تھا اور آپ جو ہم سے بھی باتوں کو سمجھ رہے ہیں راجہ کو فون پر کام راستے کے بارے میں سمجھاتے رہے تھے۔ اب آپ نے فون پر بات کر کے ہمارے مفلوک کو پتہ کر دیا ہے۔۔۔ عرواں نے کہا۔







ہوتے انہیں بھی معلوم ہے کہ مراد انہی کی اس نظر سے کوئی نہیں  
 نہیں کر سکتا کہ اس نے پاکیزہ نکتہ سہا کا حاکم کر دیا ہے اور  
 بیزاریوں کی پالی کے بعد وہ رنگ اس بات کو کسی صورت میں  
 ثابت نہیں کر سکتے کہ انہوں نے واقعی یہ کام سواہم دیا ہے یا  
 نہیں۔" کھلی گھلی نے جواب دیا۔

"تجربہ کیا کیا درست ہے کھلی گھلی۔ لیکن مسئلہ یہ ہے کہ ہم  
 بری طرح سے الجھ جائیں گے۔" عروسی نے کہا۔

"عروسی صاحبہ۔ کیا آپ بری بات مانیں گے؟" عروسی  
 نے جواب دے سونچنے لگا۔

"نہیں۔ تم تو اب جھگڑ کی کھڑکی میں آ چکے ہو اس لئے  
 تہذیبی بات بتانا تو اب گھبرائی میں ملتی ہے۔" عروسی نے کہا تو  
 سب نے ہنسنے لگا۔

"عروسی صاحبہ۔ میرا خیال ہے کہ ہم پہلے وہاں جا سکتے ہیں  
 لہذا ہی پر غور کرنے کے واسطے وہاں کوئی بھی جانے کی جگہ پہلے  
 ان کے بے گناہی پر غور کر کے اسے چھوڑ دیں۔ اس کے بعد واقعی  
 کام آسان ہو جائے گا۔" عروسی نے کہا تو عروسی نے ہنسنے لگا۔  
 انہیں پتا تھا کہ عروسی نے انہیں کے بیانات دہرائے۔

"برائی گئی۔ اے میں آتا ہوں۔" واقعی تہذیب سے ساقیوں نے  
 نہیں دوسرے طور پر جواب دیا ہے۔ گڑبڑ ہو گئی۔" عروسی نے  
 بے ساختہ لکھے میں کہا تو عروسی کے چہرے پر مسرت کی جگہ

شرع کی کے بیانات دہرائے۔ وہ لکھے یہ لکھا تھا کہ عروسی اس  
 کی قریب کے انداز میں اس کی بات کا غلط انداز ہے۔

"سہلی عروسی صاحبہ۔ اگر آپ کو میرا آگلیا پتا نہیں آتا تو  
 میں ایک بار پھر سواری کر لیتا ہوں۔" عروسی نے کہا۔

"نہیں۔ میں تو تہذیبی قریب کر رہا ہوں اور قریب اس قدر  
 شرعہ ہو رہے ہیں کہ عروسی بھی اپنی بات پر اس قدر شرعہ لگتی نہیں  
 ہوتی۔" عروسی نے ہنسنے لگا۔

"میں کیوں شرعہ ہوں۔ اس لئے تو میں بات ہی نہیں کرتا۔"

عروسی نے بڑے صبر سے لکھے میں کہا اور اس کی بات میں کہ اس  
 قدر اور دہرا لکھا۔ پتا تھا کہ عروسی پہلے تو عروسی کی طرف سے  
 دہرا لکھا۔ پتا تھا کہ اس نے اپنی بات دہرا لکھی تو وہ واقعی شرعہ  
 ہو کر رہ گیا۔

"عروسی صاحبہ۔ عروسی نے جو بات کی ہے اگر میں اس میں  
 لکھے تو یہ واقعی میری آگلیا ہے۔" عروسی نے ہنسنے لگا۔  
 گھلی نے اسے اس کے لکھے میں کہا۔

"جی۔ اس لئے تو میں اس کی قریب کر رہا ہوں۔ یہ واقعی تو  
 میرے انہی میں بھی نہیں آتا تھا۔ میں تو یہ سواہم دیا تھا کہ اس  
 برائی کوئی کی کوئی کوئی ہے اور لکھا جائے اور وہاں سے اس  
 راستے سے نکال کر لہذا ہی کو لکھا دیا جائے لیکن یہ ظاہر نہیں تھا  
 کہ یہ رنگ۔" عروسی نے چہرے میں عروسی کے بیانات دہرائے۔

ہو تو ہمارا اس کٹھن کی گھڑی کے لئے بھی انہوں نے بھرے  
 انگلیات کے بدلے لکھن آکر اس کے بھانڈوں کو پھینک دیا  
 جانے تو یہ لوگ نگر ہائیں گے۔ اس کی حرکت پر غم نہ جانے کی  
 اور اس صدمہ میں انہیں سے لپٹا رہی کہ وہ کر کے جانیں ہانکے  
 ہیں۔۔۔ عروسی نے بھی تھوڑے لمحے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"لکھن اصل مسئلہ تو یہ ہے کہ ہمیں ان کے بھانڈوں کے  
 بارے میں معلومات کیسے حاصل ہوں گی اور ہم اب کیا کر  
 سکتے ہیں۔۔۔" عروسی نے کہا۔

"میں اب تک بار بار یہی کام کرتا ہوں۔ میں نے دیکھا  
 ان لوگوں کے فون سے یہاں کو کال نہیں کیا کیونکہ وہ سنا ہے کہ  
 اس لوگ میں بھی عادی گھڑی ہو رہی ہو لکھن یہاں نے اس کام  
 سے مشغول کر لی ہے اور کیا میں یہاں کے حکام کو ہمارا کوئی  
 رابطہ نہیں ہے۔" عروسی نے کہا۔

"اکہ کام ہو سکتا ہے عروسی صاحبہ۔" عروسی نے کہا۔  
 "کیا۔" عروسی نے ہلکے کر پچھا، باقی سچی بھی سچی  
 نظروں سے عروسی کی طرف دیکھتے تھے۔

"ہم میں سے وہ لوگ انہوں میں کبھی نہیں جانی ہم کبھی  
 کے اندر جانے کی بجائے اس کی گھڑی کو ہلکے کریں اور ہر گھڑی  
 کرنے والے کسی بھی آدمی کو کہہ کر کے اس سے ساری معلومات  
 آسانی سے حاصل کی جا سکتی ہیں۔ اس کے بعد ہم سب ہی کر

کھانسی کر سکتے ہیں۔" عروسی نے کہا۔

"وہ لوگ کبھی ہائیں ہمارے کون نہ جائیں۔" عروسی نے  
 حیرت سے کہا۔

"میں نے وہ لوگ اس لئے کہا ہے کہ اس طرح ان لوگوں  
 کے سامنے کوئی نہیں جائے گا۔" عروسی نے جواب دیا۔

"لکھن اس میں گڑبڑ ہے کہ وہ وہ لوگ ہر جہاں  
 آئیں اور ہر سب دیکھتے ہیں۔ اس حالت تک وہاں کوئی بھی  
 نہ دیکھتا ہو سکتی ہے کہ وہ اس کے کھانسی ہو سکتی ہے۔"  
 عروسی نے کہا۔

"مجھے میں نے کہا ہے اپنے ہی کو۔ خود خود کے پاس میں  
 دیکھتا ہوں کہ۔" عروسی نے حیرت سے کہا۔ اس کے  
 چہرے پر کھلتے ہوئے ہنسی کے تاثرات نمایاں تھے۔

"عروسی صاحبہ، صرف فون کرنے میں ہمارا کیا دیکھتے ہیں کہ  
 کچھ اس لئے ہمارے سب جانک جا کر آئے ہوں گے۔"  
 اچانک کہاں گھلنے لگا تو سب ہلکے کر عروسی کی طرف دیکھنے  
 لگے۔

"تم ہائی نہ مجھے۔ تم بھی اچھے مارنے والے وہ لوگ ہیں کوئی  
 تیرے لئے کی کوشش کروں۔" عروسی نے سہارے ہوئے کہا۔

"مجھے تو ایک تو سب سے ہلکے ہے کہ ہم سب وہاں  
 جائیں اور ہر جہاں عروسی نے کہا ہے اپنے کریں لکھن

دیکھنا۔" کچھیں گھٹیلنے لگی کہ تو عمر کا چہرہ بھلت چکا تھا۔  
 "مطلب ہے اب عمر کو ایک عجیب سا لگا ہے۔ ایک ایک  
 وہ گمانہ۔" عروسی نے سحرانے ہونے کہا۔  
 "سحران صاحبہ! آپ تو نہیں۔ آپ کیا کر کے آئے ہیں۔  
 سحران نے پوچھا۔

"میں تو یہاں سا آ آئی ہوں۔ پکار پکاری تو مجھے آتی نہیں  
 اس نے میں نے تو اس کا وہ سا مل حاصل کرنا کیا ہے۔" عروسی  
 نے کہا وہ پھر وہ غامض ہو گیا تو سب حائل نظروں سے اسے  
 دیکھنے لگے۔ سب کے چہروں پر تجسس تھا جسے اب عروسی غامض  
 اور تک غامض اور تو دلایا کے میر کا پورا لہجہ ہو گیا۔  
 "اب یہ کون سی۔ کیا ہو گئے ہو گئے ہو۔" عروسی نے ضحکہ  
 لگے میں کہا۔

"اب میں جی جی لگا ہے۔ اسے اسے قدر کو گونگے ہو  
 جاتے ہیں۔ میں کس قدر میں جی جی جی جی۔" عروسی نے جواب  
 دیا۔

"میں بھی کہاں کرنی آتی ہے اسے ہو رہے ہیں آتا۔"  
 غامض لہجے ہوئے عمر نے بھلت چکا تھا۔

"عروسی صاحبہ! پھر وہ آسان حاصل تو دینی۔" سحران  
 نے کہا۔

"جی تو سب سے آسان مل ہے کہ آری کوئی نہ ملے۔"

تجسس معلوم ہے کہ گل سحران کی کھانا ہے وہ اپنا تو غامض رہتا  
 ہے۔ تم نے دیکھا ہو گا کہ وہ اپنا تو غامض ہی رہتا ہے سحران  
 کو بھی اس نے گل سحران کا چہرہ ہے کہ وہ بھی اپنا تو غامض رہتا  
 ہے۔" عروسی بھلا کہاں آسانی سے باز آئے وہاں میں سے تھا۔  
 "عروسی صاحبہ! میں تو میں کہ آپ نے کون سا آسان مل  
 سوچا ہے۔" اچانک کچھیں گھٹیلنے لگی کہ تو سحرانے سحرانے تو ایک  
 طرف تو عروسی بھی چانک کر کہ اسے سحرانے سحرانے سحرانے میں کچھیں  
 گھٹیل کر دیکھنے لگا۔

"تمہارا کام اب یہی ہے کہ تم عروسی کے کھانے کو کہ  
 چاہو تم اس اب بیٹھے ہی عروسی کے کھانے دہچے ہو کہ عروسی نے  
 کیا سوچا ہے وہ کیا نہیں سوچا۔" کئی کے کھانے سے پہلے عمر  
 نے کہا۔

"سحران! تم اب بھی کہتے ہو بے وقت ہونے ہو۔" عروسی  
 نے ضحکہ لگے میں کہا۔

"کھانے کا کوئی وقت سحران نہیں ہو اس کا کھانا سحران میں جی جی جی  
 ہوں۔" عمر نے اس پر دیکھا کہ کچھ اپنے مخصوص وقت لگے میں  
 جواب دیتے ہوئے کہا۔

"کچھیں گھٹیل۔ اگر تم تو کہہ کر میں نے کون سا آسان مل سوچا  
 ہے تو میں تجھیں بھی گل سحران کہہ کر کہیں گا۔" عروسی نے کہا تو  
 سب بے اختیار ہنس پڑے۔





سورے اس غمراہ سفر کا آغاز کر گیا ہے۔۔۔ عروں نے حسیں  
تلاتے ہوئے کہا۔

"مگر غم۔ تم نے اس بار واقعی کام دکھایا ہے۔ سو وہ پادشاہ  
میں اس سے ابڑھل کر کوئی نہیں ہو سکتا تھا۔" عیالہ نے بڑے  
عقین آہر لگے میں کہا۔

"اُس سے ابڑھل بھی تھا مگر۔۔۔ عروں ہاتھ کرتے کرتے  
نامولی ہو گیا۔

"وہ کیا؟" عیالہ نے ہلکے کر کہا تو پانی سا جی بھی سوجھ  
نکروں سے عروں کی طرف دیکھنے لگے۔

"اگر عروں اہانت دے تو میں یہ ابڑھل نہ سکا ہوں۔" عروں  
نے عیالہ کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"بھری اہانت کی کیا ضرورت پڑے گی حسیں؟" عیالہ نے  
ہلکے کر عروں سے لگے میں کہا۔

"ضرورت ہے تو کہہ رہا ہوں۔" عروں نے کہا۔

"بھلا یہ ہاتھ ہے تو بھری طرف سے اہانت ہے؟" عیالہ  
نے بڑے تکان لگے میں کہا۔

"یہ وہ غریب۔ بڑے لوگوں میں جاتی ۱۵ دن رہا ہے۔  
ابرمال اس سے ابڑھل رہا کہ صوفیہ ظلم ظور پڑ کر لگا تو اس  
غصہ و خروش میں ہم اہانتوں سے رہے۔ کیوں عیالہ؟" عروں  
نے خیریت سے لگے میں کہا۔

"مگر تمہارا مال بھی نہیں ملا۔" عیالہ کے بولنے سے پہلے  
عیالہ نے عروں سے لگے میں کہا۔

"مگر۔ حسیں اس میں کس جتن کر رہا ہے کہ وہ۔۔۔  
پائس۔ جو عروں آتا ہے وہاں وہ سچے ہو رہا ہے وہ بھی اس جتن کی  
پادشاہ کے عیالہ میں جو صرف پائیں کرتا ہی جاتا ہے۔" عیالہ  
نے اچھلی ہوئے ہوئے لگے میں کہا کہ عیالہ کی اس جھڑپ  
سب کی اولی اولی آواز میں ہے اختیار اس پڑے۔



کاشف الحقائق

”یہ کمال کا گہر ہے۔ عہدہ“۔ کمال کی آواز چلی رہی۔

”نہیں۔ اٹھا دھڑک رہا ہے۔“ — اٹھا لے گا ابھی پہنچے گا۔

میں ڈھول۔ میں ڈانسی سے ہل رہا ہوں۔ میں نے اس دن  
کی سارے آپ کو اس لئے کال کیا ہے کہ آپ لہذا دلی  
ہاڑوں میں سمجھ رہے ہیں۔ مجھے اس نے اس لئے سمجھا تھا کہ اس  
کو اطلاع دی گئی کہ پاکستانی لڑکے ڈانسی لگ کر وہیں سے نکلتے  
کے راستے کا سا لکھیں گے۔ انہوں نے کہا تھا کہ میں وہیں انہیں  
دیکھ کر اس کی طرف تھمائی کہیں اور ہر وہاں اس طرف  
وہ دھڑک رہے ہیں انہیں اطلاع دی۔ چنانچہ میں یہاں پہنچا اور ہر  
میں نے انہیں دیکھ کر کہا۔ وہ حالت اس سے یہاں پہنچے تھے۔  
ایک محنت اور ڈانسی مروا دی، مگر یہ گروپ انکریشن تک پہنچ  
نہیں ہے۔ وہ یہاں کے سربراہ ہوں انہوں میں غم سے بھرے  
ہیں۔ یہاں ڈانسی گانے ہوئے ہیں۔ جہاں یہ لوگ غم سے بھرے تھے اس  
لئے میں نے ان ڈانسی گانوں میں ایک ایک دھڑک کو بھائی رقم  
اسے کہ انہیں اس پاکستانی لڑکوں کو دیکھ کر اس کے کام کا گواہ  
ہے۔ ہر انہوں میں سمجھ رہے تھے کہ اس کے اطلاع دی  
کہ یہاں چھ انکریشنوں کا ایک گروپ آیا ہے۔ جس میں ایک  
محنت اور ڈانسی مروا رہی ہیں۔ ایک مروا رہی ہے ان کے ہر

دانیس چاہ گیا اور پھر اس کی دانیس کی ٹھکانوں پر پہنچی۔ اسی دفتر  
 نے بتایا کہ ایسا ہو چکا ہے۔ دانیس میں ایک دفتر بھی ہے جو انٹیلیجنس میں  
 وہ چکا ہے۔ میں نے جب اسے وہ اتفاق بتائے تو میں نے اس  
 کو کہہ دیا کہ پتہ کالی سر کر سکتے ہو اسے کسی کو یاد کر لے۔ اسی وقت اس  
 نے بتایا کہ یہ انٹیلیجنس نہیں کے اتفاق ہیں۔ دفتر کی اس اطلاع پر  
 میں نے فوراً انٹیلیجنس چیک کیا۔ وہ واقعی اس پر تو قیامت اور اتنا اسے  
 پاکستانی انٹیلیجنس ہی تک اسے ہے۔ میں نے "یہ چیکنگ کے لئے  
 خصوصی طور پر ایک۔ یہ وہ ایسا اس دفتر کی مدد سے اس کے کمرے  
 میں کاپی اسی اور اس کے "اسپان" نے وہی ٹھکانہ لپیٹ کر لی اور پھر  
 میں نے وہ ٹھکانہ اس دفتر کو پہنچی جو انٹیلیجنس میں وہ چکا تھا۔ اس نے  
 مجھے بتایا کہ یہ ٹھکانہ پاکستانی ایجنس میں کی جا رہی ہے۔ وہ چاکر  
 پاکستان میں ہی کسی جگہ میں کالی عورت کو یہ چکا تھا اس لئے اس  
 نے مجھے اسٹیشن پر لے کر اس لپیٹ کا جاری رہا نہیں اس پر کہ  
 وہ اس اسے سے مجھے معلوم ہوا کہ وہ تو اب ایک ایجنس کے  
 اسے انٹیلیجنس سے کال کر رہے تھے اسے چاکر کی چلائی رہا تھے  
 کو دانیس نے کہا تھا ہے۔ اسے سطر کرنے والے ہیں۔ میں نے  
 انکار کیا تاکہ کسی طور پر یہ معلوم ہو سکے۔ اسی وقتوں نے مج سے  
 ہی ہو چکا تھا۔ وہ اس پر ایک دانی چلائی چیک کا کتا میں اس پر  
 کہ وہ دانیس ہے۔ میں نے اس کی کمرانی کی۔ وہ واقعی میرے  
 سامنے کو دانیس نے اسے انٹیلیجنس کے ساتھ ساتھ تھا تھا ہے۔



گئے۔ چنانکہ مجھے معلوم ہے کہ آپ اپنے گروپ کے ساتھ اس دوسرے  
کے آگے میں موجود ہیں اس لئے میں نے آپ کو کال کیا ہے تاکہ  
آپ کو اجازت کر سکیں۔ یہ لوگ آگے تو تھکوں کی لڑائی تک کے بعد  
بڑھ چکے ہیں وہاں میں کسی کھائی میں درگزر ہے تو آپ کے پاس کھانا  
جائیں گے۔ خود۔۔۔ کال نے پہلی تحصیل سے رہائش دینے  
پہنچے۔

"ہیپ کے خبردار ہو۔ وچرو کی کیا تحصیل ہے وہاں کے  
طہان کی بھی تحصیل تا دو۔ خود۔۔۔" ادا نے سر ہٹ کر بچے  
میں کہا تو دوسری طرف سے کال نے اس کی نظر تحصیل تا دوسری  
"گپ سٹو کال۔ اس سے میں خود بات کر لوں گی۔ جیسے  
کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ خود۔۔۔" ادا نے کہا۔

"نہیں مس۔ خود۔۔۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔  
"لو کہ۔ خود اپنے آل۔" ادا نے جواب دیا اور ٹاسکر  
آف کر کے جیب میں رکھ لیا۔

"نہیں یہ پہلی صبح لگ گیا ہے ان لوگوں کے ساتھ کا۔ پچ  
اور۔ ہم نے قریبی طور پر اس راستے پر چنگ کرتی ہے۔" ادا  
نے سر ہٹ کر بچے میں کہا۔

"کہا۔ اس کو اطلاع دینی ضروری ہے۔ یہ پہلی اہم مسئلہ  
ہے۔" ادا نے کہا۔

"مگر۔ اس کی کیا ضرورت ہے۔ اب ہم جتنی عقل کر رہے

ہی تو اسے اطلاع بھی دے دی گئی۔" ادا نے جواب دیا۔  
"نہیں ادا۔ اپنی درست کہہ رہی ہے۔" جنت نے بھی اپنی  
کی جانب کرتے ہوئے کہا اور پھر ادا نے بھی اس کی جانب کر دی تو  
ادا نے بے اختیار ایک غمیلی سانس لیا۔

"اسپر۔ اگر تم جتن کھتی ہو تو کھج ہے۔" ادا نے کہا اور  
پھر پھر بچے سے ہونے والی کاروبار ادا کر اس نے جوتی سے لبر  
پس کر کے شروع کر دیے۔

"نہیں۔ سطرے ہل رہا تھا۔" دوسری طرف سے بچہ کواڑ  
اچانک سطرے کی آواز سنائی دی۔

"کہا ہل رہی ہیں۔ اس سے بات کرنا۔" ادا نے  
کہا۔

"نہیں مس۔ جانتے کر رہی۔" دوسری طرف سے کہا گیا۔  
"نہیں۔ اس ہل رہا تھا۔" پچھنوں بعد اس کی آواز  
سنائی دی۔

"کہا ہل رہی ہیں اس۔ ایک اہم اطلاع تھا کہ اسے قفس  
میں رکھی ہے۔" ادا نے کہا۔

"کیا۔ کھل کر بات کرنا۔" اس نے کہا تو ادا نے کال کی  
ٹاسکر کال آئے سے لے کر اس کی جاتی ہوئی پہلی تحصیل تا  
دی۔

"میں تو بھی ہاتھی قفس کر رہی کی دھمکی لے کر تھا کہ اس



خلاف کام کرتی۔" ادا نے کہا۔

"ہاں۔ تم کیا کر رہی ہو۔ ہم دہری ظراف کا خیال رکھیں گے  
لہٰذا ایک باغ کا خیال تم نے بھی رکھا ہے کہ کیا وہ جو کہ تم کا  
تہداری کوئی ساتھی اس کے ہاتھ لگا جائے گا۔ ادا نے جوتی آپ  
سے رابطہ ہو جائیگا۔" ادا نے کہا۔

"تمہیں معلوم ہے کہ میرا گروپ تم سمیت تہداری گروپ  
سے زیادہ کارکردگی رکھنے کا دعوہ ہے۔ اس کے علاوہ تم یہ بات  
کر رہے ہو۔" ادا نے کہا۔

"میں جانتا ہوں اس لئے تو تمہیں ہدایت دے رہا ہوں اس  
کے علاوہ تم نے میری ساتھیوں کے ساتھ دیکھا ہے۔" ادا نے  
کہا۔

"کوئی۔ اب میں ہی کوئی ہے جوئی کے نام میں کچھ پتا نہ  
چلے کر تمہیں کال کریں گی۔ گروہائی۔" ادا نے کہا اور اس کے  
ساتھ ہی اس نے دستہ کو روکا۔

پہلی راتوں پہ چلے وہی خصوصی امداد کی بیپ اس لئے  
کھڑے ہو کر میرے پاس پہنچے۔ ادا نے خاص طور پر ادا کی سے پہلی  
پہلی آگے بڑھی پہلی ہادی تھی۔ ادا ایک چوتھے عرصے کا تھوڑا  
سایا چوتھے پہلے اور تھوڑی سی سیٹوں پہ ہادی ساتھی سمجھ رہے تھے کہ یہ  
ساتھ اس قدر خطرناک ہو چکا تھا کہ اسے دیکھ کر میں گھبرا گیا تھا جیسے  
کسی بھی لئے بیپ پر اس وقت گروہائی میں جا کر اسے کی نہیں  
عرصے کے سب ساتھی تھے انہیں میرے امداد میں پہنچے ہوئے  
تھے کیونکہ انہیں معلوم تھا کہ انہیں ایک عرصے کے ہاتھ میں ہے اور  
وہی عرصے اچھلتی بار بار امداد میں مشعل بیپ چلا رہا تھا۔

انہیں ایک اس کے ہاتھ میں کسی کھولنے کی طرح محکم رہا تھا۔  
اس قدر خطرناک ڈرامے کے بعد میں بھی عرصے کی زبان اس  
امداد میں کال دی تھی جیسے وہ کسی خطرناک راستے پہ بیپ چلائے

کی جانے کسی ہائی اسے پانچ گنا کر دیا۔ انہیں سزا کرنے  
 ہوئے ٹکڑیاں مانت گئے تہہ چکے تھے۔ وہاں میں دو جگہوں پر  
 انہوں نے تھوڑی دیر آرام کی کیا۔ تاکہ وہیں مسلسل اکیل دی  
 جس کی وہ انہیں پس منوں ہو رہا تھا کہ وہ وہیں کی تھوڑی مسلسل  
 کھینچے اور نہ ہوتے ہوئے کسی طاقتور پرکھ پڑھتے ہوئے ہوں۔

"خیریں صاحب۔ یہاں کوئی سوراخ ہے۔" انہوں نے پوچھا  
 پوچھے ہوئے سوچنے لے کہا تو سب نے اختیار چاک چاٹتے۔ وہیں  
 اس حالت میں رہتے رہتے وہاں کی وہ کچھ دیکھ کر انہوں نے کہا  
 عجیب تھا۔ خیریں نے وہیں کی بات کہہ کر دی۔

"کون ہے؟" خیریں نے حرکت کرنے کے لیے پوچھا۔  
 "میرا خیال ہے کہ کچھ عجیب میں کوئی لڑکی موجود ہے۔" سوچنے  
 لے کہا۔

"کوئی۔ کیا مطلب۔ یہاں کسی لڑکی کی موجودگی کا کیا پتہ  
 ہے؟" خیریں نے حرکت کرنے کے لیے پوچھا کہ اس نے وہیں  
 دیکھ دی۔

"جس میں لڑکیوں کے خواب تو نہیں آتے شرم ہے مجھے۔" منور  
 نے سہارے ہوئے کہا۔

"نہیں منور۔ میں سمجھتا ہوں کہ وہاں کا کچھ کچھ  
 لڑکی کو دلا کر ایک چٹائی کے نیچے سے نکل کر جاتا ہے اور وہاں  
 میں دوسرے چٹائی کے نیچے چھپے ہوئے دیکھا ہے۔ تو یہی طور ہے

میرے صبر میں یہ بات نہیں آتی تھی کہ جو جی حرکت کر رہی ہے  
 وہ لڑکی ہے لیکن اب میرے صبر میں اس کی تصور ابھر آئی ہے۔  
 وہ واقعی لڑکی ہی ہے۔ اس نے ہر سہ لہاس چٹا ہوا تھا۔" سوچنے  
 لے انہوں نے انہوں کے میں خواب دیکھنے ہوئے کہا۔

"میرے خیال میں یہ وہی جگہ ہے جہاں وہ لڑکی موجود  
 ہے۔ جو سکتا ہے کہ یہاں ساراں لڑکیوں کا ہاتھ دیکھ دے۔"  
 خیریں نے انہوں کو سمجھانے کے لیے کہا۔

"تو میرا آپ کیا کرتا ہے اگر ہم یہ راستہ وہاں گئے تو  
 وہاں ہمیں نقصان بھی پہنچ سکتے ہیں۔" انہوں نے کہا۔

"آہ۔ اس صورت حال میں وہیں کے اس کے آگے ہٹا  
 دے۔ اسے کتنی دیر ہو چکی ہے۔ وہ کسی چٹائی کی لہٹ سے  
 وہیں پر ہوا کی لہٹ سے کہیں جاتا ہے۔ اس نے اب ہمیں گھر کر چلے جانا  
 ہوتا۔" خیریں نے کہا۔

"لیکن خیریں صاحب۔ جیسے سوچنے لے ان کی حرکت چٹائی کی  
 ہے وہاں انہوں نے بھی وہیں کو دیکھا ہے کہ وہاں سے چٹائی کر لیا ہے گا  
 اگر وہیں چلے گئے ہیں تو وہاں وہاں لہٹ سے چٹائی گئے۔"  
 منور نے کہا۔

"تو میرا یہ ہے کہ تم سب گھر کر چلے جانا میں وہیں لے کر  
 چلے آؤں گا۔" خیریں نے کہا۔

"مگر اگر انہوں نے یہاں سے لڑکی لے کر دیا ہے۔" انہوں نے

اپنی کوتاہی مرے بچے میں کہہ

”تو مگر عمر کو کیا میں وہ بچے ہوتے ہیں۔“ عروسی نے  
 حیران ہوئے کہا تو بھلا بھی ہے اعتبار کیا دی۔ وہ عروسی کا  
 مطلب سمجھ گئی تھی۔

”ننگے۔ ہم سب بچے ہیں بچے کے بچے ہائیں گے۔“ بھلا نے  
 جی بچے میں کہہ

”عروسی صاحب۔ آپ بچہ کو بچے نے ہاتھ دئے اس  
 انداز میں کیا ہاتھ کے بچے نے ہائیں گے بچہ صاحب ہو گیا وہ  
 باپس گئی ہو۔ اس کے بعد آپ بھی بچہ سے ملا کر بچے ہائیں  
 نگہ اس دوران ہم کافی بچے بچے ہیں گے اور مگر وہ گارڈ  
 ہیں گے۔“ مصور نے کہہ

”وہ دست داتے ہے۔ ہمارے عروسی کو کہہ لے تو میں  
 سے کم از کم ایک کو دے دو بچاؤ ہے۔“ عروسی نے کہا تو سب نے  
 انکس میں سر ہا رہے۔ مگر وہ سب اصرار لے کر بچہ سے بچے  
 اڑے۔ بھلا، مصور اور مصوری ہائیں طرف کو بچے گئے بچہ عمر  
 اور کھلی تھیں ہائیں طرف کہ۔ پھر میں میں ہی وہ ہاتھوں کی  
 حرکت کی وہ سے بچہ کی ڈانچہ گیت پڑھ رہے عروسی کی  
 نظروں سے ہٹیں ہو گئے لیکن عروسی کو معلوم تھا کہ انہیں وہیں تک  
 پہنچے میں جہاں مصوری نے حرکت بائیں جی حیران میں منت گ  
 ہائیں گے اس لئے وہ ہانچے منت تک تو تماشائی بیٹا رہا مگر اس

نے بچہ انکسٹ کر کے آگے بڑھا دی تاکہ بچے مصور صاحب  
 لکھتے ہیں کی طرف متوجہ ہو جائیں اور اس کے ساتھ میں کی قس،  
 حرکت کو ہانک کر نکھر۔ چلی بچے بچے بچہ بچے بچے  
 میں ہاتھ لگی تو پھر کو بچے کے بچہ کی ہاتھ، عروسی ہاتھ کی جی  
 اور مگر انکی عروسی مصوری ہاتھ کر کہیں طرف اور کہیں انداز میں  
 بچہ کو کہہ کر ہانک ہائیں کی آواز کے ساتھ کوئی بچہ بچہ  
 سے گھڑی اور مگر اس سے پہلے کہ عروسی کا دامن بچے لکھتا اسے پنا  
 عروسی ہاتھ اس کے دامن پائیں نے ہر ایک ہاتھ والی وہ  
 اور آفری اس اس کے دامن میں ہو اگرا وہ ہاتھ اس حالت  
 میں بے ہوش ہوئے کا مطلب جی ہانک کے ساتھ بچے گئے ہو  
 سکا تھا۔



اے اپنے آپ میں بیٹھا ہوا ہے گلی سے ادا کی طرف  
 سے کال کا انتظار تھا۔ اس کے دماغ میں مسلسل غائبانہ کے کڑے  
 ایک رہے تھے۔ مگر ادا اور اس کے گروپ کی مہارت اور  
 کارکردگی، عمل کو برقرار رکھ رہا تھا۔ یہاں اپنی جڑ، ہر تکی، اوچھل اور  
 ہوشیار تھی جس میں اس کے ہاں وہ رہے تھے۔ وہ اپنی جڑ کو اگر آگے  
 والے اصل پاکیزہ خیالات میں فروغ دے گی کہ طرف ہم نہیں ہیں اور  
 ان کی صورت بھی اپنے صورت ہے۔ یہی باتیں سوچنا عادی کر رہی ہے  
 بیٹھا بیٹھا رہا تھا۔ ادا کو کال کے ہونے کی بجائے کڑے تھے  
 جس میں ہر جہاد ادا کی کال نہیں آتی تھی اور ہر چاہک ادا کیلئے  
 آیا کہ ادا کے پاس کالیں لڑا سکر بھی ہے اس لئے وہ اسے  
 لڑا سکر سے بھی کال کر سکتا ہے جس دوسرے کے ایک دوسرے  
 خیال کے تحت اس نے اس آہستہ آہستہ کر دیا کیونکہ اسے  
 معلوم تھا کہ ادا اس وقت کسی پڑاوت میں ہے اور لڑا سکر کال

اسے کسی طور سے بھی دھپا کر سکتی تھی۔ اس نے یہ انتظار  
 طویل سانس لیا کیونکہ اب انتظار کے سماں کے پاس ہر کئی  
 چارہ رہا۔ ہر پانچ گھنٹہ میں کڑے کی کال چاہک توں کی تھی  
 لیکن اب اس نے اس طرح بات چیت کرنا شروع کر دیا تھا جیسے ایک  
 بے کی اور سے جو مستحکم ہو چکا ہے۔

"سہم"۔۔۔ اس نے ہر کچے میں کہا۔

"سہم ادا کی کال ہے کال پانچ ہے۔"۔۔۔ دوسری طرف  
 سے ادا کی آواز سنائی دی تو اس کے سر سے یہ انتظار  
 اپنی اطمینان بھرا طویل سانس نکلی گیا کیونکہ وہ جانتا تھا کہ کال  
 پانچ سے کال کا مطلب ہے کہ ادا اپنے غم میں کامیاب رہی ہے۔  
 "کڑے پانچ"۔۔۔ اس بار اس نے کڑے اطمینان بھرا کچے  
 میں کہا۔

"کڑے ادا"۔۔۔ میں ادا کیلئے رہی ہوں۔"۔۔۔ وہ نہیں اور دوسری  
 طرف سے ادا کی آواز سنائی دی تو اس کے کچے میں سرخ کی  
 بجائے اطمینان لپکی تھی۔

"کڑے ادا"۔۔۔ کہاں لپک رہا تھا کہ اس نے ہے۔"۔۔۔ اس نے ایک بار  
 ہر پانچ میں سے کہا۔

"سب انکار کچھ ہیں ادا"۔۔۔ ایک آپ میں نہیں ہیں۔" ادا  
 نے کہا۔

"کڑے ادا"۔۔۔ کہاں لپک رہا تھا کہ اس نے ہے۔"۔۔۔ اس نے ایک بار



اوس نے کہا۔

"حق یہ ہے آج کل اور اگرچہ کہ تو ہم انکی چالوں سے بچے  
ہا گئے۔" اوس نے کہا۔

"سب وہاں جا کر کیا کرو گی؟" اوس نے کہا۔

"جو سنا ہے اوس میں سن کی وہ نہیں ہوں۔ لہجہ یہ وہ اور  
دوسری کوئی اور۔ اور اب وہ دوسری ہم وہاں ملے جاتے۔ اس وہاں  
کے گھسے میں جوتہ اور انکی کو وہاں پھانسی آئی ہوں۔ تمام آگے آگے  
وہاں ابھی تک سب ہیں۔" اوس نے کہا۔

"تو تم صرف خود کو ساتھ لے کر آئی ہو یہاں کاشی پائنتی  
ہے۔" اوس نے کہا۔

"ہاں۔ گھنٹا۔" اوس نے چمک کر پوچھا۔

"مگر تم خود وہاں پہلے۔ وہ وہاں تھے وہاں دوسری ہم کو نہ  
سنہلی تھیں۔ میں کاشی پائنتی ہے؟ ہاں ہوں۔ میرے اوس میں  
اتن کی بڑائی کے چند طریقے ہیں۔ میں بڑائی کرنے کے بعد  
اوس اسی بے ہوشی کے دوران چاک کر رہی تھیں اور انھیں دیکھ کر  
ہے انھیں بھی اسے وہاں کا۔" اوس نے کہا۔

"سوئے۔" دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی  
ناچنے لگے۔ وہ گیا تو اوس نے ہاتھ بڑھا کر گریٹل دیکھا اور پھر بچے  
اور دیگر سے سن گئی یہاں کر رہے۔

"تسلی ہاں۔" دوسری طرف سے سفر سے کی آواز دہائی گئی۔

سفر سے۔ میں کاشی پائنتی ہے ہاں ہوں۔ تم میرے گھر  
کو آتے کرو۔ کسی قسم کی کوئی ناقابل برداشت ہو گی اور کوئی  
اہم اطلاع آئے تو مجھے وہاں کاشی پائنتی ہے ہی رنگ کر لیا۔  
اوس نے کہا۔

"تسلی ہاں۔ لیکن کیا میں اسے دیکھ سکتی ہوں؟" سفر سے  
نے کہا۔

"تسلی۔ اس کے گھر نے اپنے منہ سے کہا جانی سے عمل کر لیا  
بہ لگتی ہے۔ لہجہ وہاں سے ملتا ہے۔ اب میں وہاں جا کر  
انھیں حیرت چمک کر کہیں گا اور پھر انھیں چاک کر کے اوس کی لاشیں  
روٹی کھانے میں ڈال دوں گا۔" اوس نے کھیل سے جواب دیتے  
ہوئے کہا۔

"تسلی ہاں۔" دوسری طرف سے کہا گیا تو اوس نے دھیر  
رنگہ ہاں اور اٹھ کر نکلا۔ کاشی پائنتی ہم وہاں کی کار پڑھائی  
سے اس علاقے کی طرف دھکی دینی چلی ہاں ہی وہاں اس نے کاشی  
پائنتی کا دیکھا تھا۔ یہ ایک روٹی کاشی تھی۔ یہاں اس نے ایک  
پال گھر سے اس کے قریب ٹھوس دھکی دینی کر پائی تھیں کہ  
فرار ہے سب کاشی تھیں۔ وہاں کاشی پائنتی چھوڑی تھیں۔ اب وہاں  
اور ایک دوسرے انکشاف تھے۔ اس کاشی پائنتی کا انکشاف دار  
تھا۔ اس کے گھر کا ایک فرد جو چمک آگے کا ٹھوس ہاتھ  
کہا ہوا تھا۔

عمری کی آئیں کھیں تو پھر کون تک تو اس کا ذہن جلد سا  
 رہا لیکن پھر بھگت جس طرح غلی جگتی ہے اس طرح اس کے ذہن  
 میں بے حال ہونے سے پہلے کے تمام حالات غمی ماضی طرح  
 محسوس کئے اور اس کے ساتھ ہی وہ بے اعتبار چٹک چارہ وہ محبت  
 سے اپنے آپ کو دیکھنے لگا۔ وہ اس وقت تک کئی بے راہ میں  
 بگڑا ہوا تھا لیکن وہ دیکھ کر جیوں نہ گیا تھا کہ راہ اس کے جسم  
 سے تھکے کھلے تھے۔ گو اس نے ایک نظر میں دیکھ کر لیا تھا کہ یہ  
 راہ کمال جسم کے ہی اور انہیں کی بھی آدمی کے جسم کے مطابق  
 ایسا بہت کیا جا سکتا تھا۔ لیکن ہمدی جسم کے آدمی کے لئے راہ  
 حیرت کھولے جا سکتے تھے اور دینے پہلے جسم کے آدمی کے لئے انہیں  
 گھ کیا جا سکتا تھا لیکن یہ راہ عمری کے جسم کی حساب سے کافی  
 کھلے تھے لیکن انہیں بڑھست کر کے گھ نہ کیا گیا تھا۔

عمری نے کھری گھائی تو اس کے ساتھی اس کی طرح  
 کہیں بے راہ میں بگڑے ہوئے تھے لیکن سب کے راہ اس  
 کے جسم کی حساب سے کافی کھلے تھے۔ حتیٰ کہ گھائی اس کئی  
 بے راہ عمری اس کے راہ تو اس قدر کھلے تھے کہ گھائی میں آ  
 کر باہر اچھٹیں سے اٹھ کر راہ سے باہر نکل سکتی تھی لیکن سب  
 ساتھیوں کی گردنیں ہر جسم کھلے ہوئے تھے۔ اس کا مطلب تھا کہ  
 وہ بے حال تھے۔ عمری اپنے آپ کو کچھ سمجھتا اور ذہن دیکھ کر  
 جیوں تھا اور اس نے دل ہی دل میں غم کا فقر بڑا کرنا شروع کر  
 دیا کیونکہ اسے یاد آ گیا تھا کہ سب وہ بے حال ہوا تھا تو اپنی  
 ہولی ایسا کب چڑھائی میں تھی۔ اس کو بھی تکہ جاتی یہ بات کہ  
 میں نہ آدمی تھی کہ وہ کیسے اس انداز میں چکا گیا کہ جسم میں ٹوٹ  
 پھوٹ تو ایک طرف اسے کوئی حسرت ہی نہیں تکہ نہ آتی تھی۔ کہہ  
 جاتی تھا کہ کمرے کا اگلا دروازہ دھکی دھکی تھکا۔ عمری نے وہاں پڑا  
 راہ سے باہر نکلتے اور پھر راہ بے راہ دیکھ کر اس نے اپنے جسم کو  
 دھکی اٹھا اور دوسرے لئے تھوڑی کھا کر ایک جھگڑے سے کئی کے  
 ساتھ فرار ہے آزاد حالت میں نکلا تھا۔ اس نے اپنی جھپٹیں کھلیں  
 لیکن جھپٹیں کھل کر بے حال تھیں حتیٰ کہ اس کی کھلی بے راہ گھائی  
 بھی قاب تھی۔ وہ سڑ کر دروازے کی طرف پڑھنے ہی کا تھا کہ  
 اسے باہر سے قدموں کی آواز آئی۔ دروازے کی طرف آتی چلی  
 دیکھ۔ قدموں کی آواز اس سے صاف محسوس ہو رہا تھا کہ آئے

جائے وہ ظہور میں۔ وہ جانی ہے آگے بڑھا ہوا۔ جہان کے  
ساتھ راجہ سے پشت کا کرکڑا ہوا تھا۔ چھ کھن پھر وہ ایک  
جگہ کے سے کھڑا ہوا۔ آوی اور دھن جڑوں کی آواز سننے  
ہی نہیں کر دھرا آوی میں اس کے پیچھے اُٹھ اُٹھ رہا تھا۔  
کرتے رہ گیا۔۔۔ چلے اور آگے والے نے کہہ اس کی  
نظر کی نگاہ ہے اس کی ہائی ہائی، اس کی عروں کو بکڑا گیا  
قادر جو اب اسے خالی نظر آ رہی تھی۔

"کیا ہوا کر؟"۔ اس نے حجب میں ایک بڑی آواز سنائی  
دی۔ اسی لمحے عروں حرکت میں آ گیا۔ ایک ہر سال وہ جے تھو  
نگاہ ہے میں کے پاس نظر ہی تھا۔ وہی نے آگے بڑھا آوی  
کے دیکر کہا کیا تھا۔ کی کہیں میں بکلت ہوا اور دوسرے نے  
وہ آوی بکلت ہوا تھا میں بکھڑی تھا کہ ایک جگہ کے سے لڑائی ہے جا  
کر ایک دھرا آوی ہے اس میں اس کی ہڈی ہے کٹی گیا تھا کے  
سنگھنے سے پہلے ہی عروں نے بکلت اسے ہاتھ سے پکڑ کر ایک  
جگہ سے اچانک چلے۔ وہ لگا لگا رہا تھا۔ وہ بڑی ہنس کا  
آوی تھا۔ عروں نے ایک ہاتھ اس کی گردن میں ڈال دیا تھا۔  
دھرا اس کی گردن میں دھرا دوسرے لمحے اسے اچھٹے جوتے آگے کی  
طرف آ گیا۔ عروں اس سے پہلے کہ عروں گہنہ جاتے ہاتھ کو خصوص  
ہاتھ میں بکلت اسے کر اسے بے حال کر۔ ایک ہاتھ اس آوی کی  
ہاتھوں کہاں پڑی تھی۔ سے عروں کے پہلوؤں پر اس ہاتھ میں

پڑی کر عروں کی گردن اس پر ختم ہو گئی اور عروں کو کھڑا ہوا۔  
قوت پیچھے دھرا سے ہاتھ۔

عروں کو ایک لمحے کے لئے پہن عروں ہاتھ چھو اس کا  
سایں رک گیا۔ اور عروں کے پیچھے بڑے ہی اس آوی نے کٹی کی  
ی بیوی سے محرم کر پڑی تھی۔ سے عروں کے چنے پر دھرا کا  
ہاتھ کی کٹیل کی نہیں ایک لمحے میں ہی عروں کھن پکھڑا تھا۔  
بکلت تھی بولی بولی۔ دھن کی بولی کی طرف سے بکلت گیا۔ اس  
آوی نے عروں کو بکے دھن عروں کر کے اپنا ہاتھ دھکا چا لگیا  
دوسرے لمحے وہ تھا میں ڈھکا ہوا اچل کر بکلت کے میں لڑائی ہے  
ایک جگہ کے سے جا کر عروں نے بکے پیچھے ہی بکلت اچل کر  
اسے ہاتھوں پانچوں سے ایک اور ہاتھ بکلت اسے کر پیچھے کی طرف  
اچھٹا دیا تھا۔ اسے اچھٹا کر عروں کٹی کی کی بولی سے اس کی  
طرف بڑھا کر اس کے رنج سے پہلے ہی اسے بے کار کر اسے  
لگتی وہ آوی ہر حال عروں کی قوت سے گہنہ ڈھکا ہوا۔ عروں  
قوتی کے میں میں ہاتھ۔ ابھی عروں اس کے قریب پہنچا ہی تھا کہ  
اس کا ہنس تھا میں اچل کر کٹی بکھڑی کی طرف گھوما اور عروں کے  
پہلو پر اس کی گھومتی بولی تھی۔ اس قدر ہر ہر ہاتھ میں چل کر  
عروں جیسا گھس بھی ضرب کھا کر ڈھکا ہوا دھرا سے ایک جگہ کے  
سے ہاتھ لگایا۔

عروں دھرا سے گرا کر بکے گرائی تھا کہ وہ آوی اچھٹا جیت





ہولی تھی۔ اے چھپے ہوئے دکھ دیا۔ دوسرے لئے وہ ایک یادگار  
 سمجھا ہو گیا۔ اس کے پڑنے پر اچھٹائی کے جلائے لپٹاں تھے  
 کیونکہ یہ آدمی صرف بے ہوش تھا اور اس کے دل کی جڑیں تھیں  
 وہی تھیں کہ وہ جلد ہی ہوش میں آ سکا ہے لیکن عرصہ چار سالہ کہ  
 ہوش میں آنے کے بعد وہ بے ہوشی میں رہتا تھا کہ جس میں وہ  
 سکا تھا وہ اب اس کی زبان کی پٹی کے سر میں کوئی شے نہ کر  
 دیا جاتا۔ اس نے ایک بار پھر ایک کراہی کو پتا دیا کہ  
 کونسا کونسا پھر اس کراہی کے قریب سے جا کر یہاں پہلے وہ  
 بیٹھا تھا وہاں دیا اور پھر حذر دیا کہ اس کے ساتھ دیا میں  
 حسب سوجھ کی طرف توجہ کیا جہاں سوجھ رنگ کے ہاتھ کی  
 تھاری تھی سوجھ میں وہ ہر طرح کے بچے لکھ لکھ لکھ لکھ  
 سوجھ تھے جیسے سوجھ وہ میں اچھی کے ہاتھوں کے جوتے ہیں کہ  
 پھولی ہی اچھی ہولی کول تاب ہولی ہے جو ساتھ پر کھڑے ہی  
 چھپے کی جگہ کم ہا پہلو کی جا کھنچے ہے اور میں ہاتھ سے کھنچا  
 کے ہاتھ کو گھبراہٹ کیا جا سکا تھا۔ ہاتھ ہاتھ کے ظاہر کرنے یا  
 نکر قاب کرنے کے لئے تھے سوجھ تھے۔

عرصہ نے ایک ہفتی آف کیا تو کھانک کی آواز کے ساتھ ہی  
 اس کراہی کے ہاتھ اس کی پشت کی جوت میں قاب ہو گئے جس پر  
 پہلے عرصہ بیٹھا تھا اور اس کے ساتھ وہ بے ہوش آدمی پڑا تھا  
 تھا جس نے عرصہ کے ساتھ ہاتھ کی تھی۔ عرصہ حذر پھر کراہی

کے قریب جا کر اس نے ایک کراہی کو اٹھا لیا اور اسے کراہی پر  
 ڈالی کراہی طبعاً اچھی تھی کہ وہاں کہ وہ ہاتھ کے پھر بھی کراہی سے  
 بچے نہ کر سکے اور پھر ہاتھ جا کر اس نے وہی ہفتی دیا وہاں اس کی  
 دوا اور اس کے ساتھ ہی ہاتھ ایک بار پھر کھڑا ہو گئے۔ پھر عرصہ  
 نے اس کے ساتھ ہی اس ہفتی کے بچے سوجھ اچھی ہولی کول  
 تاب کہ کونسا کونسا اچھی وہ سے آواز آواز ساتھ پر کھڑا شروع کر  
 دیا اور جیسے جیسے وہ اس تاب کو کھنچا تھا وہ پتہ دیا ہی اس آدمی  
 کے کہ سوجھ ہاتھ آواز آواز گھڑے جا رہے تھے اور تاب  
 عرصہ نے عرصہ کیا کہ اب حذر ہاتھ کرنے سے ہاتھ اس  
 آدمی کے جسم میں عرصہ کے جوت میں اس نے ہاتھ لکھا اور پھر اس  
 نے آگے توجہ کراہی کو بچک کر شروع کر دیا تاکہ اگر کہ  
 کراہی دوسرے آدمی نے اسے پکڑا تھا وہ آدمی واقعی سانس نہ  
 پانے کی وجہ سے مر چکا تھا۔

عرصہ نے اس کی جوتوں کی کھانک کی تھی تو اس کی ایک جوت سے  
 اسے عجیبی بات لگئی۔ عرصہ نے وہ عجیبی بات کھنچ کر  
 دھارے کی طرف توجہ کیا۔ اسے عرصہ ہو گیا تھا کہ اب کونسی  
 کے ہاتھ نہ آنے کا مطلب تھی وہ سکا تھا کہ یہاں اس ہاتھ کے  
 عرصہ ہر کول آدمی سوجھ جس سے لیکن پھر اس نے بچک کر  
 شروع کر لیا اور پھر تھوڑی دیر بعد وہ پوری کراہی کا ہاتھ لگانے کے  
 ہر ہاتھ اس کراہی میں آ گیا جہاں اس کے ساتھ سوجھ تھے۔

اس کے ساقی اسی تک ہے جہاں تھے۔ عرواں نے ایک سانچے پر  
 سویرہ لکڑی کھول کر پتکے کی تو اس کے پچھلے ٹانے میں پانی کی  
 بجلی موہ لکھی۔ اس نے ایک والی اٹھائی اور پھر صدر کے قریب  
 آ کر اس نے والی کا دھکیں دیا اور ایک دھم سے صدر کے  
 جڑ سے جھکا کر اس کا سر کھڑا اور والی کا وہاں اس کے نکلے ہوئے  
 سر میں ڈال کر اس نے والی کو صحن کی طرف اٹھایا اور پھر چھری  
 پانی صدر کے محل سے پچھلے اڑا چند لمحوں بعد ہی صدر کے جسم میں  
 خراش کے خراشے نمودار ہوا شروع ہو گئے۔ عرواں نے والی پالی  
 اور پھر اس کا دھکیں گا کر اس نے اسے پچھلے فرسٹ پر رکھا اور  
 دھڑلے کے ساتھ دھچک دے لٹھ سٹیک بڑا کے قریب ہاتھ پکڑ  
 دیا لمحوں بعد صدر نے آنکھیں کھول دیں اور اس کا جسم سا گیا۔  
 ”صدر جانی میں آؤ۔“ عرواں نے بھٹی آواز میں کہا تو  
 صدر کی کھلی ہوئی آنکھوں میں پلٹتے قصور کی پتکے ابھرنی لگی۔

”عرواں صاحب۔ یہ کیا ہے۔“ صدر کے حوصلے سے اظہار  
 تھا اور اسی لئے عرواں نے دھڑ دھڑاتی آواز کر دیا تو کانک کی  
 آواز کے ساتھ ہی صدر کے جسم کے گرد سویرہ دھڑا غائب ہو گئے  
 اور عرواں ایک سانچہ پر پانی پھٹی ایک کڑی کی طرف توجہ کیا جبکہ  
 صدر اب اٹھ کر جیتھو عرواں نظروں سے اس آواز کو دیکھ رہا تھا۔  
 ”پچھلے پانی سامنے کو بھاگ میں نے آؤ پھر پاتھ ہو گیا۔“  
 عرواں نے کہا اور پھر اس نے صدر کو تار دیا کہ سب کے حوصلے

پانی ڈال کر انہیں جانی میں ڈال دیا جتنا ہے تو صدر سر ہٹا دیا پانی  
 سے اس کام میں مصروف ہو گیا جبکہ عرواں کڑی پر غامض چہرہ بنا  
 تھا۔ اس کے جسم میں گو پچھلے بھی اٹھیں تو نہ ہو رہی تھی لیکن  
 بیرونی بکھرے بکھرے تکلیف دہی پانی تھی۔ پھر ایک عرواں کو پانی  
 عرواں جہاں کہ جسے اس کا سانس رکے تک گیا ہو۔

”صدر۔ پانی نہ۔“ عرواں نے پچھلے پچھلے لکھے میں کہا تو صدر  
 نے اب سب سے آخر میں سویرہ چھلکے کے حوصلے پانی اٹھ دیا تھا  
 ایک جھگڑے سے پانی کی والی اٹھائے عرواں کی طرف دھڑا چڑا۔

”عرواں صاحب۔ عرواں صاحب۔ آپ کو کیا ہو رہا ہے۔ آپ  
 تو ہڈی کی طرح زلزلہ ہو رہے ہیں۔“ صدر نے اٹھائی انگلیاں  
 جھڑپ لکھے میں کہا اور پھر اس نے بیوی سے عرواں کے حوصلے  
 پانی کی والی کا وہاں گھسیڑا دیا۔ عرواں کو بھی پانی عرواں نے ہڈی  
 جھڑپ کر لیا اس کا زانی ہار گیا چتا جا رہا تھا لیکن پانی نے ساقی  
 آب دیا کہ کام دیا اور چھری پانی عرواں کے محل سے پچھلے اڑا  
 عرواں کا ہار گیا چتا ہوا ایک ہوا ایک ہوا شروع ہو گیا۔ مکہ  
 ہی بعد عرواں نے والی پالی۔

”میں اب ٹھیک ہے۔“ عرواں نے اور اندر سے سانس پچھلے  
 ہوئے کہہ۔

”ہاں۔ اب آپ کا رنگ بدل ہو گیا ہے۔ کیا ہوا ہے۔ کیا  
 کوئی شہرہ چلتا تک لگی ہے۔“ صدر نے جیتھو جھڑپ لکھے میں

کہا۔

"ہاں۔ میرا خیال ہے کہ گھوڑے، غصوں اور کڑی ضرب بھی ہے۔ اور حال اب عجیب ہے۔" عروسی نے کہا اور پھر تھوڑی دیر بعد جب ایک ایک کر کے سب در صرف حوال میں آ گئے بلکہ صفوں نے عروسی کی دایاں کے مطابق انہیں دھڑ سے بھی روٹی دھاری تو وہ سب عروسی کے گرد اکٹھے ہو گئے۔ صفوں نے انہیں عروسی کی حالت کے بارے میں بتا دیا۔

"کیا ہوا تھا۔ تمہیں کیا ہوا تھا؟" بلایا نے انہیں پوچھا سے لے لکے میں کہا۔

"بکہ ٹھیک۔ کافی عرصہ عرصے بعد ایک دفعہ دھڑ سے فائدہ کرنے کا موقع مل گیا اور اسے مجھے انتہائی لڑاکا ضرب لگانے کا موقع مل گیا تھا کسی دن وہ سے تکلیف ہوئی ہے۔" عروسی نے سنکراتے ہوئے کہا اور پھر اس نے اپنے حوال میں آنے سے لے کر صفوں کو حوال داتے تک کی پوری تفصیل سب سامعین کے سامنے پڑا دی۔

"یہ وہاں ہی کوئی؟" بلایا نے کہا۔

"مستحکم ٹھکانہ۔ اب یہ تھوڑی تاخیر ہے۔ بلایا تم کوئی نے کہ میرے ساتھ بچہ چلا۔" وہی ساتھی باز بکھرا رہی گئے۔ یہاں ایک کمرے میں دھڑا سٹاپن بھی موجود ہے اور دھڑی ایپ بھی کچلی کے گیارواں میں ہے۔ یہ ممکن ہے کہ یہ وہی ایپ گروپ ہو اس نے

کسی بھی کے کوئی آ سکتا ہے۔ تم سب پہلی طرح کا پتہ ہو چکا ہے۔" عروسی نے کہا۔

"آزادی کا فون آ گیا؟" صفوں نے کہا۔

"نہیں۔ میں نے اس آدمی کی آزاد فون سے فون کیا ہے اس کا نام کیا ہے۔ اور وہاں فون تم یہی سمجھتے ہیں کہ وہ۔" عروسی نے کہا تو صفوں نے وہی ساتھی سر ہٹاتے ہوئے کمرے سے باہر چلے گئے۔ پھر بلایا ایک ساتھی پڑی ہوئی نکلی کسی اطلاع نے آدمی اور عروسی کے قریب آ کر اس نے اسے دیکھا۔

"سب تم پہلی طرح عجیب ہو جا۔" بلایا نے کوئی پوچھتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ میں عجیب ہوں۔" عروسی نے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ اطلاع داتے ہوئے آدمی کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے قریب جا کر وہاں انہوں سے اس کی بات اور مدد کر دیا۔ اسی لمحے دھڑا دھڑا تھا اور صفوں نے فون میں اطلاع دے دی کہ وہاں 100 گھر 100 تقریبی نکلی کرئی اطلاع اور اسے عروسی کی ساتھی پڑی کہ اس نے اس پوچھنے میں نکلا اور پھر فون کا سلسلہ ساتھی پڑی چلا گیا۔ اس میں موجود فون ساتھی کے ساتھ جلا کر 100 نکلی چلا گیا۔ اس دھڑا اس آدمی کے جسم میں حرکت کے آثار نمودار ہونا شروع ہو گئے تو عروسی پیچھے بڑھ کر وہاں اپنی کرئی پڑی کہ وہاں اس نے ہاتھ بڑھا کر فون کا دھڑا اطلاع اور پھر فون چمک کر اس

نے دیکھ دیکھ دیا۔ اسی لئے اس آدمی کے جو سے کرنا چاہی اور اس کے ساتھ ہی اس کے ہم میں جو حرکت کی پیدا ہوئی تھی یہ حرکت صرف وہی آدمی تک ہی محدود رہی۔ اس کی دھڑکیاں اچھی خاصی چوری سے نہ تھیں اور حرکت دینی اور اس کے چورے یا بغلت شہرہ تکلیف کے جزاات اہم آئے اور اس کے ساتھ ہی وہ عمل طور پر ہوا میں آ گیا۔

”تم۔ تم کون ہو۔ تم نے مجھے کیسے پہچان کر دیا۔ مجھے جسے باپ سے یاد تھا آج تک اچھی نہیں یاد تھا کون ہو تم۔“ اس آدمی نے حیرت و حرکت اور مجھے کے لئے لے لے میں کیا۔

”خدا کا نام سے اللہ ہے جتنا ہے کہ خلاف طلب کرنے والا پہلے لیا خدا کا نام ہے۔“ عروسی نے حکمرانے سے کہا۔

”کیوں۔ عروسی تم عروسی تو نہیں ہو۔ لیکن تم تو مجھ سے یہ بات کہنا چاہتے ہو اور ہر تم سب کو چاہتے ہو جی کے انگلیں میں رکھنے مجھے تھے تم اس کے باوجود نہ صرف تم بات میں آگے بڑھتے ہی دھڑکیاں گزرتے سے بھی آواز ہو گئے۔ میرے اور ادا کے قصہ میں بھی نہ آ سکا تھا اس لئے ہم ہمیں میرے اللہ میں اللہ والی ہوئے تھے۔ ہمارے سب کیسے ہو گیا۔ یہ تو باتیں ہیں۔ اس آدمی نے اپنے آپ سے باتیں کرنے کے اللہ میں کیا۔ وہ خود ہی سوال کر رہا تھا اور خود ہی جواب دے رہا تھا۔

”اس کا مطلب ہے کہ تم اس ہو۔ ساقی کے پر انہیں

گروہ کے خلاف۔ دیکھ اب میں تمہیں پہچان گیا ہوں۔ عروسی عروسی پہلے تم میرے ساتھ ایک ہیں انسانی مٹی میں کام کر چکے ہو۔ میرے اللہ میں تیار ہو سکتا تھا لیکن شہر میں نہ آ رہا تھا۔“ عروسی نے کہا۔

”ہاں۔ میں اس میں لیکن تم نے سب کیسے کیا۔ تم نے مجھے جس اللہ میں پیدا کیا ہے میں سوچ بھی نہیں سکتا تھا تم تو خدا کا خلاف طلب کیا کہ یہ کار ہو چکے تھے لیکن اس کے باوجود تیار سے ہم نے کھڑی سے حرکت کی اور تم نے مجھے پر کر اس کا کہ یہ کار کر دیا۔ مجھے تو اس بات میں بھی نہیں آ رہا۔“ اس کا دامن اچھی تک حیرت کے سوا میں غور سے کیا رہا تھا اور اس کی واضح دہائی تھی کیونکہ جس اللہ میں عروسی نے بیان کیا تھا وہ سوائے عروسی کے اور کچھ کوئی نہ تھا۔

”میں تو کیا میرا کوئی بھی ساتھی یا رکن سے کون تو تھا مجھ سے اپنا جلدی نہیں یہ کار کر دیا۔“ عروسی نے کہا۔

”میں نے تو تیار سے گھبراہٹ میں صرف کالی تھی۔ اس خدا کا خلاف طلب کے بعد تو اس سے یاد تھا بھی تم ہو چکا ہے۔“ اس نے جواب دیا ہے کہ۔

”ہاں۔ مجھے اعزاف ہے کہ تم نے دیکھی صرف کالی تھی لیکن اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے مجھے چاہا۔“ عروسی نے جواب دیا ہی تھا کہ تو نے کی محنتی بات تھی تو عروسی اور جلال کے ساتھ



ساتھ وہاں بھی چمک چلا۔

"اس کے در میں وہاں اسی دہا۔۔۔ عروں نے جھپٹا کر کہا اور جھپٹا کر چلی کی کی تھری ہے وہاں کی طرف چمک چلا۔ وہر ٹھکی سسل، آگے آگے سے جا رہی تھی لیکن عروں نے اس وقت تک دھور نہ اٹھایا اب تک جھپٹا نے اس کے در میں وہاں نہ آئی۔

"کھن۔۔۔ عروں نے دھور اٹھا کر اس کے کچے میں کہا۔

"سجھ سے ہل رہا ہوں۔ وہاں کھن ہے۔ اس سے بات کرنا۔۔۔ دوسری طرف سے ایک مردانہ آواز چلی دی۔ اس نے فوراً ہی اشارہ لگا لیا تھا کہ فون ڈاکر نے اٹھایا ہے۔

"میں وہاں ہل رہا ہوں سطرے۔ کیا بات ہے۔۔۔ عروں نے اس کے کچے میں بات کرتے ہوئے کہا کہ وہاں کے پڑے ہاں چھ ڈاکر سا آگیا۔ اس کی آنکھیں پھٹتی چلی گئیں اور پڑے کے اعضاء اس طرف لڑنے لگے جسے وہاں میں حاضر چلی کا کرنا دہڑ رہا ہو۔ اس کے توجہ تھور میں بھی نہ تھا کہ عروں کی آواز اور کچے کی اس سے تک نہ پہنچاں چل کر لے گا کہ سطرے ہی اسے نہ پہنچان سکے گا۔

"ہاں۔۔۔ آپ کتنی پائنت ہے جانتے ہوئے لڑا سکر ساتھ میں لے گئے تھے۔ اس آواز کے اس لڑا سکر ہے۔ فون ٹھکی اس نے اس نے کچے میں وہاں کھن کال کیا ہے کہ میں آپ سے ملوں کر

کے اسے ٹھکی کر اس گھپ کو وہ کتنی پائنت ہے پھن کر آئی تھی اس کا کیا ہوا۔۔۔ دوسری طرف سے سطرے نے فون ڈاکر کچے میں کہا۔

"اسے کہہ دو کہ وہاں کچے جا چکے ہیں۔۔۔ عروں نے کہا۔ "کیا اس کا تھک آپ وہاں نہ گیا تھا۔ کیا وہ ڈاکٹر چلی نکلتا ہے یا پھر انکڑ بھی ہے۔ اس آواز کو کہ رہی تھی کہ اس کے تھک آپ وہاں نہیں نہ لگے تھے اس نے آپ کو فون ڈاکر چلا چلا۔ دوسری طرف سے کہا گیا تھا کہ عروں ساری بات کھ کھ کیا۔

"تھک وہاں نہ چکے ہیں۔ وہ ڈاکٹر چلی نکلتا ہی تھے۔ اور اسے کہہ دو کہ کتنی پائنت ہے کھ کھ جانتے۔۔۔ عروں نے کہا۔ "کیا وہ اکیلے آئے یا اس کا گھپ بھی آئے۔۔۔ سطرے نے پچھا۔

"کئی ٹھکی آئے لیکن جھلیا۔۔۔ عروں نے غلٹ کچے میں کہا۔

"کتنی ہاں۔۔۔ دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی راجہ فون نہ گیا تو عروں نے دھور دھو دیا۔

"تم ہاں جا کر رہا نہیں کہ کہہ دو کہ اس آواز سے وہ کھن دھن اور اسے بے حال کر کے یہاں لے آئیں۔۔۔ عروں نے دھور دھو کر ساتھ ٹھکی وہی جھپ سے کھ کھ کہہ کر کہا تو جھپا سر جاتی وہی تھی اور پھر جو قدم اٹھاتی کمرے سے ہاں چلی گئی اور

عروں نے اچھ کر ساتھ بیٹھے ہوئے وہی کے سر سے دھلی کٹا لیا تو وہی نے بے اختیار لیے لیے سانس لیے شروع کر دیے۔ عروں دھلی اپنی کسی پر آ کر بیٹھ گیا۔

”سب تم ۱۵۰ وہی کر تھو، ایک کو روز کہاں ہے۔“ عروں نے کہا۔

”تم اپنی قیمت تجیز آؤ گی۔ میں سوچ بھی نہ سکا تھا کہ کوئی میری آواز نہ لے گی اس حد تک کامیاب عمل بھی کر سکا ہے۔ اگر میں نے خود اپنی آنکھوں سے یہ سب نہ دیکھا ہوتا تو میرے کانوں سے نہ جانتا تو میں سوچ کر بھی اس بات پر یقین نہ کرتا۔“ وہی نے اپنی قیمت تجیز لے لے کر کہا۔

”یہ معمولی باتیں ہیں وہی۔ ہر میں نے پہچا ہے اس کا جواب دے۔“ عروں نے سوچتے ہوئے کہا۔

”پہلے تم ۱۵۰ کر تم تو کہیں سے بے ہوش تھے اور ہر قسمی غریب بے ہوشی کا انکشاف بھی دکھایا تھا تا کہ تم غریب سے تک ہوش میں نہ آ سکو لیکن تم نہ صرف خود غریب ہیں آگے بڑھ کر تم نے ۱۵۰ کی گزشت سے بھی آزادی حاصل کر لی۔ یہ سب کیسے ہو گیا۔ کیا تم پہنچ کر ہو۔“ وہی نے کہا تو عروں نے بے اختیار مسکرا دیا۔

”مگر لہذا ہائے ہائے کو بھی پہنچ کر کیا جاتا ہے مسٹر وہی۔ بے ہوش کر اپنے وہی کہیں کی کہانی ہمارے سے تم دانت نہیں

ہو۔ میں دانت ہوں۔ اس کہیں کے انکشاف کے وہی انگریزوں بے ہوشی کا انکشاف دکھایا جائے تو نہ صرف کہیں کے انکشاف علم ہو جائے ہی بلکہ غریب بے ہوشی کے انکشاف کا بھی ہر ذرا بے ہوش ہے۔ ایک لکڑ سے یہ انکشاف کر تم نے میں ہوش میں لے آنے کی دھڑلہ بھرا کر دی۔ وہی کام میری دھلی حقوں نے کر دیا اور میں اپنے ساتھیوں سے پہلے ہوش میں آ گیا۔ اب وہی بات دانت سے چلائے حاصل کرنے کی تو تھوڑے آؤ گی انکر کا چنگ دیال تھا کہ ہم کہیں سے بے ہوش ہیں اور ہر قسمی غریب بے ہوشی کے انکشاف بھی دکھائے جائے ہیں اس لیے ہمیں دانت میں بکرا عروں کے ساتھ کیا ہے لیکن تھو تم نے اسے علم دے دیا تھا کہ ہمیں دانت میں بکرا دیا جائے اس لیے اس نے دانت تو بچ کر اپنے لیکن انکشاف ہمارے جسموں کے مطابق اپنے ہاتھ نہیں کیا اور نہ اس نے اس کی ضرورت بھی ہو گی اس لیے میرے ہم پر دانت کالی کھیلے تھے اس لیے میں نے آسانی سے اس سے چلائے حاصل کر لیا اور یہ پوری تحصیل میں نے اس کے جسمیں دکھائی ہے تا کہ تم میرے ساتھیوں کے جواب دے سکو۔“ عروں نے کہا۔

”ابنہ۔ اس کا مطلب ہے کہ تم غریب جسمیں کے ہمارے ہی لکے ہو۔ میرے اب میری بات نہ کرے یہی کہ میں نے دھلی میں دھلی بار ڈانٹ میں کسی سے شکست کھائی ہے اور شکست بھی اس قسم کی کہ میرا پچھو ہم ایک ایک کے لیے ہے کار ہو گیا ہے اور



جانی گئی۔ عروا نے جواب دیا۔

"نہیں، اگر وہ آئی تو مگر۔" چلائے کھڑے۔

"وہ کون آئے گی۔ اسے کچھ معلوم ہو سکتا ہے کہ یہی کیا ہوا

ہے۔" عروا نے جواب دیا۔

"اگر ہمیں قتل کے سوا کوئی اور کچھ مل جاتا تو ہم یہاں ادا کا

انکار کرنے کی بجائے یہاں رہنا کر سوچتا کہ یہ معاملہ ختم ہو جاتا

ہو، ہم اصل مشن کی طرف توجہ دے سکتے۔" چلائے کھڑے۔

"ہاں۔ تھوڑی بات دوسرے ہے۔" عروا نے کہا اور اس

کے ساتھ ہی اس نے فون کا دھواں اٹھایا اور انگوٹھی کے ٹبر پائس

پرستے شروع کر دیے۔

"انگوٹھی ملے۔" ایک لمبی آواز چلی آئی۔

"جیک، پائس نکلو آؤس سے سارا جٹ دیکر چل رہا ہوں۔"

عروا نے کچھ ا پائس داغیں جیباں سے نکالے۔

"نہیں، سر، غم نہ۔" دوسری طرف سے پکھٹانے والے کچھ

میں کہا گیا۔

"ایک فون ٹبر لوٹ کر آیا اور اس ٹبر پر آؤری کل آئی

ہے اسے جیک کر کے ڈالیں کہ وہ کل کی ٹبر سے کی گئی ہے اور

وہ ٹبر کہیں ٹبر ہے اور کسی کے نام پر ٹبر ہے۔" عروا نے

پکھٹانے سے زیادہ توجہ کچھ میں کہا۔

"نہیں، سر، ڈالیں۔" دوسری طرف سے کہا گیا تو عروا نے

فون فون کے آؤری ڈالے، پکھٹا ہوا فون ٹبر نہ ہوا۔

"نہیں، سر، میں معلوم کر کے نکال رہی ہوں۔" دوسری طرف سے

کہا گیا۔

"نہیں، یہ ملنا کام انگوٹھی ڈالو اور اسے ہٹا کر

چاہئے۔ یہ انگوٹھی اہم معاملہ ہے۔" عروا نے کہا۔

"نہیں، سر، میں سمجھتی ہوں، سر۔" دوسری طرف سے کہا گیا۔

"ٹھیک ہے۔ میں دیکھ کر رہا ہوں۔" عروا نے کہا اور فون

پر خاموشی جاری ہو گئی۔ چلائے خاموشی لگتی ہے سب بکھر کر رہی تھی۔

"نہیں، سر، کیا آپ فون پر چلائے۔" بکھڑے اور انگوٹھی آؤری

کی توجہ دہن آواز چلی آئی۔

"نہیں۔" عروا نے خاموشی پائس ڈالے کچھ میں کہا۔

"نہیں، یہ ٹبر دوسرے ٹبر طریقہ ٹبر آؤری کی ٹبر کی ٹبر کی ٹبر

مسل جٹ، جٹ کے نام سے ٹبر ہے۔ ٹبر ٹبر کر لیں۔"

انگوٹھی آؤری سے کہا کہ آؤری میں اس نے ٹبر کی ٹبر۔

"کیا تم نے انگوٹھی ٹبر کیا ہے۔" عروا نے پکھٹا۔

"نہیں، سر، یہ ٹبر کیا ہے۔" دوسری طرف سے توجہ دہن

کچھ میں کہا گیا۔

"نہیں، یہ ٹبر دوسرے ٹبر کی ٹبر کی ٹبر کی ٹبر کی ٹبر

ڈالیں ٹبر۔" عروا نے توجہ کچھ میں کہا۔

"نہیں، یہ ٹبر دوسرے ٹبر کیا ہے۔" دوسری

طرف سے کہا گیا تو عروسی نے بھی کوئی جواب نہ دے کر کھال ملایا اور انگوڑی آپہنار کے تانے دوئے خبر پرس کر کے شروع کر دی۔

"نہیں۔ سسر نے پہل دیا ہوں۔" باجھ کاٹھ ہوئے ہی دھری طرف سے آواز سنائی دی تو عروسی آواز سننے ہی بچکانہ کیا کر رہی تھی آواز پہ جس نے پہلے یہاں کھال کی تھی۔ اس کا مطلب تھا کہ انگوڑی آپہنار نے دوسرے خبر پڑا تھا۔

"اے اے بلی دیا ہوں۔" ادا ابھی تک کہیں نہیں نکلی یہاں۔ عروسی نے اس پر اس کے کچے میں ہاتھ کرتے ہوئے کہا۔

"میں نے اسے تار دیا تھا۔" اگر آپ غم و غم تو میں اسے دوبارہ تار کھال کر دیتی۔" سسر نے بے کد۔

"ہاں۔ لیکن اسے کہہ کہ وہ آپ بچا کھال آ جائے۔ میں بھی وہی آ رہا ہوں۔" عروسی نے کہا۔

"نہیں ہاں۔" دھری طرف سے کہا گیا تو عروسی نے دھیر دھیر کہا۔

"آؤ۔ اب وہیں بھی تاکہ وہ سسر جلد سے جلد ظہور کرے۔"

عروسی نے کسی سے اچھے ہوئے کیا تو کھانا بھی سر پہنائی ہوئی اٹھ کھڑی ہوئی۔ مگر وہ جہاں اس کمرے سے لگی کر گئی کے ساتھ دانے برآمدے میں اٹھ گئی۔ سسر اور عروسی دھیر دھیر جھک جھک کھال کھیل رہی تھی طرف سے۔

"سسر! کھیل کھیل کر صبحی کو بھاؤ۔ اب ہم نے بچا کھال بچا ہے۔" عروسی نے سسر سے طالب ہو کر کہا۔

"کیا اس آواز نے بچا کھال کا پتہ دیا ہے۔" سسر نے کہا تو عروسی نے اسے تار کی تانے کی طرح کھسکے کھانے کے تم میں دھان میں سسر اور بچا کھال چا کر کھانے کر لی ہے۔

"آؤ مگر بچا کھال کا پتہ کچھ معلوم ہو۔" سسر نے جیسے کہہ رہے تھے کہ عروسی نے اسے کھیل لیا۔

"نہیں ہے۔" سسر نے اطمینان کر رہے تھے کہ میں کیا کر رہی طرف سے پتہ پتا کیا۔ وہاں میں کی بیچ کے ساتھ ساتھ وہ سسر کہہ رہی تھی سسر نہیں۔ یہ کار ہی چھپا لائن اس کے ساتھ کی تھی۔

"میں اس بیچ میں ہی سسر کرنا ہوا تاکہ ہم وہاں سے ہر گز کھال نہ لے سکیں۔" عروسی نے سسر سے سسر سے لیا کھال کی طرف پتہ پتا کیا۔ صبحی نے کہا تو سسر نے بھی اس کی جانب سے کہہ کر وہی سسر کھال کھیل رہی تھی۔

صبحی سسر سے فرار کی طرف آ گئی۔ سسر نے کہا سسر نے سسر اور سسر دھیر دھیر لے لو۔ بچا کھال پ آسانی سے چھوڑ دے۔" عروسی نے کہا تو سسر نے کھال کے پانی سب کھال کی طرف تار کے جھک عروسی کھال سسر برآمدے کی پتہ پتا کر گئی کے آڑ میں سسر کی پتہ پتا کی طرف



[illegible]

کارنامی نیر دہلی سے ملتی ہوئی اس کامیابی کی طرف  
راجی ہوئی ہادی جی جیسی کمالی پائندہ جلا گیا تھا۔ کار کی  
انجام تک جیت پے اورا سوچا جی۔ سائچ جیت پے جیت اور جی  
جیت پے ایک اور اورا جی ہوئی تھی۔ چنگ اس کامیابی کی طرف  
جاتے ہوئے کی جان سے سائچ میں آتے تھے اس لئے انہیں  
نام لیا چنگ کہہ کر وہیں پہنچا تھا۔

”تم نے بے حد کوشش کی تھی اور اب بھی سیکہ وہ دلی نہیں جا  
تا۔ پھر انہوں نے کچھ دین کے سیکہ وہ جالی کر لئے۔“ جلی  
ہوئے، ابھی جاتی تو رہا لے گیا۔

”کانن ہے یہ حقیر کا رہا ہے۔“ وہ ایسے غصے کو چھک کر لے کر بے فکر طریقہ پر چلا ہے۔ ”کانن نے تو اسے حقیر ہی سمجھا تھا۔“

اس کی بات کی تاجہ کی رہی تھی اس سے پہلے کہ وہ کوئی بات کہتی تھی وہ اس سے جڑ جاتی کی آزاد چلی دے گی تو آزاد ہے ایک ننگے سے لڑکھو کو سنا ہے کہ شروع کر دیا وہ پھر اس نے اسے ایک سنا ہے کہ جا کر ایک دیکھ جاتی کی آزاد سسٹن سنا ہے وہ رہی تھی۔ اٹلی ہوا کے ساتھ پتھر جوتہ چلی تھی اس نے جب تک آزاد کار دیکھی جوتہ نے اٹلی ہوا کھول کر اس میں سے ڈاکٹر باور لال لال۔

”او بھلے۔۔۔“ اسی نے کہا تو صوفی نے لاسکیر میں کی طرف  
دوچارہ لٹا دیا۔ لٹا دیا لاسکیر نے کہ اس کا غنیمت نہیں کر لیا۔

”وہ۔ وہ۔ جو ہے کاشف۔ ہوا۔“۔ جو ہے کی آباد حلالی  
 ملی تو ہوا چمک چلی۔ شاید اس کا خیال تھا کہ کال اس کی طرف  
 سے ہوگی۔

”جی، اللہ اعظم ہے۔ کیا بات ہے۔ کہیں کال کی ہے۔ خود؟“ — خود نے کہا۔

”آپ ایں جگہ کیسی سمجھتے ہیں۔“ ”جی۔۔۔ دھری طرف سے بچا گیا؟“ ادا نے تھکیلے لہجے میں پوچھا۔

”ابھی ابھی اس کی کال آئی ہے لیکن مجھے شبہ ہے کہ  
حادثہ ہو گیا ہے۔“ عورت نے عرض کیا۔

”حالات عجیب ہیں۔ کیا مطلب۔“ — ادا نے بے  
اختیار ہنک کر پوچھا۔

”میں اہل حق ہوں، میں نے حق کو ہی کہا ہے اور یہ تو جس نے  
 غلط کر لیا ہے کہ میں نے تو حق کو ہی کہا ہے جس سے حق ہے جس  
 میں نے اس پر ایمان لیا تھا کہ وہ حق ہے جس سے اس شخص  
 غلط ہے۔“

مکمل کرنا کہ ضرر ہے۔ جو تم نے کیا سناں بچا دیا ہے۔ بات بھی اسی کر رہا ہے کہ وہ بھی ٹھیک ہے۔ مکمل کرنا کہ ضرر ہے۔ اس پر ادا نے پت چلنے والے کے لیے کیا۔

”میں اوروں کو جاننے کے لئے گئے کہ آپ کو کون سے کام ہیں۔  
آپ کو کونسا کام ہے؟“ وہ نے پوچھا۔  
”میں نے کچھ نہیں سیکھا۔“

”کیا کہہ رہے ہیں؟ کیا اس نے مجھے کچھ کہا؟“  
اس نے جھپٹ لیا۔

[illegible]

"کیا بات کرنے والا باقی اس قدر عذر"۔ ادا نے کہا۔  
 "سمجھا ادا! ہے کہ اس پر شک نہ کریں کہ میں نے اس سے  
 اس کی طرف سے یہ بات سکھائی ہوئی ہے۔ میں نے اس سے  
 آپ کو کمال کیا ہے کہ آپ وہی بات کہنے سے پہلے سکھ کر  
 نہیں۔ عذر"۔ عذر نے کہا۔

"تھیک ہے تم نے کہا کیا کہ مجھے اطلاع دے دی۔ اب  
 میں خود سب کچھ سکھ کر لوں گی۔ عذر اپنا آل"۔ ادا نے کہا  
 اور اس کے ساتھ ہی اس کے آگے کر کے اس نے اسے ساتھ لے لی  
 جوت کی طرف بڑھا۔

"وہ سب کیا ہے ادا"۔ عجب سے ادا نے پوچھا۔  
 "سنا ہے مشکوک ہیں۔ ہمیں پہلے شک کرنے کی ہو گی"۔ ادا  
 نے کہا۔

"تھیک! عجب ہے کہ اس وہی سنا ہے۔ اس کی فکر  
 کوئی اور آدمی بات کر رہا تھا"۔ جوت نے کہا۔

"ہاں۔ ادا! تو ابھی ہوتا ہے کہ اس سے شک تو نہیں ہو  
 سکتی کہ عذر نے بھی نہ سنا ہو۔ وہ بھی صرف شک ہو گا اور  
 ہوتا ہے اور یہ ہے کہ اس سے شک ہے اس سے کہ اس نے  
 ہی کوئی چیز نہ سنا۔ ادا نے مسلسل کہنے سے کہا اور اس  
 کے ساتھ ہی اس نے اس کے لڑائی کی طرف مڑا دی جہاں کچھ  
 پانکٹ تھا۔ خود ہی وہ ہا کر اس نے اسے دیکھ لیا۔

"جوت۔ سنا پتہ جوت کے بچے سے ہے وہی کہ دیکھ رہی  
 تھیں کہ باقی اطلاع ہا کر کچھ پانکٹ میں ہا۔ پانکٹ کھول  
 گاڑ کر۔ جوتی کو"۔ ادا نے کہا۔

"مگر کیوں۔ وہی تو اس ہے"۔ جوت نے جیڑی ہو کر کہا۔  
 "نہیں میں کہہ رہی ہوں وہ کہہ۔ اس کو میں خود کھا لوں گی  
 کچھ کھ دے گا ہے وہ عذر ہے"۔ ادا نے کہا تو جوت  
 دھڑک کھلی کر بچے لڑی اور اس نے جوت ادا کر بچے سنا  
 ہاں میں سے جس باقی اطلاع جوت نے کہ اس نے کہا کہ  
 دھڑک کھلی کہ کر دھڑک کھلی جو قدم ادا کی وہ اس کی طرف  
 باقی چلی گی جسے کچھ پانکٹ کہا ہوتا تھا اس نے سنا ہے کہ  
 ہا کر باقی کا دھڑک کھلی کی طرف کیا اور مسلسل دھڑک کھلی چلی گی۔  
 باقی کے اور سنا کھول کر اسے دھڑک کھلی کہے رہے۔ پانکٹ  
 کھول گاڑ کر اس کے بعد اس نے دھڑک کھلی سے ادا کی دھڑک کھلی  
 کار کی طرف بڑھا۔

"کیا ہا"۔ ادا نے اس کی سنا کھلی سے چیتا ہوئے  
 ہا۔

"اور پانکٹ کھول گاڑ کر دیکھتے ہیں"۔ جوت نے جواب  
 دیا۔

"تھیک ہے۔ اب اس سے عذر ہم ادا ہا نہیں گئے"۔ ادا  
 نے کہا۔ ادا کی دھڑک کھلی چلی رہی۔ اس سے سب کے چہروں

ابھن لڑائی تھی۔ انہیں اس لئے ابھن یہ وہی تھی کہ اپنے ہی  
 ہاتھ میں وہ لڑ کا بٹائی کر رہی تھیں۔ چندہ سہل بھو ادا لے  
 کر شادی کی اور پارک سے نکال کر وہ اسے کچھ طرف لے  
 گئی۔ کار اس نے بڑے گھٹ کے ساتھ بیک والی۔

"اے۔ تم وہی چاند کر اندر سے چھانک کھڑی۔" ادا لے گیا  
 تو ایک سر پاتی ہوئی کار سے بچے اڑی وہ چنگ اپنے کاموں میں  
 بے حد مایوس تھی اس لئے ادا لے یہ کام اسے سونپا تھا۔ ایک واقعی  
 کسی کار کھانا بھڑا کی طرح پک بھانکے میں چھانک بچہ کر  
 دہری طرف اندر کو دھکی تھی۔ چاند بھو بڑا چھانک کھن کیا تو  
 ادا کار اندر لے گئی تھیں کہ اندر لے جاتے ہی وہ وہی طرح  
 چھانک پانی کی کھنک کھڑا کے قریب ہی ایک حصہ اندر ایک مرد خرمی  
 بچہ سے مل رہے اندر میں چاند سے ملے تھے۔

"یہ کیا مطلب۔ یہ تو وہی لڑک ہی جنہیں ہم یہاں پہنچا گئے  
 تھے۔" ادا نے بھلی کی سی تیزی سے کار سے باہر نکلے ہوئے  
 کہہ۔

"ہاں۔ یہ تو وہی ہیں۔" چوہ نے بھی کہا کہ اندر کار ادا خرمی  
 اور تیزی سے دوڑتی ہوئی اندر کی طرف بھاگ گئی۔ چاند بھو وہ  
 حق کی نظروں سے غائب ہو گئی اور کار وہ ادا کے حق سے بچے  
 وہی نکلیں ہی کر بے تحاشہ اندر کی طرف دوڑ پڑی اور پھر ایک  
 کمرے میں داخل ہوئے ہی اس جگہ کے در سے بھی بے اختیار

بھلی نکلی تھیں کہ اندر اس کمرے کے فرش پر ڈاکر کی بال پانی ہوئی  
 تھی۔ اس کی گردن پر یہاں شریاض کھڑا تھا۔ اس سے اس کا ہم  
 گھٹ گیا اور وہ چاک ہو گیا اندر سامنے ایک کرسی پر اسے بال کی  
 صورت میں موجود تھا۔ اس کی آنکھیں کھلی ہوئی تھیں اور اس کی  
 ناک کے دونوں اطراف اور سر کے کناروں سے سچے رنگ کا سواد  
 نکلتا کر وہیں جم گیا تھا۔ چوہ نے چوہی سے آگے بڑھ کر ادا کو  
 سنبھال لیا۔

"جھٹ کر اندر۔ جھٹ ابھی ہم نے اس کا نظام بھی کھڑا  
 ہے۔" چوہ نے کہا اور اس کے ساتھ ہی ہائی فرائیں نے بھی  
 ادا کو جھٹ دیا شروع کر دیا۔ ادا اب چوہ سے بالی ہوئی  
 سسکیاں لے رہی تھی۔

"اس کو کسی نے ہاک نہیں کیا بلکہ اس نے خود کچی کی ہے۔"  
 ادا کو فوراً لے گیا تو ادا اس طرح غالی تھی اسے کچھانک اچھائی  
 کاغذ، ایڈیٹر کر انٹنگ گیا۔

"کیا۔ کیا کہہ رہی ہو۔ یہ کیسے ہو سکا ہے۔" اس نے کیسے خود کچی کر  
 سکا ہے۔" ادا نے سچ کر کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ اس کی  
 طرف جڑ گئی۔

"دیکھو۔ اس کے جسم پر دم کا کوئی نشان نہیں ہے۔ یہ تو وہی اس  
 کو گولی ماری گئی ہے اور اس کی ناک اور سر کے کناروں سے بچے  
 ہاتھ سچے رنگ کے سواد کو دیکھو۔ اس نے کوئی زہریلی چیز کھائی

ہے یا کوئی زبردستی دیا ہے۔۔۔ تو اس نے کہا تو ادا نے ہے  
 اختیار ایک طرف سانس لیا۔

”کوہ۔۔۔ اس کا مطلب ہے کہ اسے گھست کھا گیا تھا۔ یہ  
 اس کا یہاں رہا تھا جس کا مجھے بھی بہت دور میں علم ہوا تھا۔ اس نے  
 اپنے ایک دوست کے خول میں ایک اچھائی زہریلا کھول چھپا دیا  
 تھا۔ اس نے مجھے بتا دیا کہ آدھی میں وہ بھی وہ کسی سے  
 گھست کھا گیا تو وہ یہ زہریلا کھول چھا کر فوڈنگ کر لے گا۔“

ادا نے کہا۔ وہ اب اپنے آپ پر مکمل طور پر قابو پا چکی تھی۔  
 ”تجربہ اس نے کس سے گھست کھائی ہو گی۔ ہاں تو اس سے  
 اور ناقابلِ تخیر کا تھا۔“ ایسا لے لیا۔

”ایک لڑکی اور ایک مرد وہاں جیپ کے پاس بے حال چائے  
 ہیں۔ باقی افراد کو بھی چنگ کرنا۔“ ادا نے کہا تو وہ سب بخوبی  
 سے حذر کر رہے تھے اور چلی گئیں۔ ادا حالت کھچے غاصتی کھڑی  
 تھی۔ وہ سوچ رہی تھی کہ اس کے بعد اس پر انہیں گروپ کا  
 انچارج کون ہو گا اور پھر ہانک اسے ایک خیال آیا تو وہ ہے  
 اختیار اچھا چلی۔ اس کی آنکھوں میں چنگ آ گئی تھی۔ وہ جلدی  
 سے گری پڑی تھی اور جیپ کے چوٹ اور فوراً کمرے میں داخل ہو گئی۔  
 ”تھوڑی کمرے میں چار مرد بے حال چائے ہوئے ہیں۔“  
 چوٹ نے کہا۔

”تم تجھیں مل کر اس سب کو یہاں لے آؤ اور ان کو یہاں ب

راہز میں بکرا دو۔ میں باہر سے پتہ کرتی ہوں۔ پھر اس سے ایسا  
 انتظام کریں گی کہ اس کی مدد کو سکن آ جائے گا۔“ ادا نے کہا  
 تو وہ دونوں سر جاتی ہوئیں کمرے سے باہر چلی گئیں۔ ان کے باہر  
 جانے کے بعد ادا نے فون کا رجسٹر اٹھا دیا اور جیپ سے خبر پتہ  
 کرنے شروع کر دی۔ وہ مسلسل خبر پتہ کر رہی تھی۔ اس کے  
 بارے پ گہری سچائی تھی۔

”تمنا۔“ کہہ کر بعد ایک آواز سنائی دی۔

”کا کا سے ادا بول رہی ہیں باہر۔“ ادا نے اچھائی  
 منورہ کے لیے میں کہا۔

”کیا ہوا۔“ انہں کہیں ہے۔“ دوسری طرف سے سائوں کے  
 عقبہ باہر ہانک نے چنگ کر لیا۔

”اس نے اپنی اپنی انکوائری سے گھست کھا کر باہر میں  
 رجسٹر زہریلا کھول چھا کر فوڈنگ کر لی ہے۔“ ادا نے کہا اور  
 پھر اس نے چاروں سے اپنی اپنی انکوائری کو بے حال کر کے کال  
 پوائنٹ پ لے آئے اور پھر ان کے یہی آئے اور پھر اپنے  
 یہاں وہ بارہ انکوائری کی پوری تفصیل بتا دی۔

”میں انکوائری کا کیا ہوا۔“ باہر ہانک نے اچھائی سزا لے  
 میں پچھا۔

”میں کی باتیں میرے سامنے چلی ہیں۔ مجھے پتہ چل چکا  
 تھا اس لئے میں نے کوشش پوائنٹ میں داخل ہونے سے پہلے وہاں

ہے جیسا کہ وہی جیسا کہ اس وقت ہر جہاں ہے  
 جیسا کہ عالم میں ہی گویا ہے اور اس کے لیے وہی ہے  
 میرے سامنے جیسا ہے اور اس کے لیے وہی ہے  
 ایک نہ صرف اس کے سامنے اس کے لیے وہی ہے  
 چاہے وہی ہے۔۔۔ اسی لیے کہ

”ہاں، تم نے جیسا کام کیا ہے اور اس کے لیے  
 ہے کہ۔“

”ہاں، اگر آپ کہیں جیسا کہ میں نے کام کیا ہے تو ہر جگہ  
 اس کی جگہ دے دیں۔ آپ جیسی، جس طرح اس نے اسی جگہ  
 کرنا کہ اس کے لیے اس کے لیے اس کے لیے اس کے لیے  
 اصل آدمی اس کے لیے اس کے لیے اس کے لیے اس کے لیے  
 ہاں اس کا کہہ اس کے لیے اس کے لیے اس کے لیے اس کے لیے  
 ان کے لیے اس کے لیے اس کے لیے اس کے لیے اس کے لیے  
 چاہی کہ اس کے لیے اس کے لیے اس کے لیے اس کے لیے  
 اسے معلوم تھا کہ اس کے لیے اس کے لیے اس کے لیے اس کے لیے  
 کہ اس کے لیے اس کے لیے اس کے لیے اس کے لیے اس کے لیے  
 ان کے لیے اس کے لیے اس کے لیے اس کے لیے اس کے لیے

”اس کے لیے اس کے لیے اس کے لیے اس کے لیے اس کے لیے  
 ہی کے لیے اس کے لیے اس کے لیے اس کے لیے اس کے لیے  
 کہ اس کے لیے اس کے لیے اس کے لیے اس کے لیے اس کے لیے

اپنے لیے اس کے لیے اس کے لیے اس کے لیے اس کے لیے

”اس کے لیے اس کے لیے اس کے لیے اس کے لیے اس کے لیے  
 اس کے لیے اس کے لیے اس کے لیے اس کے لیے اس کے لیے  
 اس کے لیے اس کے لیے اس کے لیے اس کے لیے اس کے لیے  
 اس کے لیے اس کے لیے اس کے لیے اس کے لیے اس کے لیے

”اس کے لیے اس کے لیے اس کے لیے اس کے لیے اس کے لیے  
 اس کے لیے اس کے لیے اس کے لیے اس کے لیے اس کے لیے

”اس کے لیے اس کے لیے اس کے لیے اس کے لیے اس کے لیے  
 اس کے لیے اس کے لیے اس کے لیے اس کے لیے اس کے لیے

”اس کے لیے اس کے لیے اس کے لیے اس کے لیے اس کے لیے  
 اس کے لیے اس کے لیے اس کے لیے اس کے لیے اس کے لیے

”اس کے لیے اس کے لیے اس کے لیے اس کے لیے اس کے لیے  
 اس کے لیے اس کے لیے اس کے لیے اس کے لیے اس کے لیے

”اس کے لیے اس کے لیے اس کے لیے اس کے لیے اس کے لیے  
 اس کے لیے اس کے لیے اس کے لیے اس کے لیے اس کے لیے  
 اس کے لیے اس کے لیے اس کے لیے اس کے لیے اس کے لیے  
 اس کے لیے اس کے لیے اس کے لیے اس کے لیے اس کے لیے

”اس کے لیے اس کے لیے اس کے لیے اس کے لیے اس کے لیے



میں ادا کرنا کہ کر دیتے ہیں۔ پھر ایک ڈاکٹر سے معطلات حاصل کرالیں۔ اور وہاں ہی لوگوں کے ایک خاص گاہ پر آکر وہ لوگ بچان میں آئے اور اس طرح پورے کھڑم ہو گئے ہیں اور تو کوئی صورت نہیں ہے۔" اور انے کہا۔

"ہاں۔ جیسا کہ تمنا ہے۔ چھک ہے۔ تم ابھی دینی اہل میں آنا۔" ہم ڈاکٹر سے یہی کھڑم کرالیں گے۔" اور ایک نے کہا۔

"اگر کے باور۔ میں کاش چاہتے سے بول رہی ہوں۔ آپ سطر سے آتے کہ دینے کہ وہ یہاں آتے سے پتہ کر لے۔ میں اس صورت میں کی باتوں کو بھی لکھانے لکھوں گی۔" اور انے کہا۔ اس نے ہاتھ دھو کر پتہ کی گئی تاکہ باور تک نہیں سطر سے آوں گے اس بے کے امکانات اپنے سے لکھل پاتے۔

"تمہارے۔" ہماری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی باور فتح ہو گیا تو اور انے ایک طرف سانس لینے سے دھیر دیکھ کر وہاں اس وہاں اس کی سانس لڑکیوں نے پانچ سرووں اور ایک صورت کو کر لیں یہ تھا کہ وہاں میں جکر دیا تھا۔ وہ سب ابھی تک بے ہوش تھے۔

"مہارک ہم تم سب کو۔" ایک ایک اور انے کہا تو وہ سب چمک کر اس طرح اور ان کو پہچان گئیں کہ شیخ اس کا وہاں توڑی قریب ہو گیا وہ تک ابھی تھوڑی سی پہلے وہ ان کی نال آئے کہ

ہر پہلی اور میں بھی بارہی تھی اور ابھی ان کی نال دہی چلی تھی اور وہ ابھی سر سے اترے گئے میں سب کو مہارک ہا۔" اور انے کہا۔

"کیا وہاں تھیں۔ کبھی مہارک ہا۔" جیت نے جیت اترے گئے میں کہا تو اور انے اسے کہہ پ لہر پنے کے پاس میں تھیں۔

"اور یہ تو باقی غلطی ہے۔" سب نے ابھی سر سے اترے گئے میں کہا۔

"سب میں کا گیا کہ ہے۔ ابھی گھبراہٹ کر چاک کر اور اس کی باتیں دینی ابھی میں آنا دے۔" ابھی نے کہا۔

"تمہیں۔ میں میں کو آسان صورت نہیں دہی گی۔ میں سب کی صورت ابھی جبر تک ہو گی۔ اب جبر حال ابھی مرنا تو ہے ہی اس لئے اب پہلے میں اس سب کو دیکھنا چاہتی ہوں جس سے ابھی جیتے اور ان نے گھست کھائی ہے اور اسے لکھائی کرنے سے بھر ہوتا ہا۔" اور انے کہا اور ہر اس سے پہلے کہ حیر کوئی پتہ دینی وہاں پاسے لوں کی گھنٹی بج گئی تو اور انے اس اور میں سر ہاتھ سے دھیر دھیر اٹھ کر جیتے اسے معلوم ہو کہ کس کی کال ہو گئی ہے۔

"اور ابھی دہی ہوں۔" اور انے کہا۔

"مہارک اور ان کی ہر سانس اور ہر طرف سے مہارک ہا۔" کوئی کر لیں۔ اور ان کے صورت کا سن کر بے حد حیر ہو گیا

ہے۔" دھیری طرف سے منظر سے نکلے۔

"ہاں۔ لیکن اس کا میں نے مجرہ اللہ میں انعام سے لیا ہے  
اس لئے اس کی روح کو سکون لیا ہو گا۔ تم نکلا کرتے گروپ  
کے تمام افراد کو میرے پاس سے بھی اخراج دے دی ہے۔" اور  
لے گیا۔

"نہیں میاں۔ ہر سب آپ کے میاں بیٹے کے ساتھ فرما جیتا۔  
منظر سے لے گیا۔

"آجیسا کہ کر سب کو وہاں ڈیڑھ گھنٹہ کا لالہ کر لیا۔ میں بھی ایک  
پچھلے میں وہاں بھی پہاڑ کی اور پھر سب ایک ضروری بات  
کر گیا۔" اور لے گیا۔

"نہیں میاں۔ ہم کی قبیلہ ہو گی۔" دھیری طرف سے کہا گیا۔  
"کوئی۔" اور لے گیا اور اس کے ساتھ ہی اس نے دھیر  
دکھایا۔

"سب اس سب کو جہاں میں لے آؤ۔ اور اللہ ہی سے پہلے کھڑا  
لالہ اور جیتے تم سے کھڑے ہو۔ تم کوڑے مارنے کی بات ہو اور  
سنو۔ میں اس کوڑے سے ایک ایک کر کے اس سب کی کھال  
اور جہاں جانتی ہوں۔ اس کے بعد ایک جہاں تو اسے کی بات ہے  
ایک ایک کر کے اس کی جہاں تو اسے کی اور پھر لالہ لالہ سے اس  
کی ناک کاٹنے کی۔ اس کی آنکھیں لالہ کی اور سب سے آخر  
میں انہیں میں گولیوں مار کر چاک کر دیں گی۔" اور لے گیا۔

"نکاح لے لے میں کیا تو سب نے انکس میں سر ہا دیے۔ انہیں  
مطمئن کر دیں کے کانوں کے خلاف وہ اس سے بھی لالہ  
نکاح کا حوالہ کر چکی ہے۔

"تم اپنی بات کر جہاں تو اسے دیکھو اللہ ۱۵ اور اور تم  
کوئی نیکو دیکھ کر اللہ ۱۵ اور لیکن منظر سے پاس سے لے گیا۔  
اور لے گیا۔ نکاح لے لے میں کیا تو اس سب نے انکس میں سر  
ہا دیے۔

عمران کی آنکھیں کھیں تو وہ بے اختیار چمک چار وہ اس وقت اسی کمرے میں تھا جہاں پہلے اس نے اسے ملازم میں بکرا تھا اور اس وقت اس کی وہ ایک کڑی پاملاز میں بکرا ہوا سوچا تھا لیکن اس بار ملازم اپنے نہ تھے بلکہ خاصہ فالت تھے۔ اس نے نظریں گھما کر تو وہ اس کی بالی کڑی پر ہی حالت میں دیکھ کر بے اختیار چمک چار اس کے ساتھ ساتھ اس کے بالی ساگی بھی کرتوں پر ملازم میں بکرتے ہوئے تھے اور بالی بالی سب ہی بالی میں آنے کی کھینچ رہے تھے۔ انہوں نے سب سے آخر میں سوچا۔ صبر چلے کے حد سے ایک بالی کا ملازم لگانے اس کے حق میں بالی اڑی رہی تھی۔ سامنے کڑی پر ایک غصہ ہوتا اور اسے بالی لگی ہوئی تھی اس نے وہ چارست لہاں پتا ہوا تھا۔ اس بالی کے ساتھ ہی وہ اور لڑکیاں بھی کرتوں پر لگی ہوئی تھیں

جن میں سے ایک کے ہاتھ میں خاردار کولا تھا۔ ہار وہ بالی پر صبر چلے کو پانی پڑ رہی تھی سامنے لگی اور آ کر کڑی پر چڑھ گئی۔  
 "تم سب بالی بالی اپنے نام ملا۔" وہاں میں لگی ہوئی بالی نے کہا۔

"سکیل میں جھڑی اس طرح تو نہیں لگی۔ نام تم لوہی میں ہم کہیں تھے۔" عمران نے حکم دیا ہوئے کہا۔  
 "تم وہ وہ اس سے اس کی حالت ہوئی تھی۔" انہوں نے خود سے عمران کو دیکھتے ہوئے کہا۔

"پہلے تم لیا اور اپنی ساتھیوں کا خلاف کرنا۔ ہار میں اپنا اور اپنے ساتھیوں کا خلاف کرناں گد ہار تو یہ خاکرات آگے جان بکھڑا کر۔" عمران نے کہا۔

"تم لوہی کو اس نے بالی میں نہیں لایا کیا کر تم سے خاکرات ہوں گے بلکہ تمہیں اپنی ہر تاک موت مارنے کے لئے تمہیں بالی میں لایا گیا ہے۔ اس ہر تاک موت کی تمہیں تمہیں بالی ناموں کا کر تم اپنے اہم کو سوچ سکو۔ میرا نام لیا ہے۔ پہلے میں اس کی اسفٹ لگی لیکن اب اس کی موت کے بعد ہر ایک اس گدپ کی بالی ہوں اور یہ میری ساتھی لڑکیاں ہیں۔ یہ صحت ہے۔ اس کے ہاتھ میں کولا لکچ رہے ہیں۔ یہ کولا ہارنے کی باور ہے۔ یہ بالی بالی تم سب کی کھال بھجوا رہے گی۔ اس کے ساتھ لگا ہے۔ لگا ہواں کولاں میں باور ہے۔ یہ اپنی عقل کی خصوص

[illegible]

”تم پہلے نہیں جانتا کہ میںیں سطر سے لے کر یہاں پہنچنے کا کیا طریقہ ہے؟“ گئیں گئیں تم نے اللہ آسمان سے پہلے ہے حال کر دینے والی تمیں کیوں فانی۔ تمیں کیا کہہ جاؤ؟۔۔۔ عربی نے بھی نہیں دیکھے ہیں۔

”کائنات نے انہیں کی آواز اور لہجے میں سطرے سے بات کی  
 تھی۔“ ادا نے جواب دیا۔

”ہاں۔ اب اس اعتراض میں کوئی فرق نہیں ہے کہنگہ بھرمی

ابھی کم لے کر تاک سے سر ہوا ہے اور جی چاہتا ہوں کہ میرے  
سے پہلے کم از کم دو سو روپے ایک سو پچاس کے ساتھ لے  
آئیں۔" عرض کرنے لگا۔

”مسلکات ہے کہ تم نے اس حد تک ایمان کی آواز اور لہجے کی عقل کی کہ مقرر سے گئی نہ بچا ہی سہا۔۔۔ اور انہیں نہیں نہ؟ نے دالے لہجے میں کیا۔“

”میرے لئے مسئولیت ہے مگر قصیٰ تک کہوں چاہتے۔“  
 عروا نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”تم نے سحر سے اس کی آواز کو لکے میں پاتے کرتے ہوئے ایک لفظ بھلا کر دیا تھا جس سے اس کو شہر چڑھ گیا۔ یہ لفظ بھی اسٹیشن نہیں کرتا اور یہ لفظ تھا بیلے گورنر۔ اس بیلے گورنر کی عادتے سٹریٹ آفس کا لفظ اسٹیشن کرتا تھا۔ اسی باعث یہ سحر سے ہلک چڑا اور اس نے لکے کو سحر سے اسٹریٹ دی۔ چنانچہ میں نے جو جسم کے دیکھ سے بچنے کے لئے پہلے اور بے ہوش کر دیتا تھا میں فلا کر کہتی اور ہر جم اندر آئے۔“ ادا نے تمہیں لگاتے ہوئے کہا۔

”نہیں تم نے اہلی کہا ہے کہ تم نے ان کی جگہ لے لی ہے  
 کہ میرے بھائی میں یہ جگہ محلو کو ملے گی ہے حق۔“ عرو  
 نے کہا کہ ادا ہے اچھا جس پڑی نور بھروس نے باہر نکال  
 دے اور نے جلی پاتے ہیں وہ بڑا دلی۔



دوسرے لئے کہ ہمارا کے محل سے نکلے وہی بچ سے کوئی اور  
 صوبے کے ہاتھ سے نکلے وہ بچ اس کے اس ہاتھ سے چاہا جس  
 میں اس نے نہیں داخل نہیں ہوا تھا اور بچ کے ہی نہیں داخل  
 ہوا کے ہاتھ سے نکل کر وہ ہاتھ اس کے ہاتھ کی آواز  
 ابھی نہ اس کے ساتھ ہی صوبے ابھی کرنا چاہتا ہے ہاں کہہ  
 جوتے کے کیا تھا وہ پہلے ہی کوئی اٹلے کوئی بھی اس کے لیے  
 ہی ہوا کے محل سے بچا نکل رہی کی ہی سے حویں اور اس  
 کے ساتھ ہی اس نے صوبے کے ہاتھ کا ہاتھ کر دیا۔

صوبے نے کڑے سے بچے کے لئے بھانگ لائی تھی  
 کڑے کی لہائی اس کی طرح سے بچہ بھی اس نے کڑے کا  
 آخری سزا کی تھوڑی طرح صوبے کے نام سے کرنا اور صوبے  
 ابھی کرنا چاہتا ہے ہاں کہہ اس کے ساتھ ہی ہی سزا کی تھی۔  
 اس کا ہاتھ اور بچے سے بچہ کو اس طرح کٹ گیا تھا جسے کسی  
 نے بچہ اور تھوڑا ہاتھ اس کے کیا وہ بھی صوبے کے کرتے ہی  
 بھانگ کی پیرنگ کی طرح ابھی اور اس سے پہلے کہ بچہ بچا  
 کڑے کا ہاتھ کرتی صوبے کی بھانگ سے بچہ کو پیرنگ کی ہاتھ  
 اس سے کرنا اور وہ بھانگ ہوئی بچے کر گئی۔ صوبے بھی اس کے کر  
 کر بچے کی تھی اس کے نام میں تو شاید ہی ہو گئی تھی۔ وہ اس  
 طرح ابھی کرنا اور بچہ کو بچہ کو بچہ کے لئے پہلی قسط سے اسے  
 اس کی طرف ابھی دیا وہ بھی اس کے لئے ابھی نے کوئی بھانگ کا

بچہ اور صوبے کی گواہی ہے کیا۔ اگر ہاتھ ہاتھ سے بچہ  
 تو بچہ صوبے کی گواہی کی ہاتھ کوٹ پائی تھی صوبے کے بھانگ  
 ابھی کی ہے۔ اس کے ہاتھ اس کی گواہی کی بھانگ اس کے ہاتھ  
 ہے ہاتھ صوبے کو ابھی کے لئے تو بچہ کوٹ پائی تھی اس  
 کے ہاتھ کی ہاتھ کوٹ پائی تھی ہاتھ سے بچہ کوٹ پائی تھی  
 میں ہاتھ ہوئی اور بھانگ کی طرف ہاتھ ہوئی ہاتھ سے ابھی  
 ہاتھ سے ہاتھ کوٹ پائی اور وہ ہاتھ کوٹ پائی تھی اس کے  
 اس کے بچہ اور بچہ کوٹ پائی لے بچہ بھانگ صوبے کے بھانگ  
 ہی تھی صوبے ابھی بچہ کوٹ پائی لے ہاتھ کی کی کوٹ پائی  
 ابھی کرنا بچہ کوٹ پائی اور وہ ہاتھ کوٹ پائی تھی  
 صوبے کے بھانگ کا ہی تھی ابھی اور اس سے پہلی قسط سے  
 کرنا بچہ کوٹ پائی ہاتھ کے محل سے بچہ کوٹ پائی تھی  
 لہا کرنا تھی۔

صوبے میں طرف بچہ کوٹ پائی طرف بچہ کے ہاتھ سے نکل  
 ہاتھ کوٹ پائی اور بچہ کوٹ پائی سے پہلے کہ وہ ہاتھ کوٹ پائی  
 صوبے کے کوٹ پائی اور بچہ کوٹ پائی تھی بچہ کوٹ پائی  
 آواز اس کے ساتھ ہی میں ہاتھ کے محل سے بچہ کوٹ پائی  
 کوٹ پائی تھی۔ کوٹ پائی تھی بچہ کوٹ پائی تھی بچہ کوٹ پائی  
 تھی بچہ کوٹ پائی کے نام میں ہی ہاتھ کوٹ پائی تھی اور  
 ہاتھ کوٹ پائی تھی بچہ کوٹ پائی تھی بچہ کوٹ پائی تھی



وہی تھیں۔ ان کے لباس بہت عمدہ تھے اور ان کے ہنسون سے  
خون لگ رہا تھا۔ صوفی نے کڑا ایک طرف پھلکا اور دیکھ کر اس  
نے ادا کے ہاتھ سے گل ہائے وہاں تھیں باطن بھرت لیا۔

"نیک ہاؤ۔ انہیں کوئی مت دانا۔" عروا نے بھارت کچ  
کر کہا تھیں صوفی نے کئی کئی کر دی اور دوسرے نے کہا  
تھیں باطن کی فائز سے گویا ادا اور دیکھتے ہی دیکھتے وہ  
چاروں لڑکیاں بے ہوشی کے عالم میں ہی ہاک ہو گئیں۔

"آئی ام سولی عروا صاحب۔ یہ مجھے غریب تھیں۔ ان کا  
خاطر ضروری تھا۔" صوفی نے لنگر سے اٹھ کر ادا اور  
سے سامنے پہنچے ہوئے کہا۔

"صوفی درست کہہ رہا ہے۔ اگر یہ ہوش میں آجائیں تو ایک  
بار پھر مت بے ہوش ہو جائیں۔" صوفی نے صوفی کی جانب کرتے ہوئے  
کہا۔

"تم نے باطنی صحت کی ہے صوفی۔ دینی ادا۔" ادا نے  
کہا۔

"مجھے تو یوں لگ رہا تھا کہ صوفی چاروں بچوں کا شوہر ہو گئیں  
انہی نے تو اب عروہ چار کا شوہر بنا لیا ہے۔" عروا نے  
خندہ خور ہوتے کہا تو سب کے پیروں پر ہنسنے لگیں۔

عروا اپنے ساتھیوں سمیت ان وقت انگریزوں کے قہر پورٹ  
پورٹ کے ایک ہوش کے کمرے میں سوجھ بوجھ رہا تھا۔ وہ سب کدیا سے  
ایک بڑا کدے اور سچے پچھلے دولت پورٹ اور پھر دولت پورٹ سے  
ایک طرف پورٹ کے اسی پورٹ پورٹ پہنچے تھے۔ ادا اور ان کی  
ساتھی لڑکیوں کی چاکر کے بعد باقی سوانحہ ان کے لئے ہے وہ  
آسمان جوتہ ہوئے تھے۔ پیر انکھن گروپ کے ہارے میں انہیں  
سلیم وہ چاکر اور ادا نے یہ اٹھاتا تھا کہ اس کے علم پر پیر  
انکھن گروپ کے باقی تمام گروہ پورٹ کے لئے وہاں سوجھ ہیں۔  
چنانچہ عروا اپنے ساتھیوں سمیت وہاں پہنچا۔ وہ سب چاکر ادا  
اور ان کی ساتھی لڑکیوں کے سوانحہ سے بے خبر تھے ان کے ان  
کا خاتمہ انکھن آسمان جوتہ ہوا تھا۔ وہاں سے ایک ناک کے  
اوپر انہیں لہو لہری کے ہارے میں حتیٰ طور پر سلیم وہ گیا۔ یہ







”آپ سے چٹک رہا ہوں تھا اور چٹک رہے ہیں کا مہربانی عرض  
 تھا اس لئے میں نے چٹک کو کال کیا اور چٹک نے فوری طور پر اس  
 چٹک پر عمل کرنے کا حکم دے دیا۔ اب آپ نے کلاس سے مجھے  
 فون کیا اور یہاں پہلے لیڈ میں ہوئی کی چٹک کا کہا اس وقت  
 چٹک پر عمل ہو رہا تھا آپ نے چٹک فوری طور پر رابطہ قائم کر دیا  
 تھا اس لئے میں حیران آپ سے کوئی بات نہ کر سکا تھا۔ اب جب  
 چٹک عمل ہو چکی ہے تو میں نے اپنے چٹک کو اطلاع دی اور اب  
 آپ کو رپورٹ دے رہا ہوں۔“ مگر ہم نے جواب دیتے ہوئے  
 کہا۔

”میں نے تو اس لئے قصی ساری چٹک کالی قحی کر تم باہول  
 چار دیکھ گئے اور میں لپھڑائی چہ کرنے کے بعد میں چٹک پر عمل کر  
 کے اپنے لئے فوری طور پر مدد چٹکوں کا بندوبست کر رہی تھی۔  
 اب کیا کہوں۔ بہر حال ٹھیک ہے۔ گڑبائی۔“ عروا نے کہا اور  
 اس کے ساتھ ہی اس نے اپنے ہاتھوں سے دیکھ دیکھ دیا۔ اس  
 کے چہرے پر ہنس کے ہنرات واضح تھے۔

”کیا ہا عروا صاحب۔ آپ فلاں کھتے آ رہے ہیں۔“  
 عروا نے سہماتے ہوئے کہا۔

”میں اپنی نے چٹک کو تار دیا اور چٹک کو تو اظہ سوج دے۔  
 اس نے اپنے حرج دے دیکھیں چٹک کے لئے فوراً کال دینی عمل کا  
 دی۔ اب وہ مجھے چٹک کے حوالے تو چٹک دیتے سے رہا تھا۔

اپنے کئی کلاف سے چٹک۔“ عروا نے حیران ہوئے کہا۔  
 ”تو کیا ساری سہ کس جگہ کا غلط ہو گیا ہے۔“ عروا نے  
 چٹک کر پچھا لیکن فون میں 111 کا فون ہی نہ تھا اس لئے وہ  
 سب دوسری طرف سے آنے والی آواز نہ سن سکے تھے۔

”جی۔ ساری کا داخل چٹک اور سب کلاف تھا۔ اس کا غلط  
 کر کے اس کے جانب کو اس کی پہلے دے دی گئی ہے اور وہ  
 حسب یہودی نہیں ہے اس لئے فوری طور پر ساری کا فون قائم  
 ہو گیا ہے۔ 111 دیکھ کر اس جگہ کا چٹک تھا وہ خط حسب  
 یہودی تھا اور اس کے قصب پر لپھڑائی کام کر رہی تھی اس لئے اس  
 کا بھی غلط کر دیا گیا ہے اور اس کے چٹک ہوئے ہی کس جگہ  
 بھی حرج ہو کر وہ چٹک کی۔ اس طرح پر غلط بھی قائم ہو گیا  
 ہے۔“ عروا نے اسی طرح اچھٹے لگے میں کہا۔

”وہ تو فون کی بات ہے۔ تم دے رہے ہو۔ کتنا۔“ عروا نے  
 حیران لگے میں کہا۔

”مگر میرے چٹک۔ عروا کا کیا ہو گا۔“ عروا نے دے دے  
 والے لگے میں کہا تو سب اس کے اس انداز پر بہت حیران ہو گئے  
 اس پر۔





# پیش اسٹیشن

مطہر تعلیم کے لئے

=====

ایک ہی شخص میں دو چیزیں ہونے کے ساتھ ساتھ کسی  
 اور کسی شخص سے کسی اور شخص کی طرف سے

=====

ایک ہی شخص میں سے کسی اور شخص کے ساتھ ساتھ  
 کسی اور شخص سے کسی اور شخص کے ساتھ ساتھ

=====

ایک ہی شخص میں سے کسی اور شخص کے ساتھ ساتھ  
 کسی اور شخص سے کسی اور شخص کے ساتھ ساتھ

=====

ایک ہی شخص میں سے کسی اور شخص کے ساتھ ساتھ  
 کسی اور شخص سے کسی اور شخص کے ساتھ ساتھ

=====

ایک ہی شخص میں سے کسی اور شخص کے ساتھ ساتھ  
 کسی اور شخص سے کسی اور شخص کے ساتھ ساتھ

=====

ایک ہی شخص میں سے کسی اور شخص کے ساتھ ساتھ  
 کسی اور شخص سے کسی اور شخص کے ساتھ ساتھ

=====

ایک ہی شخص میں سے کسی اور شخص کے ساتھ ساتھ  
 کسی اور شخص سے کسی اور شخص کے ساتھ ساتھ

ایک ہی شخص سے

=====

ایک ہی شخص سے کسی اور شخص کے ساتھ ساتھ  
 کسی اور شخص سے کسی اور شخص کے ساتھ ساتھ

=====

ایک ہی شخص سے کسی اور شخص کے ساتھ ساتھ  
 کسی اور شخص سے کسی اور شخص کے ساتھ ساتھ

=====

ایک ہی شخص سے کسی اور شخص کے ساتھ ساتھ  
 کسی اور شخص سے کسی اور شخص کے ساتھ ساتھ

=====

ایک ہی شخص سے کسی اور شخص کے ساتھ ساتھ  
 کسی اور شخص سے کسی اور شخص کے ساتھ ساتھ

=====

ایک ہی شخص سے کسی اور شخص کے ساتھ ساتھ  
 کسی اور شخص سے کسی اور شخص کے ساتھ ساتھ

=====

ایک ہی شخص سے کسی اور شخص کے ساتھ ساتھ  
 کسی اور شخص سے کسی اور شخص کے ساتھ ساتھ

=====

ایک ہی شخص سے کسی اور شخص کے ساتھ ساتھ  
 کسی اور شخص سے کسی اور شخص کے ساتھ ساتھ

=====

ایک ہی شخص سے کسی اور شخص کے ساتھ ساتھ  
 کسی اور شخص سے کسی اور شخص کے ساتھ ساتھ

=====

ایک ہی شخص سے کسی اور شخص کے ساتھ ساتھ  
 کسی اور شخص سے کسی اور شخص کے ساتھ ساتھ

=====

ایک ہی شخص سے کسی اور شخص کے ساتھ ساتھ  
 کسی اور شخص سے کسی اور شخص کے ساتھ ساتھ

محرم الحرام ۱۴۴۰ھ



سید ۛنیجر گروپ چاؤ

مارٹن ۱۹۷۰ء ایک ملک جس کی حکومت آئینہ کے ساتھ اعلیٰ شرافت  
کے ساتھ ملے میں تھیں ۱۹۷۰ء کی جنگی مگر سرکاری اس کے راستے  
میں تھی رکھتے تھے۔

جنگِ ستار ۷۰ ایک ہیں فتوحاتی مجرم تنظیم جس نے دہشت گرد حکومت  
کی راہ، برسرِ سطحوں کو دکھایا ہے اور ان کو ایک نیا گھر — ۹

ماہرین کا کہنا ہے کہ حکومت کو چاہیے کہ سرکاری کی دکانوں اور نجی  
شرکتوں کے نمائندوں کو ایسی قسم شراب ملنے سے روک دیا جائے تاکہ وہ اس پر  
رجسٹریشن کر سکیں۔

سرطانی کی دواؤں کے لئے وہب ڈاکھایا نیکارٹ سہارا  
نے عمریں کی سربراہی میں اپنے مضمون کا آغاز کیا تو ایک  
نکار اور بار بار نکوست اور ان ہی بولتے گئے۔ کہیں؟

ایک نوجوان نے ایک ایسے شخص کو ملوث کر دیا جس نے اس کی مدد کی۔

پہلی کوئی کمی بھی نہ ہو گی کی طرحی کے طور پر داخل نہ ہو سکتی تھی۔  
 ڈیڑھ گروپ چاہا ۲۵٪ جس کی توقع میں سرطانی کو اس نے ۱۰۰٪  
 دیا تاکہ سب کو یقین تھا کہ ڈاکٹر کی حکمت میں یہی اصل امر  
 چاہا ہے سرطانی کو دوا کی حاصل نہیں کر سکتی۔ کیا باقی ۷۵٪  
 وہ ۲۵٪ سب مرضی اور اس کے ماسٹوں کی یاد رکھیں گے۔ پھر  
 سرطانی کو فری ۲۵٪ کا اثر ہے اس کے لئے اس کے ہاتھ لگے۔ پھر  
 کوئی ۲۵٪ ڈاکٹر کو پ چاہا کی ایک فری ۲۵٪ سرطانی کو اپنے جانے  
 کہ کچھ بھی اور اس نے صرف سرطانی بلکہ پوری ڈاکٹر کی  
 سب کی جانیں چاہنے کے لئے ایسا جان فرما کر دی۔

1-4-5-6-7-8-9-10-11-12-13-14-15-16-17-18-19-20-21-22-23-24-25-26-27-28-29-30-31-32-33-34-35-36-37-38-39-40-41-42-43-44-45-46-47-48-49-50-51-52-53-54-55-56-57-58-59-60-61-62-63-64-65-66-67-68-69-70-71-72-73-74-75-76-77-78-79-80-81-82-83-84-85-86-87-88-89-90-91-92-93-94-95-96-97-98-99-100-101-102-103-104-105-106-107-108-109-110-111-112-113-114-115-116-117-118-119-120-121-122-123-124-125-126-127-128-129-130-131-132-133-134-135-136-137-138-139-140-141-142-143-144-145-146-147-148-149-150-151-152-153-154-155-156-157-158-159-160-161-162-163-164-165-166-167-168-169-170-171-172-173-174-175-176-177-178-179-180-181-182-183-184-185-186-187-188-189-190-191-192-193-194-195-196-197-198-199-200-201-202-203-204-205-206-207-208-209-210-211-212-213-214-215-216-217-218-219-220-221-222-223-224-225-226-227-228-229-230-231-232-233-234-235-236-237-238-239-240-241-242-243-244-245-246-247-248-249-250-251-252-253-254-255-256-257-258-259-260-261-262-263-264-265-266-267-268-269-270-271-272-273-274-275-276-277-278-279-280-281-282-283-284-285-286-287-288-289-290-291-292-293-294-295-296-297-298-299-300-301-302-303-304-305-306-307-308-309-310-311-312-313-314-315-316-317-318-319-320-321-322-323-324-325-326-327-328-329-330-331-332-333-334-335-336-337-338-339-340-341-342-343-344-345-346-347-348-349-350-351-352-353-354-355-356-357-358-359-360-361-362-363-364-365-366-367-368-369-370-371-372-373-374-375-376-377-378-379-380-381-382-383-384-385-386-387-388-389-390-391-392-393-394-395-396-397-398-399-400-401-402-403-404-405-406-407-408-409-410-411-412-413-414-415-416-417-418-419-420-421-422-423-424-425-426-427-428-429-430-431-432-433-434-435-436-437-438-439-440-441-442-443-444-445-446-447-448-449-450-451-452-453-454-455-456-457-458-459-460-461-462-463-464-465-466-467-468-469-470-471-472-473-474-475-476-477-478-479-480-481-482-483-484-485-486-487-488-489-490-491-492-493-494-495-496-497-498-499-500-501-502-503-504-505-506-507-508-509-510-511-512-513-514-515-516-517-518-519-520-521-522-523-524-525-526-527-528-529-530-531-532-533-534-535-536-537-538-539-540-541-542-543-544-545-546-547-548-549-550-551-552-553-554-555-556-557-558-559-560-561-562-563-564-565-566-567-568-569-570-571-572-573-574-575-576-577-578-579-580-581-582-583-584-585-586-587-588-589-590-591-592-593-594-595-596-597-598-599-600-601-602-603-604-605-606-607-608-609-610-611-612-613-614-615-616-617-618-619-620-621-622-623-624-625-626-627-628-629-630-631-632-633-634-635-636-637-638-639-640-641-642-643-644-645-646-647-648-649-650-651-652-653-654-655-656-657-658-659-660-661-662-663-664-665-666-667-668-669-670-671-672-673-674-675-676-677-678-679-680-681-682-683-684-685-686-687-688-689-690-691-692-693-694-695-696-697-698-699-700-701-702-703-704-705-706-707-708-709-710-711-712-713-714-715-716-717-718-719-720-721-722-723-724-725-726-727-728-729-730-731-732-733-734-735-736-737-738-739-740-741-742-743-744-745-746-747-748-749-750-751-752-753-754-755-756-757-758-759-760-761-762-763-764-765-766-767-768-769-770-771-772-773-774-775-776-777-778-779-780-781-782-783-784-785-786-787-788-789-790-791-792-793-794-795-796-797-798-799-800-801-802-803-804-805-806-807-808-809-810-811-812-813-814-815-816-817-818-819-820-821-822-823-824-825-826-827-828-829-830-831-832-833-834-835-836-837-838-839-840-841-842-843-844-845-846-847-848-849-850-851-852-853-854-855-856-857-858-859-860-861-862-863-864-865-866-867-868-869-870-871-872-873-874-875-876-877-878-879-880-881-882-883-884-885-886-887-888-889-890-891-892-893-894-895-896-897-898-899-900-901-902-903-904-905-906-907-908-909-910-911-912-913-914-915-916-917-918-919-920-921-922-923-924-925-926-927-928-929-930-931-932-933-934-935-936-937-938-939-940-941-942-943-944-945-946-947-948-949-950-951-952-953-954-955-956-957-958-959-960-961-962-963-964-965-966-967-968-969-970-971-972-973-974-975-976-977-978-979-980-981-982-983-984-985-986-987-988-989-990-991-992-993-994-995-996-997-998-999-1000-1001-1002-1003-1004-1005-1006-1007-1008-1009-1010-1011-1012-1013-1014-1015-1016-1017-1018-1019-1020-1021-1022-1023-1024-1025-1026-1027-1028-1029-1030-1031-1032-1033-1034-1035-1036-1037-1038-1039-1040-1041-

لا اکتفا نکات سہری سرمنٹھوں کو اندرون جھلی کر چکی ہے

کھانہ کی دلیپ، اذیت، غلا، ذرا کھائیں اور صحت کا کام  
کر دیں۔ وہاں اس کے بعد ایک چمچ لے کر پانی پی کر

ماشیران

خان برادرز گاران اهن ملتان

Ph. G. / J. J. Chans

ارسلان چہلی لیڈنر: <sup>۱۰۰۰۰۰</sup> ۱۰۰۰۰۰ ملتان

Model 1771-41000739